

دلچسپ اور مہلکی خیر کہانیوں کا مجموعہ

ماہنامہ جاسوسی ڈائجسٹ

اکتوبر 2012

کوریج
معراجِ وحل

قیمت
60
روپے



جدید نثر و تنقید



11

قائم کی سفاکیاں کج دیکھ
پندریا، مجھ میں امتیاز چلا میرا

یہ بڑے کا ارجا



18

دعا تو ہر وقت تیرے پاس... رفتا ایک
دوسرے میں دم ہوتے جا رہے تھے...

معصوم اقبال



61

لکھ نہ دے، جنس کو خوش کر سونے
لے کی لٹی کا خوش گوار خوش

چھیلو کا تحفہ



69

مٹنی کا شہل کی لک اور غلی... جو
تہ کی کسب کیلئے اپنا چہرہ

سیرینا راض



85

بے اعتباری بے اعتباری
میں سانس لیتی ایک سستی خیر کہانی

تئویر ریاض



96

مجھ سے بڑھ کر ہے جس کی جگہ
اسے تھک کی جنگ کا سامنا تھا

لکار



139

اپنے کی تیرے شہر ہو جائے
شکاری کا تانہ سوار سہیں...

دو شکار



139

مدیر اعلیٰ
مکتبہ

جہانگیر کا چہرہ

اس شخص کا جس سے اپنا ک
یہ ایک جرم سرزد ہو گیا تھا

مرید علی خاں

ایک چوکا دینے والے اغتنام سے
مزین... جرم اور محبت کا انوکھا انعام

سیرینا راض

نظر کا شہل کی قربت کی گنجائش
کا کھیل شہر چھوڑنے والے کی کہانی

اسرار علی

ایک خواب سے بظاہر تہ کی کا پروردہ
.. جس کی نوع کی ایک میں میں تہ کی

آج کی دنیا

داس دماغ کو جوڑنے والے شہرہ
ہنگامے... ہنگامہ کے لئے کاروائی

مستطاب

چون کے کواں کا گھر تو تاحیل جو اپنے
دھن کو رہن رہنے کے درپے تھے...

آفت ناک

ایک گزیدہ خاندان کی داستان جس کے
کھیلوں کی تعداد بڑھ کر مہم ہو رہی تھی...

سروا کر

ایک گزیدہ خاندان کی داستان جس کے
کھیلوں کی تعداد بڑھ کر مہم ہو رہی تھی...

تازہ نثر کا بیقلم

ایک گزیدہ خاندان کی داستان جس کے
کھیلوں کی تعداد بڑھ کر مہم ہو رہی تھی...

کاشف زبیر

میں سے بدھوں کو اس پر خوش نظر نہ آئی۔ ایک بار چاکر نے اپنے ایک قابل صاحب کی بھیجی کہ اس قابل صاحب سے اپنے
 ممبروں میں سے کھانا دے گا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا کوئی جملہ ہے۔ یہ سب ممبر صاحب کی کھانہ کی بات تھی۔

جنگ سے ظاہر ہو کر ایک ممبر صاحب نے ایک ایک صاحب سے کہا کہ اس وقت سے چار ماہوں سے اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 وہ لوگ اپنی اپنی جگہ سے اپنے کام پر چلے گئے۔ اس بار پھر وہاں کی کمی بہت ہو گئی۔ ایک قابل صاحب نے کہا کہ اس وقت سے اس کی جیت 35 روپے چلی۔

اسلام آباد سے اپنے دوست کی کہانی سن کر میں نے اس قابل صاحب سے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔

اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔

اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔

اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔

اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔

اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔

اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔
 اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔ اس قابل صاحب نے کہا کہ وہاں پر اب بھی وہاں کے لوگ اس کی جیت 35 روپے چلی۔

[illegible][illegible]

ہروپ کاراجا

احمد اقبال

کاغذی رشتوں اور خونی رشتوں میں کب کوئی دوا پڑ جائے... اس کے لیے وقت کی حد مقرر نہیں... محبت... جذبات اور رشتوں کی بنیادوں میں ایک دوسرے پر اعتماد و اعتبار کی خوبی ہوتی ہے... فریب اور مفاد پرستی کا معمولی سا خیال بھی اسے ہلا دیتے کہ اسے کافی ہے... حرص و ہوس اور چار چاند مزاج رکھنے والے افراد کا غرو و تنگی... جن کے نزدیک زندگی صرف چیت کا نام تھا... وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کے لیے ایک دن پار کا بھی مقرر تھا... ہمارے معاشرے اور انسانی نفسیات میں تبدیلیوں کے نشیب و فراز...

مرزا شعیب جنگ تلک بنگیزی مالک و مدبر اعلیٰ روزنامہ "حقیقت ساز" عرف توپ صاحب نے عادت کے مطابق اپنی کرسی کو ایک سواری درجے کے ڈاؤسیہ پر بٹھایا تو یہ پوچھنا بالکل ضروری تھی رہا کہ اب وہ کیا کرنے والے ہیں۔ انہوں نے تین پیچھے والی کرسی کے دونوں بٹن محمول کے کچھ نیچے منزل سے صرف گردن باہر ٹال کے دنیا پر ایک طائرانہ نگاہ کی اور پھر منبھول کر خون کی طرح اس بیک کواٹھ دیا جہاں کے منہ میں پوری طرح بھر چکی تھی... بارہوا سالے واسے ایک پان کو وہ آدمے گھٹے سے اپنے منہ کے سر میں گھونٹ رہے تھے۔

اس طبقہ اور داغ رسوائی کی طرح بدنامی عطا کرنے والے کچھ ایسے ہی کے تباہ کے چہرے اور لہاس کاغذ دیا کسی بے داغ اعلیٰ طبقہ دیکھنے والی کارنگ نصف مسافت بھی طے نہ کی ہوئی کہ توپ صاحب سر داپس لاکے کھڑکی میں بند کر چکے تھے کہ اب کوئی لاکھ منہ اٹھا کے کسی دور بین یا



دوسرا نوٹ برآدھ کیا۔ ”آج رات ہے قافہ کا۔۔۔“
 میں نے سوچا، کل ایک اور دور کا قافہ آگے جا رہا ہے۔
 ”یہ دو قوم پر داتا غائب چلتا ہے۔۔۔ قافہ کر گیا آپ
 کدھر۔۔۔“ پانی زور دے گا۔۔۔

پڑھائیوں میں ہے اترے میں ہے مٹری دیکھی تو میں
 بیتے میں اب بھی ایک کھنڈر تھا، چاند نیچے میں راوی شعل
 مسافت کو چیلے کر کے گا فیصل آباد اٹھنے سے آج
 سرخ رو کیا۔ میں اپنی پڑن میں تھا کہ بیجانہ نشان کے ساتھ
 صاف کو کوچ کے لیے کیا غائب ادا ہوئی میں بھی نے جا
 سکوں۔۔۔ گزشتہ روز جب سے اسے دھوکا تھا تو میری
 چپ میں تقریباً چارے ہزارے تھے اور میں نے اسے تھا
 جب میں اس کے ہفتہ کرے میرے ساتھ دھکی جا کر کرتی چلی
 آئی کی۔۔۔ میری چپ میں بلایا ہے جا ہے کیسے اس کی بڑ
 میرے دوستوں کو چھو جاتی تھی۔ رات میرے ساتھ
 چلے گئے کہ تک انہوں نے میرے بھرتو کیا اور پلٹے
 تھے۔

میرے لیے ایمان کی بات یہ بھی تھی کہ اس
واردات کی خبر ان کے سامنے نہ ہو۔... وہ بھی کیے... وہ...
تو شیف نے اس کی ہجرت اور مارک جی کی کوئی کینہ
آئے۔ اس کو دل میں ڈنڈی پڑی تھی۔
ایک مہینے کے سامنے سے کرتے ہوئے میں نے
صاحب کی فکر کو دیکھا جسے صورتوں دیکھ اور ہر شے
کمال سے احسان کی فتح بنا دیا تھا کہ اپنے سید صاحب
دیکھ کر شکر کا انعام میں دے لگے کہ سالہ... ہجرت
ہیں اتنی جوان بھی تھی... ایک اور نام دیکھ کہ میرا ذات
مناظر عرف ناز کی طرف آ گیا تھا۔ جس کا شوہر جہاں ہو
کر تھا۔

☆ ☆ ☆

ثابت تکی ہوتا تھا کہڑوئے شادی کر لی ہوگی اور تہ
شہر کہاں سے آگیا... بارہ کا شہر اکیس ایک نام خواتین
کیا جاسکتا تھا جو شہروں کے معاملے میں درجہ فراف
دل میں لے لیں... آئی کہ بعض اوقات اسے فلاح کا خطاب
میں فیضی دیا... یہی اسی بھوت کی شہر ہر کا
غائب ہو جاتا نہیں آتا ہے... کوئی نہیں اور اکیس ی دم
دل خاتون کو ملے لے ہے... ہر چہ راز دہی ہوئی کی ایک
شہر کے کم ہو جائے ہے... وہ نفس نہیں جیتا... جہول
شہر... کہ کھو گیا شہر ہو گیا... ہمیں حق ہے اس کا
شاہ... بعض اوقات اسے جاری تھا کہ نام کسی

دو چار بی بی پڑا اور اس کے کمر میں آگئے... اور ایک میلی ہوئے۔

”فرش کو اس نے جھین دے دے کہ بچا ہو“

”بی بی! کس سوسڑی... میں اس کی کوئی دیکھ نہیں سکتی۔“

”وہ قادی بڑی بول ہو... اور کمر میں کاسو کا ایک ٹکڑی کے پائے کا تھا۔“

”توپ صاحب نے گھوڑی کو اس کے پائے کے پاس کیا۔“ اور وہ اس کا تھا اس کی دے گئے۔

”مکلی بات تو ہے کہ میں کمر میں کاسو میں ہوں... لیکن دوسری بات زیادہ اہم ہے کہ کمر میں اس کا لٹلہ مطلب لے گی۔“

”توپ صاحب نے۔“ دیکھو میاں صاحبہ! وہ... وہ لڑکی تجھے میرے متاع ہے میں بہت بڑھ گیا ہے... اور میں بھی کہ مطلب اسے سمجھا سکتے ہیں... لہذا کمر کو دانی ڈاک کی۔“

”کس کا ڈاک؟“

”ایک سبیل... میں اس کی خدمت میں گیا مجھے کہہ کر کہ
تو وہیں مجھ پر کھڑی ہے کہ میرے سبیل کا سراغ
لاؤ۔“ ورنہ یہ بتائی ہوں صادقہ کہ... اس کے پاس بھی
کچھ تو ہو گا کہ بارود... بعد میں اس کے سر پر میرے یہ
ساں لگاؤ... پھر تصویر بھان چھینوں کے خطوط...“ وہ
مذاہب و افہام کے نئے طرح پر چڑھے۔
”میں غرور و آواز نہ کیا...“ وہ نے بھی ایسی ہی
خیر میں سلیم کہ اس وقت سوتی ہے کہ...
”فرا...“ خیر خانا اس کا ہونے کے...“

میں نے جیب سے دو کاغذ نکالے... "آپ معاوضہ
 نکالیں۔ آنکھوں سے سو کاغذ ہو گا اور پیسے جن میں تو کا لم کی جگہ خالی
 چھوڑ کے گھوڑیں... کا لم تو کس بہت غیبت ہے... مجھے پروا
 نہیں۔"

میرے خرم محکم کو میری صورت سے جان کے توپ
صاحب نے ایک آدھ روپہری اور گریبان میں ہاتھ ڈال کے
واسکٹ کی جیب میں سے ایک ہزار کا مٹرا ٹوٹ نکالا۔
"مطلب یہ کہ ساہو حساب ختم"۔

”دو پٹھان کے قرض کی طرح مع سود چلے گا اور اس رقم سے آپ کے کارکن ادا کا کالم پڑھ سکے گا۔“ میں نے ایک مسلمان کی خدمت میں پیش کیا۔

”خدا میرے لیے... مجھے سے دو کاپیاں تیار ہوتی ہیں؟“

”توپ صاحب نے حق فریضے میں کہا۔ ”کاپیے تم جیسے ایک زمانے میں اسے... یہ ایک ناقابل تردید حوالہ نہیں ہے۔“

”دو کاپیاں ہوتی ہیں۔“

”ہاں۔۔۔ مگر تمہارے دل میں آج بھی پرانی صحت کی نگار تو ہوں گی... یا مگ نہ تھی۔“

”یہ بتاتے ہیں کہ کوئی بیمار آزاد؟“

”توپ صاحب نے لاشی کے اخبار میں سر ہلا دیا۔

”اگر وہ... اور یہاں جو کچھ سکھو کے لیے تو ہم سے ذکر کریں

[illegible]

"یہ ہمیں بتاؤ۔ تمہارے پاس سے اس کے اخلاق کی جڑ کاٹ کر ادا کیا؟ ہمارے پاس ہے جو بچہ... بیپ کی طرح..."

اپ صاحب نے خان کی ایک اور گھوڑی پر جانے کے لیے اپنی رہے بھی پتاری معلومی اور مسکرائے۔ "مگر اس میں عمل کو خود اپنے بھی مستور کردیا... تم کل ہو سکتے ہو... مقل کریں... تم بزدل ہو..."

”لوٹو صاحب... اس لڑکی سے ہم سنا یہ چار پانچ
ل سے نہیں ملے۔“
”وہ تو جب سے صاحب سے جھین گئی اُسی سے ہم اور
اسی لڑکی سے نہیں ملے...“ ناز و حسرت ہماری ہم جوتہ۔
”یہ لڑکی صاف تو کوہِ نامِ رکھی تھی۔“ شبنم نے ہنسنے
پر کہا۔ ”خیر یہ سب اور سنو، یہ سب کچھ تو یہ سب کچھ... وہ
ایک خوب ترین لڑکی تھی جو حق... ناز و حسرت ہماری ہم جوتہ۔
... اس نے اس طرح کے کچھ اور دی وہ... کچھ کچھ اور

میں نے جواب دیا: ”جی ہاں، میں اس کی فراوانی سے کچھ لال ہو چکا ہوں۔“ مگر اس نے کہا: ”میں سب سے زیادہ چاہتی ہوں کہ آپ... ایک ہک مگر طاقتور مسنونہ چھارے شب و روز اپنا کمر ساتھ کر لیتے ہیں... کیا نام ہے اس کا... وہ تو عجیب سا ہے۔“

میں نے جھٹکے کہا: ”آپ نے مجھے غلطی دے کر مجھے فریبہ کرنے کے لیے بلا لیا تھا...“ وہ قہار ضروری کام“۔

انہوں نے فوری ہٹائے سر کی شفاف سطح پر ہاتھ مارا۔ ”مجھے غریب یاد دلایا کہ ایک ضروری کام کا نام قہر ہے...“

روا میں کہیں ہمارے سر کے اندر کچھ غریب ہے... یہ ہے پڑنا ہو گیا ہے۔ اس کی بیرونی کوئی خیر غریب ہے مگر کچھ سولو...“

مگر خیر سے آواز دے گا۔“

”وہ کوئن؟ ان کا کام لےنے سے آپ کا لاک ٹھوس ٹوٹ جائے گا۔“
 ”جی ہاں... وہ صوفی... جو ہمارے خلاف فتوے جاری کرتے ہیں، جیڑا، خٹار، بٹا ہے۔ بخدا صرف اللہ آنے کی راہ ہے۔ ہمیں بھگت خود سے خمیدہ کر کے اوپر ارسال کر دیں گے۔ جہنم میں جائے گا جنت میں گھر اس دفعہ سے ہر حال جائے۔ ہمارے اس خیال پر کیوں ناگاہ... مگر کبھی تو نام بھی ہے اس کا۔“ وہ بچہ کی آواز میں کہنے لگا۔
 ”مولوی سبحان اللہ... اسے کیا کام پڑا ہے مجھ سے؟“

”پر خوردا پر بدول... آج تو وہ آقا تھا، مجسمِ تقویٰ اور
 تینا کے... اس نے زار و تھکا کچے تینا کو کہہ کر جو اس کی دختر
 نیک اختر سے کہنے پکڑ بھی... شاید اس سے بہتر...“
 ”آپ نازنین کی بات کر رہے ہیں... مازنی کی؟“
 انہوں نے ایک سر آدھ بھری۔ ”نام اس کا زبان پر
 آئے تو حلق کھگدھال میں محسوس ہوتی ہے۔“
 ”افرو... آخر کیا ہوا اسے؟“

”جیسی اس نے وہ درکار کیا تھا... لاج الفت... میرج ہمیں زائر اخلاقی کی حرکت تھی... اور وہ اپنے مجازی خدا کے ساتھ کی بھی شہدائے جامعہ... جلی انکار کا طریقہ ہے... اب وہ سہانہ ہو گیا... کیونکہ اس کا شوگر ہو گیا ہے۔“

”کیسے غائب ہو گیا؟ جن موت کی طرح۔“

”تو صاحب تھے۔“ جیساں بڑوں... ایسا ہوتا تو سو فی صد حکم اور جہات جو اس کے تابع ہیں... جگہ جھپکنے

میں تو مشہور ہے کہ فی محفلوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کر کے لاکھوں لگتا ہوں۔۔۔

”میں نے ایک ایسا ہی جہاد کیا بھی ہے۔۔۔“

میں حیران رہ گیا۔۔۔ یعنی تم شریک محفل تھے؟

وہ ہنس پڑی۔۔۔ ”جہولے بادشاہ۔۔۔ مجھے کیا پتا تھا کہ شادی کے جشن میں یہی ہوگا۔۔۔ اس فخر کا وہ محسوس دیکھنے والے بڑے معزز لوگ تھے۔۔۔ لیکن ہے اس کی بھی

ریکارڈنگ میں موجود.....

”خدا ہو گی ان کے پاس... لیکن انہوں نے یہ حصہ کسی صورت میں نہیں دے سکتے۔“ وہ کہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس صاحب نے بھی ضرورہ کرکھو... میں نے اپنا فیصلہ سنا لیا۔“

انہوں نے اپنی اس شائع ہو جانے میں سے کچھ کر دیا تھا۔

ابھی ایک مہینہ ہی تھا کہ وہ اپنے گھر سے کے لیے ایک اور انہوں نے آئی کہ چار دو حصوں پر مشتمل تھا۔ ایک آدین اور دو اور اٹھ... اس طرح انہوں نے دینے والی تیرہ حصوں کے

[illegible]

بارہ... ان دنوں تو کس ہوسکا...
وہ مجھ کو دس ہوتی... کس نہیں ہوسکا؟
”اس لیے کہ میں ان کے معمولات جانتا ہوں... ان
کی جتنی بارہ ایک بجے کے بعد ہوتی ہے... تم نے ایڈ پٹنگ
بھی کی ہے...“
اس نے ٹیپ مجھ سے واپس لے لیا۔ ”مجھ کو یہ
سب... جب شائع نہیں ہوسکا تو پھر... ایڈ پٹنگ میں

نے کوئی کیس نہیں... دوسرے سے تھا...
 لیکن میں جانتا تھا کہ اس نے ایک ہیپ سے دوسرا تاجر
 کیا ہے اور اس میں سے اپنی آواز نکال رہی ہے... میری
 سے سوالات کرنے والی وہ غوجھی... اس میں صرف ہیپ
 کے جواب تھے اور اس میں وہ جگہ جگہ آواز نکالتی
 تھی... اس کے باوجود مجھے یہ سب کچھ یاد آیا... یہ بات
 کا افسانہ ہونا چاہئے جس کے بعد کہ ساتھ ساتھ... چاہئے کہ
 اپنی آواز نکلتی ہے... انا جانتا ہوں کہ یہ کمال ہے... آخر وہ

مجھے یہ پتا نہ لگتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔ مجھے تو پتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔
 اگرچہ میں نے اسے اس کی... ہوں۔ مجھے تو پتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔
 بات نہ کر سکتا تھا۔ اس کی... ہوں۔ مجھے تو پتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔
 جس سے اس کے... ہوں۔ مجھے تو پتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔
 جانا... لیکن میں نے اس کی... ہوں۔ مجھے تو پتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔
 ہو گیا۔ جب وہ کسی... ہوں۔ مجھے تو پتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔
 اعراض کی... ہوں۔ مجھے تو پتا تھا کہ میں اس کی... ہوں۔

آئے... ایک رات مجھے خیال آیا کہ مجھے ہمارے گھر کا
ایک گرامر ڈکشنری دیکھنا چاہیے... میں نے اسے
بہت پہلے گلاسٹونبری میں اس کے اندر جانے کی ایک گلی میں
کھڑا کیا... میں نے دیکھا چاہتا تھا کہ وہ کس گلی سے
پہنچے... میری قسمت اچھی تھی کہ میں نے اسے ایک گلی
کلک کر پکڑی۔ یہ تک جاتے دیکھ لیا... اس نے ہاتھ کا
سامان لیا... وہ روتی... اس نے اس وقت صبر نہ کیا...

جاسوسی و اطلاعات

میرا دل کی کشمکش کر رہے تھے۔
وہ نہا۔ "آپ کا کیا اور کیا ضرورت ہے جب ہم
... ہیں۔ آج تو میں خود ایک نازنین کے چکر میں جا رہا
ہوں۔ میں اتنا سو گیا۔"
نہا گئے اور کہہنا چاہتے تھے، "آپ، جب میں کہنا چکا
تھا اور اس کی طرف سے امید ہو گیا تھا۔" معاف کرنا چاہتا
تھا کہ اس کی طرف سے کسی۔ پھر میں کیا سوچ رہا تھا۔
میں نے کہا کہ میں نے خود کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ

اور اس کی پانچ سال پرانی عمر تھی... مجھے اس کا
 نہیں رہے... میں نے وہاں تیر چلا جا کر سنا ہے آپ کے
 مکان کا اور والا حصہ کر کے پر غالی ہے... انہوں نے کہا
 کہ بے تو نہیں مہر ہونے والا ہے... میں نے دیکھنے کی
 خواہش ظاہر کی تو وہ اوپر لے گئے... زمین سال پہلے
 اپنے شوہر کے ساتھ ان کی جس کا نام اس نے ظلمت پر رکھا
 تھا... ان کی بیوی تھی... شوہر کی طرح وہ کتاب
 کے نام کا طور پر پڑھنے کی شقت لاتی تھی پھر وہ

25 اکتوبر 2014ء

کون... دیر میں ہوا ہی تھی... کرایہ وقت پر دیتے ہیں اور سڑک پر اگلے گھر کرتے۔
 "اور جہاز کایا نہیں ہے؟"
 "وہی جہاز ہوا ہوگا... یہ سب جھوٹ ہے... ٹار نے دروازے میں نمودار ہونے والے ایک شخص کو دیکھ کر ہاتھ پلا... "طلعت حسین ہے۔"
 "میں جانوں... تم ایسا غرے۔"
 "اس ملک کے سب سے بڑے دھن میں... بڑی چیز ہے... تم ایسا لڑی کا چٹا پھرانا ایسا سنگو بیٹا... نازین پھر خود کو چادری ہے... اس نے باگیج مکانات کو کھسک دیا ہے۔"
 "یہ بہت چکر بادل کی ہے... پھر فلک بزم تک... ٹار نے دوپ چائے منگوائی۔" تو بھی اس کے چکر میں تھا؟
 "اسی لیے تو یہ میٹان ہوئی... اگر اس نے اپنی اور میری باتیں ریکارڈ کر لی ہوں گی... میرے اپنے وقت میں... یہ تو وہ ایک سلی کی کشتی ہے... میں نے بڑی اونچی چھڑکی میں... صرف یہ بات کرنے کے لیے کہ کتنا محبت میرے صرف اس سے ہوئی ہے۔"
 "ٹار ہنسا۔ "بڑا راکون سا مھر بار ہے یا بیوی بیٹے چلا... تو کیوں ڈرتا ہے... وہ تجھے بلی تک نہیں کر سکتی۔"
 "میں نے بہت محبت بولا تھا۔"
 "یار اس کے بغیر کبھی تو نہیں چلتا... کتنی محبت والے سارے ڈاکا گ... حسین وہاں سے... مہری متعلق کے خواب... تارے تو ذکر لانے سے جان دینے تک کی باتیں... یہ سب تو گرا پڑتے ہیں...
 "اللہ تبارک رکھے... جو اڑتا بیٹا ہے۔"
 "اس نے میری بات کا کٹنے کے طلعت حسین کی طرف ہاتھ پلا... "ار اڈا اس سے بھی بچے ہیں... یہ بڑا عالم فاضل غریب ہے۔"
 "طلعت حسین نے کھا نہ کھا لیا تھا... وہ چائے کا کپ اٹھا کے ہمارے پاس آ بیٹھا... ٹار نے میرا اشارہ کر لیا۔" یہ ہے چٹا ناں ڈاکا لاوار مسوئی... یا ٹالٹا...
 "طلعت حسین سگرایا۔ "دیکھا ہے میں نے پہلے بھی... لیکن اتنا بڑا کام میرے گھٹے سے بڑے صحافی تو نہیں بن سکتے... کتنی نامور ہے۔"
 "یہ ابھی شہاب جیروانی کے ساتھ ہے۔"

میں نے کہا۔ "میرا کوئی ارادہ نہیں ہے وہاں رہنے کا۔"
 "وہ ہے دوسرا آدمی... شہاب جیروانی کے کتھی قدم پر چلنے والے کے پاس وہ خدا داد صلاحیت بھی تو ہوئی ہے... صرف مٹا جاتا رہتا تو اپنے سے مجھے ہمارے ملک میں نہیں اور سولی جیسے ہمارے جھنڈا ہے درجی استعمال کر رہے ہیں... جس میں ملک سے مال کا تہہ ہے... لکھ ہوا ان کے ساتھ... محافظ کرنی ہے وہاں سے فکر۔"
 "فلک نے کہا۔" یہ کہ لکھ سکتا ہے... مزاحیہ قصعات بھی... لیکن اس کی تک بات سنی گئی... میرا انعامی پتھر ادا ہے... تم چکر بادل کی۔"
 "طلعت حسین نے سر ہلا دیا۔ "وہاں سب کچھ ہی لکھے ہوتے... ادارہ بھی اور نازین کے نام سے شائع ہونے والے انعامی بھی۔"
 "میں نے طلعت سے کہا۔" تم میری ہے۔"
 "کبھی معلوم ہے یہ شہاب جیروانی صاحب اس کوئی نازین کو میرے استعمال کر رہے ہیں؟"
 "میں نے کہا۔" یہ سب کرتے ہیں۔"
 "طلعت حسین میں پڑا۔ "وہ کوئی ہے اور جیروانی صاحب خوب ثابت ہے کہ کرنا تک کرتے ہیں۔ وہ خود پھول سنے ہوئے ہیں اور اسے خوب استعمال کر رہے ہیں۔ ان میں انکسارات میں الگ۔"
 "میں نے سب کچھ سمجھنے کو بھی کہا۔ "نازین کے زو کوں ان آ رہا ہے... وہ فنی حق ہے نازین نے اعزاد ہے ہیں۔"
 "میں نے کہا۔" ظاہر ہے اعزاد میں سے بڑے ہیں... بظاہر ان میں کوئی ایسی بات نہیں... دراصل سوالیہ جواب ہیں... لیکن اس کے علاوہ بھی کچھ ہے غیر معلوم۔"
 "وہ سن آپ کرتا ہوں... میں نے کہا۔
 "طلعت حسین نے میری بات دیکھی سے کئی۔ "یعنی میرا اعزاز وہ ملک تھا... تم تو اسے اپنی طرف سے ٹھیک ہی سمجھا چکا ہو اصل میں تو رکھا ہے کام سے کام۔"
 "ٹار نے ایک آدھ ہمیری۔ "یہ غور اس کے چکر میں پڑ گیا تھا۔ اور اب اسے خوب چکر آ رہے ہیں... کبھی محسوس ہوتی ہے۔"
 "میرے سینے میں ایسا ہوتا ہے۔" میں نے مجھنے سے کہا۔ "یہ بار کا مسنا ہے۔"

طلعت حسین سگرایا۔ "ابھی کچھ دین گئیں گے اس دن کو کھینچے میں... اور سالی بنا ہے وہی نہیں ہو... کیا تم نے کسی اس کے بارے میں جاننے کی کوشش کی... نہیں کی ہوگی... تم خود اس کے حق میں کڑھیں گے۔"
 "میں نے کہا۔" استاد صاحب! میری انکسار ہونے کے لیے آپ کی بصارت ہی کام آ سکتی ہے۔"
 "طلعت حسین پھر ہنسا۔ "تو کی آتی جیروانی صاحب دہی ہے... یہ سب ہے یہ سب کیا ہے یہ سب گھر کی کہانی شادی بیاہ کی کہانیاں ہیں کتنی کتنی گناہوں پر لڑکیوں کا دل اس کا مری کا ہو گیا ہے... خانوے میں صرف سوچتی ہیں اور غراب دیکھتی ہیں جو بڑی سی چکا چوند... پھر ان کی راہ میں ظالم سانچ پال پال آ جاتے ہیں اور اسے کسی شوہر کے پیر کر دیا جاتا ہے جو اس کے لیے اسور خانہ داری اور بچے پیدا کرتے ہیں... مگر ایک بھعد میں ہر میں نہیں ہوتی ہیں جو فرار ہو کر لاہور آ جاتی ہیں... ان کا انعام کیا ہوتا ہے... ہم سب جانتے ہیں... نازین اور ابھیاری گی۔"
 "غیر صورت ہونے کے علاوہ نازین کی دلال کے ہتھے نہیں چھوڑتی... شہاب جیروانی صاحب کے پاس سنی کی... وہاں تم نے جیروانی کو... اصل کام خود اس نے کیا... راستہ اسے جیروانی صاحب نے دکھایا... اس نے اعزاد کے کچھ معلوم کیے جو بڑی ذہانت سے استعمال کیا اور میری عظمتوں کے ساتھ... ایک ہی دورے اس نے کی کا مطلب ہے۔"
 "لیکن یہ سب اس کی پہلی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔"
 "اس نے کچھ پر تشبیہ کے نام لیے... جو اعزاد میں اور عزت دار گھرانوں کی لڑکیاں ہیں... ایک کسی لڑکی کی سنی کی بچی بھی گئی... ایک عسکی ڈاکہ سے کی بنی گئی... بیروہ مارا جاتا... اس نے جیروانی صاحب سے فریاد کی اور جیروانی صاحب نے تک میرا کار... وہاں وہ بھی اپنے اور خانہ میں... وہی لاکھ میں خاندانی سے معاملہ بنے یا گیا۔ ایسا ہی مدروں کے ساتھ ہو گا... مجھے تعلیمات پر نہیں کرس سے نازین نے کتنے سانچے گئے اور جیروانی صاحب نے کتنے میں تم کرانی... میرا اعزاز ہے کہ کتنی کا کیا ہے نازین کا حوصلہ بڑھا ہوگا... لیکن یہ مدری بار اس نے نہیں لاکھ وصول کر لیے ہو... جو اعزاد میں شائع ہو چکے ہیں ان سے نازین میں سے کم بھی ایک کروڑ تک ہوا ہے۔"

میں بھونچا رہ گیا۔ "ایک کروڑ... اور اس کی تک زخم ہے۔"
 "اس کے پیچھے شہاب جیروانی کھڑا ہے۔"
 "میں نے کہا۔" اس میں سے نازین کو کھلا ہوگا؟"
 "ان کے درمیان فنی فنی کا معاملہ ہے... نازین کو کھاس لاکھ سے ہوں گے... لیکن تم کھو... یہ کھل کر زیادہ دن پہلے والا نہیں ہے... بہت جلد نازین غائب ہو جائے گی... شہاب جیروانی نے سب سے کہا تھا کہ وہ نازین کو ہر طرف کر دیں گے... لیکن ابھی ابھی... سب جانتے ہیں... جیروانی صاحب کی گڈول داؤ پر لگ گئی ہے... انہیں رہتا ہے کئی دنیاں شوہروں سے بگاڑ دیے گئے لے سکتے ہیں... ان کا تار اور خانہ والا ڈراما غلاب ہو گیا ہے... انکسار جیروانی لاکھ لگے... دوبارہ اپنی ساکھ بٹانے کے لیے وہ میری باتیں کر رہی ہیں۔"
 "اسے دوسرا دیکھ سکتے ہیں۔" میں نے کہا۔
 "یہ نامکن نہیں... ملک جائے گا ان کی طرف جو ایک سب ہوتے ہیں... کئی دنیاں سب ایک دوسرے کے مخالف یا دشمن نہیں ہوتے... ایک نے کسی دوسرے کو رازدار بنا لیا... جیسے پہلے میں جو جیروانی تھا... اس نے میرے سامنے اس لاکھ دینے کا اعتراف کیا تھا... نازین کی غرض سنی ہوئی کروہ جیروانی لاکھ لے کر گئی۔"
 "طلعت حسین کے انکسارات نے میری کئی تینیں اڑا دی تھیں... اسے ڈراتا تھا کہ نازین پھر نازین ہو جائے اور مجھے بھوک کرے کہ اس کی روپیہ میں مدد کروں... ابھی میں بدنامی کے کسی چکر میں پڑنا نہیں چاہتا تھا جس سے میرے گھر کی نیک نکی پر حرف آئے... فلک ایک ہفتے بعد نازین غائب ہوئی تو مجھے طلعت حسین کی فنی گئی تھی... لیکن ابھی سے مجھے شام کے کسی ایک اخبار میں جگہ ملی... میرے مزاج میں مستقل حرجی کی اور نہ وہ پیشہ ورانہ فنانس جو کاروباری دنیا میں کایا کے لیے ڈگری سے نڈا اور اہمیت رکھتا ہے... میرے ذہن دارانہ دینے اور کالی پر لگنے کی جگہ سے لگا لگا گیا اور میں کھوسا تو پتا صاحب کے اخبار "حقیقت سارا" میں کتنی کتنی باتیں انہیں بدلیے نازین دلاؤ لاوار لاوار مسوئی کے ابتدائی حرف کے کر مجھے بڑوں بتا دی... پھر میری یہ رادہ روز کی کام ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں نے یوں فانی کر میں ساری رادہ وہی بھول گیا... نازین مجھے کہاں پڑ رہی جو باجی کی گھر میں کم ہو گئی۔"

مرتبہ سے اترے کسی شاپنگ مال میں جاری تھی۔ پھر کئی دنوں میں دیکھا۔ خدمت سکن کی ایک شخص نے یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ فی زمانہ وہ بڑے بڑے کاروباری اداروں کے سربراہان کی کنفرنسوں میں بھی دیکھ رہی ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ دولت مند کی اس کا وہ مقصود حیات چاہتا ہے۔ وہ رنگ۔ مریخاں مل رہی ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ دولت مند کی بھی اس کی بھی مل رہی ہے۔ وہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ تمام اطلاعات کو پائلٹ ایجینٹ بھی اس کی بات کا رازداری سے مستعد بھی امکان نہ تھا کہ وہ پھر میری رازداری میں قدم بڑھانا سکے۔

لیکن اب ایسا لگتا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان میں کچھ تو ایسا بھی ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ میں اس کے دل اور میری جیب میں کئی کئی کام کے اشتہاری طرح میرے دل میں چلا چلا کر میری جیب میں کچھ تو والا ہے۔ رازداری کا مجھے یاد رکھنا ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ دل کے اندر برسوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اب پڑے میرے دل کے اندر سے کاپر ہاتھ۔

ہاتھ کے کینٹ پر ہونے کے ساتھ کوئی کاپی اس کے دل میں دیکھ رہی تھی۔ دوسری اور تیسری بار بھی جواب دہی میں ہوا۔ آپ کے ملنے ہوئے میرے فی الحال جواب وصول نہیں ہوا۔ ہاتھ کے دوسری اور دوسری برقی ٹاپ سوچوں والے لوگوں کو ان کے اوپر میرے مراسم رازداری سے زیادہ خطرناک سمجھو۔ ان کے دل کے اندر سے میرے سامنے لوگوں کا رہتا تھا۔ وہ صرف یہ ہی کہ وہاں طاقت کے لیے والے دیکھ کر عاشقوں کی طرح میں اسے پیغام بھجوانے اور اپنی آدمی اطلاع دینے پر کوئی نہ ترانہ پیش کرتا تھا۔ وہ رازداری کے سامنے کیا اس کا بیان تھا تو وہ دیکھ کر بھی گھبراہٹ میں نہ رہتا۔

میں نے دیکھا اس کے غزالہ کا نہیں ملایا، اس نے بھی فون دیکھ کر گرتے ہی بڑی سے مروی ہے کہ۔ "صاحبہ ذلی ذلی کی دیکھ کر آئی گئی۔" اب سو رہی ہے۔ "دیکھو۔ تم اس کی عزیز کتنی اور غائب ہو۔" میری بہت ضرورت کا کام ہے۔ "اس نے کہا تھا کہ فریڈ اہل بھی آئے تو مجھے مت بگاڑو۔" میرا پ کی آواز میں جو رہے۔۔۔ اس نے میرے

ایک بار کسی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کراچی میں ہے اور اپنے سے ملنے کے لیے رازداری میں نہ آئے تھے۔ یہ بھی کراچی میں تھا۔ مرتبہ سے اترے کسی شاپنگ مال میں جاری تھی۔ پھر کئی دنوں میں دیکھا۔ خدمت سکن کی ایک شخص نے یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ فی زمانہ وہ بڑے بڑے کاروباری اداروں کے سربراہان کی کنفرنسوں میں بھی دیکھ رہی ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ دولت مند کی اس کا وہ مقصود حیات چاہتا ہے۔ وہ رنگ۔ مریخاں مل رہی ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ تمام اطلاعات کو پائلٹ ایجینٹ بھی اس کی بات کا رازداری سے مستعد بھی امکان نہ تھا کہ وہ پھر میری رازداری میں قدم بڑھانا سکے۔

لیکن اب ایسا لگتا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان میں کچھ تو ایسا بھی ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ میں اس کے دل اور میری جیب میں کئی کئی کام کے اشتہاری طرح میرے دل میں چلا چلا کر میری جیب میں کچھ تو والا ہے۔ رازداری کا مجھے یاد رکھنا ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ دل کے اندر برسوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اب پڑے میرے دل کے اندر سے کاپر ہاتھ۔

ہاتھ کے کینٹ پر ہونے کے ساتھ کوئی کاپی اس کے دل میں دیکھ رہی تھی۔ دوسری اور تیسری بار بھی جواب دہی میں ہوا۔ آپ کے ملنے ہوئے میرے فی الحال جواب وصول نہیں ہوا۔ ہاتھ کے دوسری اور دوسری برقی ٹاپ سوچوں والے لوگوں کو ان کے اوپر میرے مراسم رازداری سے زیادہ خطرناک سمجھو۔ ان کے دل کے اندر سے میرے سامنے لوگوں کا رہتا تھا۔ وہ صرف یہ ہی کہ وہاں طاقت کے لیے والے دیکھ کر عاشقوں کی طرح میں اسے پیغام بھجوانے اور اپنی آدمی اطلاع دینے پر کوئی نہ ترانہ پیش کرتا تھا۔ وہ رازداری کے سامنے کیا اس کا بیان تھا تو وہ دیکھ کر بھی گھبراہٹ میں نہ رہتا۔

میں نے دیکھا اس کے غزالہ کا نہیں ملایا، اس نے بھی فون دیکھ کر گرتے ہی بڑی سے مروی ہے کہ۔ "صاحبہ ذلی ذلی کی دیکھ کر آئی گئی۔" اب سو رہی ہے۔ "دیکھو۔ تم اس کی عزیز کتنی اور غائب ہو۔" میری بہت ضرورت کا کام ہے۔ "اس نے کہا تھا کہ فریڈ اہل بھی آئے تو مجھے مت بگاڑو۔" میرا پ کی آواز میں جو رہے۔۔۔ اس نے میرے

ایک بار کسی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کراچی میں ہے اور اپنے سے ملنے کے لیے رازداری میں نہ آئے تھے۔ یہ بھی کراچی میں تھا۔ مرتبہ سے اترے کسی شاپنگ مال میں جاری تھی۔ پھر کئی دنوں میں دیکھا۔ خدمت سکن کی ایک شخص نے یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ فی زمانہ وہ بڑے بڑے کاروباری اداروں کے سربراہان کی کنفرنسوں میں بھی دیکھ رہی ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ دولت مند کی اس کا وہ مقصود حیات چاہتا ہے۔ وہ رنگ۔ مریخاں مل رہی ہے۔ یہاں تک کہ گزرا رہی ہے۔ تمام اطلاعات کو پائلٹ ایجینٹ بھی اس کی بات کا رازداری سے مستعد بھی امکان نہ تھا کہ وہ پھر میری رازداری میں قدم بڑھانا سکے۔

آئی... جب مجھے یہ غلط فہمی ہونے لگی تھی کہ میں غلط قسمت ہوں غلط کیا۔"

اچانک وہ دوسری طرف سے سسکیاں لینے لگی اور اس کی آواز بھی ٹھہر گئی۔ "مجھ سے جو کہنا ہے میرے سامنے آ کے کہو... مجھے گالیاں دو، مجھے مار دو... میں تم سے کچھ نہیں کہوں گی... مجھے اپنے سارے جرائم کا اعتراف ہے... تم سے بہتر مجھے کون جانتا ہے... یا جان سکتا ہے... کچھ تو یہ ہے کہ مردوں کی اس سنگ دغا میں جو عورت کو لٹو بھیجی کی طرح استعمال کر کے چھینک دیتی تھی، تم نے مجھے پہلا جذباتی سہارا فراہم کیا تھا۔ تم دل سے ایسے آدمی تھے... بس میں نے تمہاری قدر نہیں کی تھی۔"

"کیونکہ تمہارے جرائم کچھ اور تھے۔"

"میں انہیں کیسے کر سکتی ہوں... لیکن پلڑے بڑا دل... اس وقت مجھے واقعی تم چاہتے ہو۔" اس نے انجیوں سے روتا شروع کر دیا۔

وہ اداکاری کرتی رہی تھی... لیکن اس وقت اداکاری نہیں کر رہی تھی... اسے آپ میری ہی نہیں... ہر شریف مرد کی کڑوری کچھ نہیں کہو، خوب صورت عورت کی شکل یا فخریٰ انھوں میں آنسوؤں کے سونے نہیں دیکھ سکتا... دیکھتے تو یہ سونے اس کے دل پر محراب کے قطرے تن کے کرتے لگا...

"بڑا دل... تم کب دے رہے ہو میری بات؟" اس نے سسکی لے کر کہا۔

"کیسے سنوں... لیکن یہ نون ہے... اس کی بٹری میرے حوصلے کی طرح جراب دے رہی ہے۔" میں نے کہا۔

"اسی لیے تو میں نے تمہیں بلا لیا تھا۔"

"ہاں... تمہارے ابا صاحب نے تمہارا بیٹا مرنے سے موڑ طریقے سے مجھ تک پہنچا دیا تھا... بھان انش... اب تم فرماؤ، میں سر کے بل دوڑا ہوا کہاں آؤں۔"

"میں اپنی ہی میں ملوں گی۔"

"اچھا... مگر تو کچھ میں صرف آدھ کھلے میں دو ہنگوں پر بیٹھتا ہوں... میں پریش کلب میں ہوں۔"

"میں بھروسہ میں ہوں... یہاں تو میں کھانا کھانے آئی تھی... رہا تو میری اس کے کرعب ہی ہے۔"

میں بھونچکا رہ گیا۔ "بھروسہ؟ اس مارچ کے مہینے میں مری سے بھی آگے... جہاں صرف برف اور ویرانی ہو گی۔"

"یارا تمہیں معلوم ہونا چاہیے... اس موسم میں یہاں کچھ بھیکار اور کافٹریں دھیر دھیر ہوتی ہیں... سارا تو ہوتے نہیں... ملتی بیکس اور بیکس کینوں کو راجائی نرنگ پر کافٹریں ہال اور کمرے مل جاتے ہیں... وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں... اس کے علاوہ... یہاں مارچ سے یہاں کا موسم شروع ہوتا ہے... غواہ آس پاس برف ہو اور سردی طغی ہو مگر درست اپنا روپ بدل چکے ہیں... بڑا اور بھول نمودار ہونے لگتے ہیں... اوپر سفید آسمان ہوتا ہے اور پیچھے..."

میں نے کہا۔ "اوکے... اوکے... میرے فون کی بٹری مزید سحر کی ہے پہلے دتو تو دے گی، میں آتا ہوں۔"

"ستو... اپنی اس ڈاکٹر صاحبہ کو بھی لے آؤ نا ساتھ۔"

میں نے کہم کے کہا۔ "آخر تم کیوں چاہتی ہو کہ میرا حرا شریف وہاں کی پھاڑی پر رہے... جہاں برف گرتی ہے... ایک مارے کی... دوسری دنائے کی... مگر وہی ہو گا بھول سا عمر... آہندہ پیل کے کریں آؤ ادا ریاں..."

"کیوں خود کو بڑا دل ثابت کرنا چاہتے ہو؟ روح کی طرح وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ رہتی ہے... خود روح کے لیے کوئی جسم نہ ہو تو اس کا کہاں ٹھکانا ہوگا۔"

"واہ... اس ڈاکٹر لگاک نے مجھے سٹڈی نہیں... ٹاک بھی کیا... ویسے تم اگر نہ کہیں، اب بھی میں اسے ساتھ لانے کی کوشش ضرور کرتا... ہمارے طاہر صاحب فرما گئے ہیں... اچھا بے دل کے ساتھ رہے یا سناں محل... مجھے اپنا پتا تو سمجھاؤ۔" میری باقی بات اور حرا بھنگ بٹری کے خلاص ہو جانے سے خلاص ہوئی۔

"یا اللہ... تو ہی اس بڑا دل کو متحمل ہونے سے بھا۔"

میں نے پریش کلب سے باہر آتے ہوئے دھما مائی... کس کے ایک چالو میں ٹکڑے تو دوسرے میں چھری... میں نے دھما مائی۔

☆☆☆

میرے لیے وہ کسی عید کا راز کا عینا جاکتا سحر تھا یا کوئی حسین خواب جو میں کبھی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا... ایک طرف دھند کے میں وہ چٹان سی تھی جس کے اوپر سے چوہوں کا چاچا طالع ہو رہا تھا... دوسرا میرے سامنے صاحبہ کے روپ میں موجود تھا... جس سحر میں ایک تحریک محتاط سمندر تھا جس کی نرم دہ لہریں ہمارے قدموں میں آ کے لوت رہی تھیں۔

صاحبہ نے بیکٹر مار کے کہا۔ "کیسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "ابک تو یہ سوال کرتا کہ واقعی حسین تم
 آج تک دیر ہو... باقی بک بک ہو گی؟"
 وہ حیرت پرانی اور خوش ہوئی۔ "میں کیا کہتا ہوں... تم
 اپنے دل سے پہچانو۔"
 "یہ سزاؤ بڑی قیامت تیرے جو تم نے آج باغی
 ہے... بادرسو اعتداء سے باغی ہے...
 وہاں ہوئی۔" یہ میں نے خاص طور پر آج کے لیے
 خریدی تھی... جب تم نے مجھے دلوں کو تھیں مجھ نہ آیا۔"
 "یہ جگہ جسے بڑوں کے ساتھ دیکھو جاتے کرتے
 لیے لعلی یا مناسب ہے خاتون... میں نے احتجاج کیا۔
 اس نے بڑے دوپٹے کا اعزاز میں میرے ہاتھ پر اپنا
 بازو کا ہاتھ رکھ دیا۔ "میں سوچ رہی تھی کہ تم مجھے یہ دینا
 یاد ہے جب دو سال پہلے تم میری ہاتھ پالتے تھے... اور اس
 کی گھبراہٹوں دیکھتی جلدی لیتے ہوئی۔"
 میں اسے اختیار پر قبضہ کر کے منہ پر اور جگر بول دیتا کہ
 لی لی... یہ تو خوشی میں ہی یہ اذم جاکر کر رہی ہو... جس
 کا کڑو کی دن آیا تھا... لیکن اس سے صابر کے جذبات کی
 غمناں ہو جاتا... مجھ وہ میرے باروں کا خون کر کے واقعی
 اور میرے داک آؤت کر جاتی... میں ایک انصاف کی طرح
 طرح بیخار دے جاتا... چنانچہ میں نے لازمی کی طرح ملنے
 والے اس جلدی میں سوچ سے پورا دھانا بکھیر لیا۔
 میں نے چشمہ جاتے بغیر اس کی آنکھوں میں آنکھیں
 ڈالیں... اس نے سزاؤ سے بچ کر کرتے نکلتے لیس لک
 دیکھے... ہماری آنکھیں آجھ ہو گئیں... مگر میں نے
 بڑی دھمائی سے جھوٹ بولا۔ "وہ دن میں میرے کے بعد
 بھی نہیں بھول سکتا... میں پوری بخش کر دیا کہ بھی میری
 تاریخ وقت ہو... تم آؤ کی میری قبر پر بھول
 چڑھانے؟"
 اس نے تنگی سے اپنا ہاتھ سمجھ لیا۔ "بکاس مت
 کرو... تمکانے کا آؤ... جب میں پہچانے گا...
 میں نے دیکھا تو دیر ہمارے درمیان کھڑا سرکرا ہوا
 تھا... میں نے بھی کرتا ہوں صابر کے کہا۔ "لیڈر
 فرسٹ جو جھیں پند ہو"
 جب صابر آؤر دوسے رات جی تو میری نظر نہیں
 درج تھیں کہ سچائی کے والے میں کوئی کر رہی...
 دل لیکھو چاند اور بک کی رقم شامل کر کے یہ رقم سو
 نئی تو میرا ہوا سانس بھال ہوا... مگر باختر دوسرے میرے
 پاس بکھری گئی جاتے... میں نے دل کی دل میں خدا سے

دعا کی کہ بعد میں آؤ کریم نہ مانگے۔
 جب وہ دیر چلا گیا تو صابر نے سکرنا کہا۔ "مگر آؤ
 میں... میں غل میں دسے تھی ہوں... یہ آج ایک جگہ
 کہاں سے ملے گئے... اور کچھ کیسے تھہرے جہاز کی ڈاکو
 دستوں سے؟"
 میں نے احتجاج کیا۔ "یہ سو بعد علاج کی کما
 ہے... میں نے سوت صاحب کا ادا رسالہ دینا چاہتا تھا...
 وہ وہاں ایک کام کے لئے تھے۔"
 "اور جو پہلے سے ہائی لڈ؟"
 "میں اس کے گودے میں... یہ وقت کیا اسکی اقلوں کا
 ہے؟" میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کوئی
 کی۔ "میں نے آج تم دن کو یاد کرنا نہیں... تم آج
 ی شادی کر گئیں کہ میری شادی شب میری ہو جائے۔"
 اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ "لوگ دیکھ رہے ہیں... ہم
 آج ی شادی کیسے کر سکتے ہیں... ڈرا یہ بھی کرنا ہے کیونکہ
 دس تو تیرے ہیں۔"
 "تم اپنا ہو... باقی اہتمام میرا... مجاہد ہمارے
 آس پاس ہی اسے چلے گئے... سب معذور اور شریف لوگ
 ہیں... کھو ہوا کہ تمکانا نہ چل رہا ہے... نکاح عثمان کا
 بھی کوئی مسئلہ نہیں... ایک میرا جاننے والا ہے مولوی بھان
 اللہ... وہ کھڑے کی طرح رونا نہ آئے گا۔"
 وہ ہنسنے لگا۔ "مگر تم کیسے ہو کہ وہ کہاں سے جاؤ گے؟
 اسی کرانے کے کھانڈ خانے میں تھے تم قہقہہ کہتے ہو؟"
 "ایک ملائی شہر تھی وہاں اور سلطان لڑی کے لیے
 اس کے مجاہد کی فدا کی ہو چھوڑی بھی گئی ہوئی ہے... بھتی
 دیر میں کھانے کے..."
 پڑھائیں نے کیونکہ شاعرنا بہت بکھرا ہوا سا تھا تو
 اسے سادہ مانتی... مگر صابر کے حائر ہونے سے پہلے ہی۔
 کونکہ وہ دیر دور دور کو ہوا تو صرف یہ نظر پر اعجاز میں
 سرکھڑا ہوا کہ میری طرف دیکھ کر اس نے صابر کے
 پہچانا۔ "بک اس کے بعد اس کی گھر پہنچا کر مایا کی...
 ہماری ایک کھلی۔"
 میں نے اپنے دل کو رتا کھینچ کر لیکن صابر کے
 اکلارے میری اس غماں کو کچھ بہت نہیں ہوئے نہ اس کا
 حوالہ نہ اس کے بھانڈے پہنچا دیا کہ کاش جی کا دن میری
 تاریخ وفات بھی ہو۔
 میں نے حیرت سے صابر کے کہا۔ "ابھی کا شروع
 نہیں کیا اور یہ تمکانے کے بعد کی بات کر رہا تھا...

بھارت... یہ میری گھر کے بعد اس کے ہاتھوں میں...
 اس نے اتفاق میں سر جلا... ہم کچھ دیر بعد وہاں
 جاسے کھانچا گیا... کے ڈی اے اسے ہم دونوں میں سے جیتا
 ٹو لڈ۔"
 میں نے غور سے وہاں ہونے سے پہچانا... قدرت
 آج میری سکیل کا لیکچر کر چکی تھی تو میری قسمت... میں
 نے موضوع بدل دینا چاہا۔ "مائی لڈ سوتھا دانت...
 "میرا کہاں ہے؟" اس نے میری طرف دیکھے بغیر
 پہچانا۔ "ان کی بھی آؤ کریم ہے؟"
 "میرا مطلب تھا سوٹ ہارٹ... میرے ساتھ
 بھارت چلو۔"
 "میرا میں دیکھیں گے... وہ بھی وہاں ہو گی کڑا کے
 سر دی... ایک بار میں اپنی دلی میں گئی... ٹارنا بھتی
 والوں نے یہ سیمار میں انوائٹ کیا تھا... بہت کوشش کی
 میں نے کہا۔ "میں جون کی نہیں... بلکہ میں سون جانے
 کی بات کر رہا تھا... اور جب ہم دونوں ساتھ ہوں گے تو
 کوئی کھتی؟"
 "صبر ہم دونوں ہوں گے اس پر قیانی جھگی میں تو
 اور کیا ہوگا... لیکن ذرا صاف بات کرو... یہ کیا کہیں
 بھارت میں سر دی لگتی ہے۔"
 میں نے ایک آہ میری۔ "کاش! میں تم سے جھوٹ
 بھل سکتا۔"
 "کاش! تم نے بھی میرا جی بولا تو مجھے یہ نہ کہنا پڑتا
 کہ جھیں میری قسم۔"
 "میں یہی معیت ہے تم مجھوں کے ساتھ... فوراً
 آجاتی ہو ایک جھنگ پر... اب میں سن رہے ہوں کہ
 ہے... ہاؤ میں نے لایا ہے... یہ تم سے اس کا... مفت نہیں
 ہے... میں نے کہا اور بکھرا سے ساری الف لیلہ سنا دی...
 جھوٹ کی اب بھی کھلی میں ہی رہی تھی۔
 ظاہر تو یہ صابر کا چہرہ تھا تو میں سروردا۔ "مگر ایسا
 لگتا ہے تو میرا ہواں کا کام؟"
 "تمارا اصل کام تو ہے... میرا سوال نہ ڈالوں
 ہونے دینا... ڈاؤ سے مجھے بتانا... میں بہر حال تمہارا
 سہاگ ہوں... اور جیسے کہا تھا ہے... تو بے کوہ کا کاش
 ہے... وہ تو ڈیو کی حیرت ہے... اس کا مقابلہ میرے صبا
 بڑوں خاک کرے گا... ایک ڈیو اور تم میری بابت خاتون
 کر سکتی ہے۔"

وہ فحش پڑی۔ "تو ڈاؤ بکاس کرنے کی ضرورت
 نہیں... میں چلاؤں گی۔ ڈاؤ دیکھوں تو میری یہ زمین آؤ گیا
 چڑھ رہے ہیں اس لیے کار سے انہماک دے رہے... اب تو
 وہ بہت تر جی رہا ہو گی ہے... ایک لکھ بھگے سا گل جاسے گی
 اڑوے کی طرح۔"
 میں نے فطرت جذبات میں اس کا ہاتھ چوم لیا... غالباً
 میری جرات رعنا سے حائر ہو کر قرب کی کھلی پر ایک
 نوجوان نے بھی بکلی کیا... چٹا ہے ایک آواز آئی بکھری
 اور کئی جھنگ پر کھٹ کھٹ پاؤں کھتی داک ڈاک کر گئی...
 نوجوان اس کے پیچھے دوڑا... وہ فحش سمیت نوجوان کے
 پیچھے۔
 صابر نے کہا۔ "ایسا تمہارے ساتھ بھی ہو سکتا تھا۔"
 "مگر میں بڑوں ہوں... وہ بہار دین رہا تھا۔" میں
 نے کہا۔ "یہ فریوٹے... تمہارے اپناں کیسے؟"
 "بھارت میں گیا اپناں... آئے دن فحش لایا دیتی
 پڑتی ہے مجھے... صابر کوئی اور میری کھیلنے لگتی ہوئی...
 پاں... آؤ جان میں تم نے فطرت سے کیا کہا تھا وہ صحت چرچا
 گئی... خدائے کے لیے کچھ میرا نکال کر کہہ دو... جرح سننا آتا
 ہے کہ بد ہے۔"
 جھوٹ کا جواب جھوٹ ہی سے عورت اعجاز میں دیا
 سکتا تھا۔ "میری تو اس سے بات ہوئی تھی... شاید ایک بغتہ
 پہلے۔"
 "میں تم دن میں آئے نہیں تھے... مجھ سے ملنے؟"
 "بافل نہیں... میں تم ہا پر کب نہیں... ایک سو
 ایک گراؤ رہی۔"
 "لیکن چکر کھانڈنے مجھے بتایا۔"
 "وہ چکر کھانڈا... اسے تو میں خود قتل کرنے والا
 ہوں۔"
 "آج ہے وہ لڈو ستا ہوگا کہ علاج کے لیے ایک
 صاحب نے کھڑے کی دوا ایک بھی میں ڈالی اور کئی کھوٹے
 کے قتل میں رکھ کر بکھارتا چاہتے تھے کہ دوا کھوٹے
 کے قتل سے اتر جائے... مگر ہو یہ کہ کھوٹے نے پہلے
 چھوٹ کر دیتی۔"
 میں نے کہا۔ "اس وقت مجھے یہ لڈو ستانے کا
 مقصد۔"
 "مگر اس چکر کھانڈنے میں پہلے قتل کر دیا... پھر؟"
 وہ خوشی سے کہی۔ "اس کا دور چکر کھانڈنے ہے... اور اس
 کی کھت۔"

میں اٹھ کھڑا ہوا۔ "قیف... اپنی رسوائی سے تو بچر ہے، ہمارے ایک ڈوب مرہوں... یہیں کبھی آ کر نہ جھانسنے۔"

لیکن چاندی کا صلیب آج بے رحمی اور اعزاز ہو رہا تھا۔ ہم بھروسہ میں ہاتھ دے پائی میں پھنسے رہے اور پانی مسلسل آ رہا تھا۔... صاحب نے اپنی سلاخی کو بڑی نزاکت سے اوپر اٹھا دیا تھا لیکن ایک ناک کوئی لہرائی تھی اور ہمیں سراسر شہر آشوب لگتا۔

بہت رات گئے میں نے آخری بار چم کے ساتھ گو ہاٹل کے دواڑے پر چھوڑا تو میرے دل میں بہت کچھ کے سمندر کا بخار آ گیا لیکن زیادہ شہر سے دور تھا۔ ایک بار ہمیں نے صدقہ دل سے تیرے ایک گروہ اٹھ گئے سو سو سے ترش لہجہ پڑے۔... لیکن اس میں اپنا گھر ضرور بٹاؤ گا۔... اگر کسی سے شہر داخل کے ہے...

میری تپری مل کرنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ میں نے سائے میں اس کا پتہ تو کبھی نہیں... اور یہ بھی نہیں پوچھا کہ آخر اس کا کلب ہو جائے والے خوب رہا دار کا نام کیا ہے...

اس نے کہا۔ "میری کس کر کے بھٹو لیں کر دیتا۔"

میں جیسوں لی کسی میں طوں کی... تم اپنی کار میں ہی آ کے...

"ہاں... یہ تو رات کا وقت اور کیا۔"

لوگ اسے ذاتی مسئلہ پر رکھتے ہیں... شادی کا روگ نہیں پاتے۔... اب اپنی ساری دنیا پر ایک عیسائی پڑتا ہے۔... شادی کی کھینچیں کس دور میں۔"

صاحب نے اسے اتھکی کرتے ہوئے جہانی حملہ کیا۔ "اب ہمارے ملک کی شریف کوئی ایک ہی خوب رہا دار کا پتہ لگانا نہیں تھا۔"

میں نے فوراً حفاظت کی۔ "ان (انوں) سے میرا تو پہلے نہیں بھرتے والا۔... ہاں تو نہیں... کبھی اس واردات کے بارے میں کبھی اپنا جان... یہ کیسے ہو گا۔... ہاں؟"

صاحب نے کہا کہ اسے سمجھتے ہیں کہ یہ صاحب کا مطلب ہے کہ یہ شادی کیسے ہوئی، کب ہوئی... کتنا عرصہ ہو گیا؟"

میں نے سخت لہجے میں صاحب کو روکا۔ "میرا کیا مطلب ہے اور کیا نہیں... اگر ان میں سے کسی کو میں خود بخود جانوں گا۔"

صاحب نے صحن سے کالیا اور اس سے معافی کو مانگی۔ "اور میرا کہ سہائی دی اور خاموشی سے کہا تھا کبھی ہی... اسے جو کچھ تھا کہ یہ شادی کا دن تو بہت کی اس نے تم نے عکس کرنا تھا میں کب ہوئی... جبکہ میں اس حالات میں نازنین کے پاس سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اس واردات کے بارے میں ہی چھنا چھنا تھا جس میں اسے میری مدد کا کچھ... اس وقت وہ اپنا اختیار نہ کرنا تو چاہی تھا کہ رات بڑھ کر نازنین والی جگہ میں جاتی۔"

اس کا موڈ بہت اچھا تھا... اس سڑک کے لیے صاحب نے خصوصی انتظام کیا تھا۔... اس سڑک کے لیے بھی میری رعایت کے مطابق بننے کے لیے جو پتے تو نہیں گئے تھے وہ میرے غواہوں میں بہن کر آتی تھی مگر میری بہت سستی سیر ثابت ہو رہے تھے۔... میں کہتا تھا کہ ایسا صاحب نے میرا

ہوئی میں کیا ضرورت ہے پھر کی..."

میں نے کہا۔ "یوں ہی رہا تو... اور غور بند کر دیا۔"

اس میں کسی جگہ نہیں کر دو مجھے وہ جب صاحب کی کار "مارک فاریسٹ" کا سامان پر دو کچھ کے کوشش دم بخور ہو گیا۔... سامان پر دو کلاوی کی سہ پانچ ایک درخت پر ٹپکوں سے لڑا گیا تھا اور اس کے پتے بہت سے حروف میں لکھ کر خواتین کو اس سے یہ نام لکھا تھا۔... کوئی کیا بازو اور اس کا کپڑے کی بجلی تھے چھپا چھپا اس ماحول سے بہت کم ایک گئے تھے۔

سب کا گڑنے حشرات سے غصی کار پر نظر ڈالنے ہوئے تھے اور ہاتھ دے آگے ایک غصی سلیف غصوں والی سڑک بھی جو دووں صاحب کے سر پر چاہیے میں زیادہ شہر میں تھی۔... سڑک کے دونوں طرف دو صف بڑے۔... خوب صورت قلعین جیسے لان کے گرو پھلوں کا چاہیے آؤ۔... ہمارا خرد وہ سارا تھا۔... ایک مانی لان کے لیے شہر کا گڑنہ تیز کرنا تھیں یہ سمجھ رہا تھا۔

صاحب نے ایک لاہور فیراری سفید کار کے پیچھے اپنی گاڑی روکی اور پھر سے غصہ جس کے ساتھ نازنین سے لے کر بڑی ہو چکا تھے اس کی آخری سیر کی سر پر رسید کر کے لے کر گئی تھی۔... اس کے ساتھ ساتھ میرا بھی ہے کہ سڑکوں کے نازنین پہلے ہی رازوں میں ناک آؤت ہو گئی... صاحب نے بتا دیا کہ یہ تھا کہ یہ گاڑی اس کے سامنے لپکی تھی لیکن وہ کوئی نہ کوئی... ملکہ... میرے دل کی دانی... اگیم

میں نے کہا۔ "میری دانی..."

نازنین نے ہمارا استقبال بڑے تپاک اور جوش و ملاں میں ڈوبی ہوئی کھڑی سڑک کے ساتھ کیا۔ "تم نے اچھا کیا بڑا کئے۔... میں بہت پریشان تھی۔"

"تم نے زیادہ پریشان تھے۔" صاحب نے بڑی مصیبت سے پہلا اور کہا۔

نازنین نے اسے نظر انداز کر دیا۔ "آپ نے ڈاکٹر صاحبہ... اعدا رہے۔... آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"

"میرا کہنے غصی کا موع نہیں... صاحبہ۔"

میں نے اسے گھورا۔ "تم سے یہ چاہتا تھا کہ کھانے کی میز پر بیٹھ کر یہ کھانے کی دوت کر دے گا۔... ایک خادم نے فوراً کھانے کا سبب شروع کر دیا۔... اس کی مدد کرنے والا کہاں اس کا خود تھا۔... کوئی میں کھانا کچھ نہیں کچھ تھا۔"

آقا تھا۔ اسے اندر بھی برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی گئی

میں نے کہا۔ "تمہارے میاں... کیا نام ہے ان کا؟"

"میرا فرزا قال۔... ان کے دوست وہاں حیدر علی کے اقبال سے دیکل لیا۔... دونوں بچپن کے ساتھی ہیں... میں نے دیکھا نہیں لیکن وہ کراچی میں رہتے ہیں۔... اپنے مقدمات کے سلسلے میں... انہوں نے کہا کہ ان پتہ ہے تو

میں نے کہا۔ "تم خاص ہی بدل گئی ہو چار پانچ سال میں۔"

میں نے کہا۔ "میرا مطلب تھا... ایک دفتر آیا ہے تمہارے سن میں۔"

"بہت کم نہیں ہو... لیکن ڈاکٹر صاحبہ کی میری توقع سے زیادہ خوب صورت ہیں... کب کر رہے ہیں آپ دونوں شادی؟"

صاحب نے اس واردات سے ہمیل لیا۔ "بہت جلد... یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے۔"

نازنین نے دھڑل باز دھت اور کیا۔ "ہاں... ہاں تو لوگ اسے ذاتی مسئلہ پر رکھتے ہیں... شادی کا روگ نہیں پاتے۔... اب اپنی ساری دنیا پر ایک عیسائی پڑتا ہے۔... شادی کی کھینچیں کس دور میں۔"

صاحب نے اسے اتھکی کرتے ہوئے جہانی حملہ کیا۔ "اب ہمارے ملک کی شریف کوئی ایک ہی خوب رہا دار کا پتہ لگانا نہیں تھا۔"

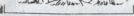
میں نے فوراً حفاظت کی۔ "ان (انوں) سے میرا تو پہلے نہیں بھرتے والا۔... ہاں تو نہیں... کبھی اس واردات کے بارے میں کبھی اپنا جان... یہ کیسے ہو گا۔... ہاں؟"

صاحب نے کہا کہ اسے سمجھتے ہیں کہ یہ صاحب کا مطلب ہے کہ یہ شادی کیسے ہوئی، کب ہوئی... کتنا عرصہ ہو گیا؟"

میں نے سخت لہجے میں صاحب کو روکا۔ "میرا کیا مطلب ہے اور کیا نہیں... اگر ان میں سے کسی کو میں خود بخود جانوں گا۔"

صاحب نے صحن سے کالیا اور اس سے معافی کو مانگی۔ "اور میرا کہ سہائی دی اور خاموشی سے کہا تھا کبھی ہی... اسے جو کچھ تھا کہ یہ شادی کا دن تو بہت کی اس نے تم نے عکس کرنا تھا میں کب ہوئی... جبکہ میں اس حالات میں نازنین کے پاس سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اس واردات کے بارے میں ہی چھنا چھنا تھا جس میں اسے میری مدد کا کچھ... اس وقت وہ اپنا اختیار نہ کرنا تو چاہی تھا کہ رات بڑھ کر نازنین والی جگہ میں جاتی۔"

اس کا موڈ بہت اچھا تھا... اس سڑک کے لیے صاحب نے خصوصی انتظام کیا تھا۔... اس سڑک کے لیے بھی میری رعایت کے مطابق بننے کے لیے جو پتے تو نہیں گئے تھے وہ میرے غواہوں میں بہن کر آتی تھی مگر میری بہت سستی سیر ثابت ہو رہے تھے۔... میں کہتا تھا کہ ایسا صاحب نے میرا



نازنین نے سب کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس نے بال بھی خوب کھینچا اور سر فرزا خان سے خلوت میں وہ سب اگوا لیا جو اس کے خوش حال اور محفوظ مستقبل کے لیے ضروری تھا۔ سر فرزا خان نے بکھوڑا شراب میں اور بکھوڑا خلوت کی بے خودی میں بہت سے اتفاقات کر لیے۔

نازنین نے ایک ہوشیار رکھاڑی تھی۔ وہ مصمم حیرانی سے اپنی بے چینی کا اظہار کرتی۔ "ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا کبھی جھوٹ بول رہا ہوں؟"

"وہ تو پاکستان کی بھڑائی میٹرس ہے۔ بہت بڑی رشتہ ہے۔۔۔ پبلک میں اس کا اتنا بگڑا شریف اور منہبہ عورت کا۔۔۔"

"وہ قہر بگڑا۔۔۔ میری بھولی ناتواں۔ اتنا بنائے جاتے ہیں اور پبلک میں ایسا اظہار کرنا ان کی کاروباری ضرورت ہے۔ اس سے مارکیٹ بلی بڑھتی ہے۔ وہ کیا کہنے کی شاعر صاحب نے۔۔۔ لیکن کب تک بگڑا نظر آئے ہیں کچھ۔"

"جس جھوٹ کے بغیر اس کا ہاتھ نہ کیا کریں۔۔۔ پچس جاہیں گے کسی روز۔" وہ جھٹ سے مشورہ دیتی۔

"جہاں کتن۔۔۔ کیا میں اتنے بے ڈھنگ لگتا ہوں جیسے۔۔۔ جھوٹ بھی لکھ میرے پاس۔۔۔ کیسے تاکاؤ؟"

"تم کوئی کی آواز بچھائی نہیں۔۔۔ اور وہ خود اٹکا کر دے کی بے میری آواز ہی نہیں۔"

"وہ جیڑا شریف بیٹھا۔۔۔ بھر گیا تصویر میری دکھاؤ؟"

"چھوڑو۔۔۔ میرا رنگ سب بے میری تصویر میری خواہش کے لیے۔۔۔ جس کی کاپی۔۔۔ جس کی اور کاپی۔"

"سیر کرنا آگے لے کر ایک ٹیگ چاہتے۔۔۔ اوکے۔"

"تم تو بڑے بکھوڑے۔۔۔ اسے کوئی بھڑائی نہیں سکتا۔"

"آپ بے کام بھی کرتے ہیں۔۔۔ یا میرے اٹھ۔۔۔"

نازنین نے باخبر لڑکی جیسے وہ پریشان ہوئی ہے۔

"افوہ۔۔۔ دو رکھیں۔۔۔ کھینچے کیا ضرورت ہے۔۔۔ لیکن دوسرے دن لے لیا کیا۔۔۔ اپنے یا دوسرے لیا۔۔۔ انہوں نے مجھے دیکھنے کو دے دی۔"

فصلی بے نازی کی بکھوڑا دیکھی ہے اور شرم سے لال ہو کر اپنی پائنتی بک کا اظہار کرتے ہوئے۔۔۔ یہ تو بے کرتے ہوئے اور اس کے چھوڑے پر لغت بھی ہوتے نا۔۔۔ نازنین نے بے ساری قہقہے آدھی دھڑکن دیکھیں اور۔۔۔

"چھوڑو۔۔۔ بند کریں۔۔۔ یہ بے شری کا تاشا بھی نہیں دیکھنا۔"

"اب تو اشتہار کیا گیا کہ سر فرزا خان نے جھوٹ نہیں بولا تھا؟"

نازنین نے دیکھ لیا تھا کہ سر فرزا نے بے قہقہے اس کے کلائی میں اور سر فرزا خان کی لپٹ سے اس کے گھر کی آگاہی کا حصہ تھا جو صرف اس کا ذاتی شرف تھا۔ کھلے پیاس کے لیے اس کی کوئی بھی جہاں پر حرم کے شریفانہ کاروباری امور شریفانہ نہیں کر رہا تھا۔

انگلی مات نازنین نے ہنست روئے کے ایک گھل ساڑو کا ساتھ لیا اور سر فرزا خان کی فیکٹری اور اس میں ہر روز اور الماری کے تالے کی چابی اٹھائی۔ جب اس کام کے نازنین نے اسے دیکھنا شروع کیا تو وہ دیکھ کر اس کے اپنے ہاتھ بند رکھا تو اسے آٹھنی کے مزید سوانح جلی جلی دیکھ کر، وہ دیکھتی تھی کہ اس نے دوسری کی بڑی بیٹی کا بیٹا جاتے تو اس کے گھر شریفانے۔۔۔ اسے سڑکی کے نام کے گھر اس کے بچہ تک سب کے نام معلوم تھے۔۔۔ پیاس کی بچی جو کھانا کھانے میں بڑھ چکی تھی۔۔۔ یہ پیش روئی سے اس طرح ہوتی ہے۔۔۔ خواہ مخواہ تو حمارت تھی۔۔۔ اس کی کہاں کہاں تھی کہ بھر وہ منہ سے ایک لفظ بھی نکالے۔ اسے انداز نہیں تھا کہ شریف صورت اور مصمم صورت نظر آئے والی عورت اسے کچھ دے کر لے جا رہی ہے اور تالے کی اور کے گھر کے کھارواہی ہے۔۔۔

ایک مات نازنین نے اطمینان سے سارے ویلے کیٹ لٹالے اور اس کی کافی تھائی۔ اصل اپنے پاس رکھ کے ایک ٹیگ لٹالے گا اس کے اپنی کچھ کھانا اور اس وقت کے اقتدار میں خاموشی پھیل چکی۔۔۔ وقت آپ آنے ہی والا تھا۔ سر فرزا خان میں دیکھیں کہ وہ اس کی جو بکھوڑا اپنی بات ہے۔ وہ کون سا نازنین کو اپنی شریک حیات بنا سکتا تھا۔ نازنین ہر روز بھی دیکھا تو خلاف کرنے والی ہی نہیں تھی۔ سر فرزا خان کے گرد لٹا ہوا جسم نہ رہی۔

مناسب وقت پر نازنین نے اپنا مٹاپا لاس کے سامنے رکھا۔۔۔ میری بدلتی اور اپنی ٹیگ کا ہی کی قیمت اور کردار اور محفوظ ہو جاتی۔ سر فرزا خان نے انکار کیا۔۔۔ بھر دھکارا۔۔۔ دھمکیاں دیتی اور جب انہیں کا وقت آ کر ہو تو نازنین نے اپنی سٹیج کی انٹرویو پاسی اس کے سامنے رکھا۔۔۔ میرا ایک ویڈیو ہے جس سے جانتا ہے۔۔۔ تم جو بکھوڑے ساتھ غیر قانونی طور پر کرو گے اس سے زیادہ تمہارے ساتھ قانونی طور پر ہوگا۔

سر فرزا در گیا۔۔۔ معاملہ صرف اس کی بدلتی ہی تھا۔۔۔

ان دنوں بڑے میں شرف کے بہت سے معزز افراد کے بچے تھے۔ ایک نام پردہ میں عوام میں بھی بے غائب ہوئی تھی اور پھر بکھوڑا کے بچے سے جا رہی تھی۔

"آل انڈیا۔۔۔ تم کچا جاتی ہو؟"

"غرض کرو میں کہوں ایک کروڑ۔۔۔ نازنین نے کہا۔

"میں دے دوں گا۔۔۔ لیکن تمہاری شرف سے کیا حفاظت ہوگی کہ تم بھر بھی کوئی مٹاپا نہیں کرو گی۔"

نازنین نے کہا۔۔۔ "میں نے بھی بہت سوچا اور اس مسئلے کا ایک آسان حل میری آنکھ میں آیا ہے۔۔۔ بھر شادی کر لیں۔"

سر فرزا بھو بھو نکلا۔ "شادی۔۔۔ اور تم سے؟"

"ہاں۔۔۔ اس سے ایک شری اور قانونی ضرورت پوری ہوگی اور میں۔۔۔ حق میرا ایک کروڑ روپے تم طلاق میں دے دو تو بکھوڑا۔۔۔ میں بھی ایک کے تمہارے گھر میں رہوں گی۔ اگر غرض مجھے تو بکھوڑا ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ تم خود مطمئن ہو نا چاہو تو تمہاری مرضی سے جو چاہو کرو۔۔۔ دوسرے میں تیری ہیں اس پر تمہیں کر کو کہ میں تمہارے بچے کی ماں بنے والی ہوں۔۔۔ آج کل کی این اسے ٹیگٹس دوجے سے انکار کرنا ہی ممکن ہے۔"

سر فرزا نے چلا کر کہا۔ "قاف۔۔۔ تمہیں مجھے شادی کرنے سے باز ہے مجھے کچل کر دوں۔"

"کر دو۔۔۔ اپنے بیٹوں پر خود کھائی مارنا چاہو تو تمہاری مرضی۔۔۔ بھر تمہاری تم کا بیٹا۔۔۔ بچل میں سے عوامی کہاں ہو گی جو تم کر رہے ہو۔۔۔ اب یہ سوانح گورنمنٹ دن جو نکلتا کرنا چاہتے تھے۔۔۔ اب ذرا اٹھا پنا ہی ہو۔۔۔ بھر میری بات پر غور کرو۔"

سر فرزا نے ایسا ہی کیا۔۔۔ نازنین کی بات سے چاہک اسے یاد دلا دیا تھا کہ یہاں وہ اپنی بچ سال کی این سات کی عمت اور اپنی خیر حالات میں متبع کی جاتے والی دس کروڑ کی دولت کے ایک سرباز بنے آ رہا تھا۔۔۔ ج۔۔۔ صنعت کار۔۔۔ گھانا۔۔۔ ایچورڈ انکسپور۔۔۔ ایک کروڑ وہ انچا تھا۔۔۔ دوسرا کروڑ نازنین کا دیکھی تھی اور اس کے بعد۔۔۔

نازنین نے اسے پیار سے کہا۔۔۔ "دیکھو۔۔۔ اب تک تم نے شادی نہیں کی ہے۔۔۔ اور میں نے بھی۔۔۔ جہا تک ساری ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ عزت اور شرف کی سہ ہوتی ہے۔۔۔ شادی کر لیں۔۔۔ اور اگر بچہ بچھوڑا پڑا ہے۔۔۔ لہا کے بچہ بھڑائی گزار سکتے ہیں۔۔۔ میں گھر میں رہوں گی۔۔۔

گھر کی دیکھ بھال کروں گی۔۔۔ اور تمہارے بچے بھی پیدا کروں گی۔۔۔ بھر کہیں عوام میں۔۔۔ بھاری بائرننگ سے مجھے کوئی سرکار نہ ہو گا۔۔۔ نہ کسی میں کہیں کالینک کا موقع دوں گی اور نہ مٹاپا کروں گی۔۔۔ میں خود اپنے گھر تک گئی ہوں۔۔۔ مجھے ایک ایک گھر کے سکون اور حفاظت کی ضرورت ہے۔۔۔ تم چاہو تو دوسری شادی کرو۔۔۔ بھر تمہاری بچی۔۔۔ کوئی اور شوہر میری نہیں لیں گے۔۔۔ تم سے یہ کھات ہوئی ہے۔۔۔ اس لیے میں جیسا چھوڑی ہوں۔۔۔ جتنے دیکھ رہی ہوں۔۔۔ اور خود کو تمام ساری قانونی اور شری پائنتی لاس ساتھ تمہارے معاملے کر رہی ہوں۔"

سر فرزا بھو بھو نکلا۔۔۔ اس کا بھی ایک اور وہ میاں بیٹی میں تھے۔۔۔ اطمینان اور سب کے سامنے۔۔۔ اس قریب میں جس کے گھر سب سے بڑے ہو گئے میں مشفقہ ہوئی تھی بھر کے چھوڑ دینا اور اثر شریک ہوتے۔۔۔ اس میں سے اکثر حیران تھے۔۔۔ اپنی بے سکون کا سانس لیا کہ اب اس کی ایک غوا کو کھلے والے قفس میں بند۔۔۔ مایوس اور بدل ہو جانے والی عوامی سر فرزا خان نے اس اعلان سے اپنی اور مٹاپا کر اس شادی سے اس کی غوا کو مٹا کر لیا۔

نازنین شادی کے معاملے میں بے بسی تھی۔۔۔ اس نے جو بکھوڑا سر فرزا سے کہا تھا مدد کی بل سے کہا تھا۔۔۔ واقعی وہ ایک گھر کا اور شوہر کا حفاظت چاہتی تھی۔ بدلتی میں سے بہت کچھ اس کی اور اپنی ہی ختم نہ کی۔۔۔ بھر اپنے مستقبل کو ایک عام عورت کی طرح بنانا چاہتی تھی جس پر باخشی ہی پر چھائی تک نہ ہو۔۔۔ وہ بھی بیٹی اور اس کی ماں بننا چاہتی تھی کہ اس کے اور اس میں نہیں تھا۔

سر فرزا نے شادی کے بعد خود ہی بھرتی بنا کے ایک مگر اس کے کی بات کی تھی۔۔۔ نازنین کی خواہش کی کہ وہ سکون، جس حکم کے آگے نہیں اس سے شوہر کی خواہش کے سامنے سر بھاگا۔۔۔ سر فرزا نے اسے تیار کیا بھرتی میں اس کے ایک دوست کی کوئی ہے بھر انہیں با معاوضہ سکتی ہے۔۔۔ یہ دوست کا بیٹا میں رہا ہے اور میزبان میں خود آتا ہے۔۔۔ اس کے دوست اچھا ہے اور مزاج دار۔۔۔ اسے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔۔۔ اس میزبان میں بے کوئی غالی ہوگی۔۔۔ بھر ہونے کو کوئی سوال نہیں سامنے نہ لیا ہے۔۔۔ وہ تھوڑی مری اور اسلام آباد آتے جاتے رہیں گے۔۔۔ کوئی کو اخوانت کریں گے۔۔۔ وہاں۔۔۔ ڈسٹینشن ہے۔۔۔ بھر چکر لگتا ہے۔۔۔

یہاں آگے نازنین نے فیس کی کہ سر فرزا خط خطی کہتا

تھا۔ یہ جگہ اپنی ہی بے سکون تھی۔ جن شوروں میں اب تک تازین کی ذرا سی گزری تھی، وہ ممکن انسانوں کے جھلکے تھے۔ سبب اور قوت اور شے کی حرکات کا اس قدرت کے صحن سے کیا مقابلہ جہاں ہزاروں... نیلے آسمان کی بے پناہ وسعت تھی... بادلوں کے کارواں تھے جو دروازے کھلے پا کے اندر گھس آتے تھے... اور چوٹی پر چٹکنے والی پہاڑوں کی برف تھی۔

شاوی کو ابھی صرف ایک ہفتہ ہی گزر رہا تھا کہ تازین کا شوہر غائب ہو گیا۔ وہ رات کو اس کے ساتھ تھا، صبح نہیں تھا۔ بلکہ گھٹنے ہونے سے پہلے ہی اس کی جگہ خالی تھی۔ اس نے کوئی پیغام چھوڑا تھا، نہ اطلاع دی تھی۔ اس کا خون بند تھا۔ اس نے اس کی کوئی بات نہیں کی تھی جس سے اندازہ ہوتا کہ وہ تازین کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ چھوڑنا ہوتا تو وہ ایک کروڑ اس کے منہ پر مارنا اور چلا جاتا... لیکن وہ تازین کے شاوی کر کے بہت مطمئن تھا، بہت خوش تھا۔ وہ اپنے آنے والے بچے کی باتیں بھی کرتا تھا۔ کہتا تھا کہ یہ سب قدرت کے کھیل ہیں... جوڑے آسمانوں پر ہی بنے ہیں... میں بھی بہک رہا تھا اور تم بھی... ہم دونوں اس کے سرسبز مستقیم پر چلتے گئے... ایک وقت پر یہ ٹوٹ کر اکیس ہو گیا۔

شاہ تازین کی کہانی کا نصف سے زائد حصہ خواہ اس کی زبان سے بیان ہوا... اس میں میرے اپنے تجربات اور مشاہدات بھی شامل ہیں۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے صائم کو بہت کچھ بتا دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ کچھ دیا تھا کہ وہ حیران تھی اور غالباً اس شب میں جتنا ہو سکی تھی کہ میں نے اپنے اور تازین کے مراسم کی جو کہانی سنائی ہے اس میں سارا کچھ نہیں تھا۔ وہ وہ میں کتنا پانی ہے یا پانی میں کتنا درد ہے یہ اسے بعد میں مجھ سے اگلا دینا پڑا۔

تازین نے آسو بھی بہت بہانے... صائم کے نزدیک وہ آسو ہے یا گھبریں والے آسو تھے۔ یہ کھنگڑا سے شروع ہو کر چانے کے کھٹے تک کئی بار تازین چاری رہی... مجھے کوئی شک نہیں تھا کہ تازین جو تاز رہی ہے کچھ ہے... ظاہر ہے صائم کا خیال اس کے برعکس تھا۔

رات کے کمانے کے بعد جب سردی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہو چکی تھی، ہم ایک بڑا آرائش دار انگ روم میں کافی بنا رہے تھے۔ اندر کھس کے بیٹھنے پر ذی آسو کی بکس حرارت کی فضا پیدا کر دی تھی۔ دیکھتے میں یوں لگتا تھا جیسے بیٹھ میں کھس کو کتے دھک رہے ہوں لیکن یہ آتش لٹاں کے کمرہ کے کھڑے تھے۔

میں نے اس پر اپنی گولی کی آرائش کو بہت سراہا۔ گولی کا رنگ تو زیادہ نہیں تھا۔ ایک منزل قدرت کی ترقی و تہمت تھی جو برف ہاری کی وجہ سے یہاں کی ضرورت تھی۔ وہ پرجہ ہونے والی برف خود ہی کپکپا کر پگھل جاتی تھی۔ اس میں تین بیڑے روح تھے جن میں سے ایک باہر کی طرف گھومت بند کھاتا تھا۔ ڈرائنگ روم پیش قیمت فرنیچر اور سامان آرائش... تصاویر اور نوادرات سے بھرا ہوا تھا۔ اس سے زیادہ وسیع اور لاؤنج تھا جس میں ہم بیٹھے تھے... اس میں وہ آتش دان تھے... ایک مشرقی دیوار میں دوسرا سفری ست میں... دونوں کے گرد لمبے دائرے میں حوٹے گئے ہوئے تھے... حضرات اگر چاہیں تو خواتین سے الگ اپنی مکمل کھا سکتے تھے۔

میں نے کہا۔ "تازین... اس گولی کا مالک سر فریڈ کا دوست ہے۔ تم نے اسے بتایا... وہ ہے کہاں آج کل؟"

"کراچی میں... لیکن میں نے فون کیا تو وہ آیا تھا۔"

"اور چاہی کیا؟" میں نے حیرانی سے کہا۔

"وہ سارے کام چھوڑ کے آیا تھا... فون کرتا رہتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "لیو جس کچھ چرت بھی کھسوا لی ہو گی؟"

"وہ تو ایک قانونی ضرورت تھی... نہ بتاتی تو خود بخود جاتی... میں نے کچھ انکار کیا... جہاں جہاں سے مطمئن کر سکتی تھی... سب سے بڑا جہاں... سب نے کہا کہ وہ پھر تک دیکھو... کیا پتا وہ کھوٹے پلر سے گھل گیا ہو... اپنے دیکر کے لیے کسی پھاڑ کو سر کرنے چھو گیا ہو یا اتر گیا ہو کسی دواوی میں... بس اس کی ہی اتنی سیدھی باتیں... مجھے کبھی دینے کے لیے... میں جانتی ہوں کہ یہ سب ایلیو تازین اس میں سروسوم میں کون بائیں رات کے ساڑھے تین بجے بھروسہ بھیجی جبکہ پھاڑ دیکر کرنے کا سوچے گا... اور کھس جاتا تو مجھے بتا کے نہ جاتا۔" اس نے بھرپور نے کی چاری کی۔

میں نے کہا۔ "نازدیک... رونے سے مسئلہ حل نہیں ہوتے... لیو جس نے کیا کیا؟"

"پہلے تو انہوں نے مجھے مال دیا کہ چہیں تھکے تو گزر جانے دو... تمہارا شوہر ہے، غلام یا کوئی بچہ نہیں... پھر بتاتے بھی جہاں چاہے جا سکتا ہے... چہیں تھکے بعد پرسوں صبح انہوں نے رپورٹ لکھ لی اور اس کے بعد سے مجھے پریشان کر رہے ہیں۔"

"اس شب کا اعتبار کر رہے ہیں کہ خود تم نے اسے لکھا نہ لگا دیا ہے... کسی آتش کے ساتھ مل کر؟"

صائم نے سوچ پائے کہا۔ "آتش تو تم بھی تھے اور نہ

تاریخ مکمل ناول ہوتا۔

میں سے چلتا گیا اور مجھے جیسے آگے بڑھ گیا۔ میری
 میں اضافی ہوتا جا گیا۔ دھت گزرنے کا احساس بھی
 وہ۔ جب مسودہ ختم ہوا تو مجھے چار بار بے ہوش کر دیے
 انجکشن میز پر لیٹا دیا گیا۔ مجھے احساس ہی نہ ہوا کہ کچھ
 دوسرے سات جراثیم کی پینٹری پر باہر باقی میں بھی سردی
 شہید ہے۔

اس تحریر... روزنامہ پانچ بجے پبلش کے مسودے سے
 نے ذہن میں یہ حکمتِ حق کی باطنی واضح گریز تھا اور کچھ
 بات کو غور و خوض کے ساتھ دیکھا تو یہ بات اسے
 راز کی غیور پوشت سمجھا تو اسے ہلکے ہلکے سمجھا تو اسے
 دیکھنے سے نام لیا دینے سے تین تین گھنٹوں تک دیکھا تو اسے
 تجربہ کی غور و خوض کے ساتھ دیکھا تو اسے ہلکے ہلکے
 اور ذہن میں اسے دیکھنے والے مسودوں کا عجیب تلاش کرنے
 کا مصروف تھا۔ میری ایک نئی حالت ہے جس کی معمول کے
 باطن میں ہر ایک کی زندگی کے سونے کے لیے جہاں تو
 غور و خوض کے بعد فیضانِ آسمانی میں اس آٹھ ویں
 طے ہو سکتا ہے لیکن اس کی وجہ سے یہ وقت گزارنے کو غور و خوض

اس طرح کہ جن تو میں نے دیکھا تھا کہاں ہے لیکن اس کو ان کی جگہ کہاں لے گیا... لے گئے نہیں... یہ ایک جملہ لیکن خیال کا قہقہہ بکھوڑ بعد میں نے سوچا کہ کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔ میں نے ڈیڑھ گھنٹہ میں کھلنے والا ڈائریکٹوریٹ سہولت ایک صفحہ چلی دی۔ یہ ظاہر ہے نہ میں

ساحر نے عجیب کہا۔ ”میں... میں نے اپنی قیامت کو
 کہاں جاگ رہے ہوں۔“ اس نے ادا کرتے ہوئے
 ”میر... میرے معلم ہو گئے؟“ میں نے کہا۔ ”میں
 یوں تارے کو کھینچ رہی ہوں کہ اس کے فراق
 میں...“
 ”میرا جیون جھوٹا ہے۔“ تم وہ مسرور چہرہ ہے

”اچھا... آپ اس سے پہلے بھی چوری چپے چھپا کر
 ہاتھ لگے ہیں... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چشم یعنی بھی شب
 کو اس میں بے خواب تھی۔“
 ”یہ جیپ سی جگہ ہے... مجھے تو ہول آ رہا تھا۔ باہر لڑکی
 موشی سے لکڑا آئی۔ رات سا... اور سردی بھی لگی...“

خود... نہ اسے کسی ایجنسی نے اٹھایا ہے اور نہ وہ خود ہی
 طرح غائب ہوا ہے... وہ اپنے غائب ہوا ہے کیونکہ وہ غائب
 غائب ہوا تھا... جیسے چھری شہاب الدین غائب ہوا
 تھا... اب فرخ زہرا بھی کسی کو نہیں لے گا... وہی شخص کسی
 چھپے رہ پے میں نہیں موجود ہوگا۔ میں اس کی نیکی... اس
 کو ہونے والے سب کی بات... میں اس کی کہوں... کہاں
 ہے اس کے پاس نے اس کے کرتے رونا شروع کر دیا۔

”او کے... او کے... ذرا مٹی پر ڈالیں اور کچھ لیں۔
میرا مطلب ہے یہ بادل جو اس کی سوانح حیات بھی ہے...
پوری نہ کی... کبھی کبھی سے چڑھ کے کچھ اعزاز ہو جائے
... میں نے اچھے ہوئے کہا۔“

حسب توقع سامع نے اس بیڑہ میں ایسا جانا پایا
جہاں زمین کے بیڑہ میں سے نکلا ہوا تھا۔ وہ دنیا کی اس دور کی
اور اسی طرح جہاں کی کہ میرے سوا کسی نہایت اس ماحول
میں کیا کاروبار اختیار کر سکتے ہیں... میں نے آہستہ سے اس کے
دروازے پر دستک دی... وہ جواب میں مایوسی کے سوا کچھ نہ تھا
تو میں سرخسہ فریاد کی کہ میرے لئے یہ دنیا کی نہایت ایک جھوٹی
سامنے سے پہلے کچھ نہ دیکھ کر نہایت ایک جھوٹی
تھی۔ میں نے اس غیر ملبومہ بول کو پورا پورا شروع کیا جس کا
مصنف معینہ علیہ پسر فرزاں خاص طرف چھوڑی شہاب الدین
عرف قادش تھا۔ ہاں میں نے صرف خیال کیا کہ اگر کہ یہ
وہ فرنگ اس کے لاپتا شوہر کی بی بی... اس نے بھی
وہ فرنگ اس کے لاپتا شوہر کی بی بی... اس نے بھی

جہاں تک سرکاری مناصب سے متعلق ہے وہیں بھی یہ مسئلہ
مسودہ اول تا آخر تک ایک ہی نظر اور رنگ میں تھا لیکن یہ مسئلہ
فصل نمبر چار کے تحت نہ صرف یہ کہ مسلم جہاں تھا جہاں تک غیر مسلم
جہاں تھا۔ اس میں اختلافات اور جہاں کے لئے ہوئے۔
پھر اہل بین کا نظارہ کیا جاتا تھا کہ صرف بین کے لئے اور بین
جہاں تک ہے۔ اور اس میں ایک جگہ مسلم جہاں تک حقوق کے حق پر
میں خود کو متاثر کرتا ہے۔ صاف ظاہر کر دیتے ہیں کہ اگرچہ یہ
فرصت ملی ہے اسے اپنی اپنی اپنا دستور کو مرتب کر لیا۔ یہ اعزاز
کرنا مشکل کر دیا ہے، وہ کہتا تھا اور جو کچھ مسلم جہاں تھا وہ
مسلم جہاں تک کہتا تھا اور جو کچھ مسلم جہاں تھا وہ

جب میں نے اسے چھٹا شروع کیا تو جس بات نے مجھے حیران کیا، وہ حجرہ کا اسلوب تھا۔ کھینے والے کو اعتبار پر عبور حاصل تھا اور اس کا مشاہدہ سہلی نہیں تھا۔ وہ حساس آدمی تھا جس کا ہنڈی بڑے بل پر بار سامنے آتا تھا۔ یہ فیصلہ قادر بخش تھا۔۔۔ چوہدری شہاب الدین تھا یا سرفراز خاں۔ اگر وہ اور

کے... کیسے دس کروڑ بیع کے... کس طرح اپنے خاندان کی
 تھیں... اپنے بھائی کے کل اور باپ کی ذلت آمیز موت کے
 ڈسے دار کو کھانے کا لالچ... یہ سب کیسے جانتی ہو؟ کوئی انوکھی
 معمولی عقل کا آدمی کسی کے سامنے اس طرح اتنا فحش جرم
 کیسے کر سکتا ہے؟“
 ”مجھے معلوم تھا کہ تم یہ سوال ضرور کرو گے... تو اس کا
 جواب یہ ہے۔“ اس نے صوفے کے ٹھن کو ہٹا کے ایک
 ڈائری نکالی۔

میں نے ڈائری لے لی "کیا ہے؟"
 "میں تجارے تمام حالات کا تجاب... واقعی اس نے
 مجھے کچھ نہیں بتایا۔ لیکن اسے بتانا... اسے جانے
 کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن یہ سب اس میں ہے۔ اس
 کی ڈائری میں... خودنوشت میں۔"
 میں نے تجذیم ڈائری نکھولا اس کے پہلے صفحے پر
 پہلی حرف میں تھا "میرا بھائی۔" "کون ہوں؟" اور پھر کھسا
 تھا۔ ایک کدہ... درحقیقت یہ کوئی ڈائری نہیں کی بلکہ
 ایک کیم کھلے گا جس میں شاید یہ سچا پارسو ملے گا۔
 میں نے اس کا ایک خط پھر پڑھی اعجاز میں بڑھا۔ "تم
 سمجھتی ہو اس کی خودنوشت سوانحیات ہے؟"
 "یہ سچا نہیں ہے۔ اس میں نام کرنا خدا و تعالیا
 مل گیا۔"

[illegible]

اس کے بعد وہی ہوا جو متوقع تھا... کوئی جواب دینے یا
میرے مشورے پر تائید کی سے غور کرنے کے بجائے وہ جڑ
مکئی۔ "تم مذاق اڑا رہے ہو نا میرا... نہ وہ کھل ہوا ہے نہ

جانے کتنے ہوں گے۔“

”اگر صابر... میرا باقی کسی سے چھوٹا نہیں... نہ میں نے آپ کے سامنے شرافت اور پاکیزگی کا دعویٰ کیا ہے... جی جی سوچی... شاید میں آپ سے کم سنا ہوا ہوں... میں صرف افسانے کا ساٹھ لاکھ کر کے دو ذریعہ گزار رہی تھی... جو آپ نے ابھی نہیں گزارا... دنیا کی پردا آپ کو نہیں تو مجھے کیوں ہو؟“

یہ بڑا زبردست چارلی تھا۔ قاضی صاحب نے اس کو دیکھا تو اس کے لئے اس کے سوا چارہ نہ رہا کہ جیو کے بھائی کے دادا آؤت کر گئے۔

میں نے حضرت کی... "اس کی بات کا بڑا استہزاء... وہ... یہ میرے معاملے میں بہت بڑا سبب ہے... چلیں کو چھوڑو... ان سے نہ سنتوں گا... میرے ایک سوال کا جواب دو... یہ جو قاضی صاحب نے کی اصطلاح استعمال کرنی میری کسی بھی شے نہیں اس کے دیکھو وہ جیو کی بھوت نہیں تھا کہ وہاں اس کے ہاتھ تھے... اسے انوکھا کیا تو کیسے ممکن ہے کہ وہ نہیں مطمئن نہ ہوتا... وہ جھارے ساتھ آیا تھا... اور ہم کسی سوسائٹی میں... یہ تو نہیں تھا... چھوٹ کا سامنا کر رہی تھی کے پہلو سے اٹھا لیا جائے اور جیو کی اس میں نہ ہو... ہاں... وہ کاندہ کا بچہ ہوتا تو اور بات تھی۔"

”اُسے کسی نے اغوا نہیں کیا۔“ وہ بولی۔
 ”راستہ... تیرا مکان ہے ہے کہ وہ تھیں چھوڑ کے
 بھاگ گیا۔ یہ بھی ممکن نہ آئے والی بات ہے... وہ پہلے بھی
 جاسکتا تھا۔ تم سے جان چھڑائی ہوتی تو ایک کروڑ دے
 دیتا۔ وہ جہاز کے ساتھ یہاں تک آیا۔“
 ”اس میں کوئی جھجوری یا زبردستی نہیں تھی۔ وہ خوش تھا۔
 بچہ بھی، وہ سب جوان کے سرزد ہوئے تھے۔“

”اسے بھانگنا ہوتا... جودان میں بھابھا جاتا۔“
 ”جی بھئی یہ ہوں کر کم کیا کیا جاتے ہو۔“
 ”نہیں... تو نہیں سمجھ رہے ہو... تم نے اسے بھی بلک
 مٹل کیا تھا۔ میں مانا ہوں ایک ایسے شخص کے لیے کیا تھا۔
 اس کے لیے تمہارے لیے چھ ٹھکانوں پر ایک چھوٹی سی چھوٹی سی
 سی ٹی ٹی ٹی... اسے بھی زیادہ بہت سمجھنا چاہیے اس کے بہت
 سے معاملے ہیں جسے جن کا تعلق اس کے ہوتے ہوئے تھا۔...
 نے جہاں جہاں وہ گزار دیا تھا۔ کیا اس نے خود کو کبھی سب بتایا
 تھا۔... یہ کہ اس نے وہاں پر بھی نہیں بتایا۔... یہ کہ وہ چھوٹی سی شہاب
 الدین تھے... اور آخر میں سرخ راز... اس نے کیا فرما دیا۔“

میں نے سوچا کیا ہیں انہوں... بھر خیال آیا کہ تم سے بھی بڑے چھ
 لوں۔
 ”اس خیال پر مجھے خیال آیا ہے کہ تمہارا منہ چم
 لوں۔“ میں نے اسے چم کے کہا۔ ”اس کے بعد ہوسنے کی
 کوشش کریں گے۔ مذکورہ کی یہ باتیں... ہر جگہ ایک
 سے نہ ہو۔ وہ دلی کے کتے ہیں۔“ اتفاق میں برکت
 ہے۔
 وہ خود کو چھڑا کر باہر نکل گئی۔ ”اگر تم نہیں ہوں تو حیر
 بہتر ہوگا۔“ میں نے بھی ہلکا ہلکا۔
 وہ دلی منت بعد کافی کے دو گدگد اٹھتے ہوئے۔ ”میرا
 خیال ہے کہ یہاں وقت خالی کرنے سے بیکہ حاصل نہیں۔
 تفریح خالی بھی نہیں ہوتی۔“
 ”اس کا وقت بھی آئے گا۔“ انشاء اللہ بہت جلد۔“
 میں نے کافی کی حرارت کو کلن سے تار سے ہونے کہا۔ ”کیا تم
 اپنی جان کی بازی کا گنے کا حوصلہ دیتی ہو۔ میری خاطر؟“
 ”میں نے تمہاری سے کہا۔“ یہ کیا سوال ہے۔“
 ”صرف بات یا نہ میں جواب دوں۔“ میں نے اسے
 ڈانٹا۔ ”اگر تمہارا ہونے والا عازلی خدا کے ہے۔“
 ”عازلی خدا خود اپنی جان کی بازی نہیں نہیں
 لگا۔“ میری جان قاتلوں سے کہا؟
 ”نکھو۔“ میری تو ایک کا تمام یا نائب مجھ پر
 ہے۔“ ڈاکٹر فرما۔“ خدا کا اسم نہ دینی تو وہ تمہاری کی
 پوری کرے گی۔ میری کچھ لینے والا کیا نہیں ہے جہتملاری
 ذہنی کے خال کو گرے۔“ بڑا دل صرف ایک ہے۔“
 ”میری طرح کیوں ہوتا ہے۔ کیا کرتا ہے مجھے؟“
 ”مجھے ناگزین کے غائب ہونے سے اسلئے خود کو رواں
 لاتا ہے اور کیا۔“ میں نے شرافت سے جواب دیا۔
 ”کیا تم سے...“ معلوم نہیں آج وہ کس نام اور شناخت
 کے ساتھ کہاں ہوگا۔ پتہ نہیں ہے کہ کیا میں... جو آدمی دنیا
 کی نظروں میں اچھا نہیں ہے۔ یہ وہی نام ہے۔
 میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سے ہر دو رنگ لہجے میں
 کہا۔ ”کیا اس غلطی اور انکی روانی فضا میں بھی تھا جہتملاری
 دل موم نہیں ہوتا۔“ جھپٹیں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم یہاں اپنی
 مومن پر آتے تو کیا تھا۔“
 ”اس کو تو سننا آتا۔“ میں نے ہاتھ بھڑا کر بھڑکا۔ ”اس
 کے لیے تم نے مجھ کی نہیں کیا۔“ آج میں ٹوس دے رہی
 ہوں لیکن... آخری ٹوس... اس سال کے تم سے ہونے سے
 پہلے تم سے میرا رابطہ پر نہیں کیا تو۔“

”تو تم مجبوراً میرے کمرے کے قریب میں ہی رہیں
 کے آگے گا۔“ اپنا کمرہ ہونے کی شرط قائم کر دی۔“ میں نے بھی
 اس پر۔“
 ”میں وزیر صحت سے شادی کروں گی۔“ تم جانتے ہو
 نا۔“ وہ اس بات کے رد سے پر آقا۔۔۔ اس بات کو
 کے اس سے کہہ رہا تھا۔ اپنا کارڈ اور پرائیویٹ ٹون فہر
 دیا۔۔۔ کہہ رہا تھا کہ یہاں چاہو میں اپنا سال آپ کو کیا
 اس باتوں... جو سوز و غم اس کی جگہ... اسے پھینکا کوئی
 مشکل نہیں ہو۔“ میں نے بھی سمجھے۔
 ”میں نے کہا۔“ انچھا، بھلا بندہ کرو اور سوچیں کہ کیا
 ہوگا۔۔۔ آج رات میں نہیں تمہارے کمرے میں ہوگی۔ اور تم
 ناگزین کی کہانی کے بے پناہ۔“
 ”اس سے کیا ہو سزا سزا؟“
 ”ناگزین کو اپنا غریب مل جائے گا۔“ میں نے پرامتاد
 لہجے میں کہا۔ ”خاتون آخراں اس کے لیے تھے۔ اس
 کے بعد صرف شکر چاہیے۔“ میں نے کہا۔ ”جرمان کا اصول
 ہے کہ ہر طرف ڈیل بیٹے تھا۔“
 ”میک ہے۔“ دوسرا اٹھ بیٹے میں لوں گی۔ تم
 نے یہ سوچ بڑھا۔ کیا ہے۔۔۔“
 ”میں نے بڑا زبردست ڈال ہے۔“ میں نے کہا۔ ”سوچ
 رہا ہوں اس کے نام سے شائع کر دوں۔“ میں نے وزیر
 صحت کو گل کرتے ہوئے۔
 ناگزین سے بچنے کی نیکل پر ملاکت ہوئی تو مجھے یہ
 اندازہ کرنا مشکل نہ ہوا کہ رات اسے سوئے سے زیادہ
 روئے میں کیا ہے۔ اس سے اندازہ وہاں سے ہونے سے جو
 کہا تھا وہ ظاہر تھا۔ وہ دنی کے کمرے سے پھلتے پھلتے
 تھک گئی تھی اور اس نے بڑی ایک نیک سے اپنا چہرہ مٹا دیا
 صحت کے دعوے اس نے تمام عمر مردوں سے نہ کی ہوں
 کے اور بھی ہوں گے لیکن اب کچھ ایک اور اس کا عجیب
 شریک بن گئی اور عازلی فضا میں کیا تھا۔ وہ اس کے لیے انکلی
 پر بچنے کی جتنی کمرے شرفی ماحول کی پروردہ لڑکی ہو سکتی
 ہے۔
 ”میں نے اسے نہ کر رہتے تھے۔“ دیکھو اور پھر
 ہر دوسرا کہو۔ وہ بہت جلد جانے گا۔“
 ”میں نے تمہاری طرف دیکھا۔“ کیا
 جھپٹیں اس کو کوئی سرانجام نہیں ہے۔ اس کی باتیں
 مظاہرہ کر رہے ہو۔“
 ”میں نے کہا۔“ میں ناگزین... ابھی میں نہیں کر سکتا۔“

”تم کوئی سرانجام دے رہے ہو۔“ میں نے بھی سرانجام دے رہے
 ہوں۔“ وہ کوئی کہا۔“
 ”وہ پتہ نہ تھا۔“ وہ ڈاکٹر پر مدلی تھے۔“
 ”ہاں۔“ ساری رات جاگ کے میں نے بھی کام
 کیا۔۔۔ میں تمہارے افد کے ہونے کو کھانا کھ
 سکا۔۔۔ مگر یہ لیکن مسترد دتا ہے ہر سال میں جھوٹ کے
 طور پر کسی بھی عداوت میں جتن کی جا سکے۔ یہ ڈاکٹر کی...
 کافی نہیں لگتی ہے۔“
 ”تم نے دیکھا تھا۔۔۔ یہ میں نے کہاں سے نکالی
 تھی۔“
 ”یہ اسی صوفے کی سیٹ کے پیچھے سے ملی تھی...
 کیسے۔“ میرا مطلب ہے تم نے عازلی کی ٹھکانی... یا یہ بعض
 اتفاق تھا؟“
 ”وہ کچھ دیر چپ رہی۔“ عازلی تو میں نے ملی تھی۔ ہر
 الماری کو کھول کر دیکھا تھا۔ اس میں آٹا میں بھری ہوئی تھی
 برتن ہیں۔۔۔ اور کچھ ذاتی استعمال کی اشیاء۔ ڈاکٹر کی اتفاق
 سے ملی۔“
 ”میں نے کہا۔“ یہ کچھ تمہارے شوہر کے کسی دوست کا
 ہے۔ چاہیاں اسی نے دہلی ہوئی؟“
 ”ہاں۔۔۔ میرے سامنے کھینچ دیں۔“
 ”کیا تم نے وہ چاہیاں؟“ میں نے کہا۔ ”مجھے
 دکھاؤ۔“
 وہ نکلی اور اپنے پیچھے دوسرے چاہیاں لے آئی۔ میں نے
 ان کو کھول کر دیکھا۔ وہ ڈاکٹر کی کینٹ تھیں۔ میں جب اور دیکھیں
 چاہیاں گئی۔
 ”جب تم سر فرما کے ساتھ یہیں آئی تھیں۔۔۔ جو کچھ
 کے اندر اس کے لیے تم نے کیا چاہیاں استعمال کی ہوں
 گی؟“
 ”اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
 ”میں نے کہا۔“ اس کمرہ کا ڈھک۔ کیا نام ہے اس
 کا۔۔۔ یا ڈاکٹر خیر۔۔۔ وہ کوئی دوست ہے۔ مگر وہ اپنی
 میں ہوتا ہے۔“
 ”یاد رکھنا۔“ اور بھی آتا ہے۔“
 ”یہ کمرہ صاف پر خالی رہتا ہے۔“ کچھ خود بہت کم آتا
 ہے۔ اس کے مہمان آجاتے ہیں بھی۔۔۔ مگر یہ جو کچھ کے
 ظاہر ہیں۔۔۔ یہ سراسر سال چاہاں رہتے ہوں گے۔۔۔ دیکھ
 یہاں کے لیے؟“
 ”ہاں۔“ ایک چکر کیا ہے اور ایک دلی... دلی

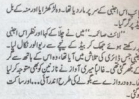
خانہ اس کی ہے۔۔۔ اس کی بیوی اور کاسا کا کام کر لیتی
 ہے۔۔۔ بھلائی اور کھانا پکھڑے۔“
 ”یہ بھلائی کچھ ہے؟“
 ”بانی کا کمرہ ہے یہاں۔۔۔ چکر کیا ہے لیے پیچھے
 سروٹ کو کھڑے ہے۔ اپنی ڈاکٹر کا ہے اور کاسا کمرے میں اپنی
 شام کو بچے ہیں۔“
 ”ان سے اپنی اپنی کینٹ چاہیاں ہوں گی۔۔۔ ورنہ
 اندر بھلائی دیکھ کر کسے تھے؟“ میں نے کہا۔
 ”مرد ہوں گی۔۔۔ جب آتے جب تم بھی کمرہ بالکل
 صاف تھا۔“
 ”میں نے کہا۔“ کچھ تمہارے شوہر کے دوست دھار خیر
 نے چاہیاں کینٹ دیں اور کاسا نے چاہیاں کون سے کر
 آئے؟“
 ”ناگزین نے لا جواب ہو کے زور زور دیا۔۔۔ میں کیا
 بتاؤں۔۔۔ مجھے خیال آیا۔۔۔ میں نے نہ چاہا۔۔۔ مگر بات
 تمہاری سچ ہے۔“
 ”کچھ اور بعد میں ہاں نا میں آٹا چھنے میں کچھ کی صوب
 بڑی اچھی لگتی تھی۔ وہ ہر ایک اس کی کاترت بڑھنے لگی تھی اور
 صوب میں بیٹھا مشکل ہو جاتا تھا۔ صاف نے میری
 درخواست پر ناگزین کے ساتھ رات کے کچھ بات فرم کر
 دوستانہ سراسر استوار کر دی۔۔۔ غالباً اسے ناگزین سے
 کوئی غلط فہمی تھی۔“
 ”میں نے ناگزین سے یہ چھا۔“ یہ سفید فلوہا سر فرما
 بنان کی ہے۔۔۔ چکر کیا ہے؟“
 ”یہ میری ہے۔“
 ”وہ ڈاکٹر کی۔“ ایک ایک ماحول۔۔۔ اگر تم کو اتنا
 اسے شائع بھی کر سکتی ہو۔۔۔ ابھی تک میں نے کچھ نہیں کیا کہ
 اس کا صحت کو سر فرما ڈاکٹر ناگزین سے۔۔۔ پھر میرے وہ
 ڈاکٹر۔۔۔ ہم میں ایک کسوٹے کے لیے چھپا کر کیوں کیا تھا؟“
 ”شعبا اسے ہوا چھپا کر کہاں وہ محفوظ ہے۔ یہ کھلی
 اتفاق تھا کہ میں اس صوفے پر جا بیٹھی۔۔۔ اور میں جاتی
 نہیں۔“
 ”میں نے کہا۔“ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا ارادہ کچھ گھٹے کا
 ہو۔۔۔ ایک ایک کی گئے جانے سے اس کو کوئی نہیں پتا۔۔۔ وہ
 جہاں بیٹھا تھا وہاں ڈاکٹر کو چھپا دیا۔۔۔ اور پھر ناگزین
 رہا۔۔۔ میرے ساتھ کچھ کس کی ڈاکٹر کی ڈاکٹر۔“
 ”صاف نے کہا۔“ کیا وہ ڈاکٹر میں بھی چڑھ چکی ہوں
 جس کا حال بار بار رہا ہے۔۔۔ جہم رات بھر بڑھتے رہے

گاڑو نے میری طرف دیکھا۔ ”سرو... چلا گیا۔۔۔“
 اس نے کہا کہ سلیم کو انچادڑ صاحب نے تھپس کے لیے
 تھانے بنا دیا ہے۔“
 میں نے زانیہ کا رنگ فق ہوتے دیکھا۔ ”ٹھیک
 ہے۔۔۔ جو جادو... جہاں کام بیٹا بیٹا تھا۔۔۔“
 زانیہ نے خوف زدہ سچے سچ کہا۔ ”میں انکی نہیں
 جاؤں گی۔“
 ”مت جادو۔۔۔ میں انکیلا جاتا ہوں۔۔۔ لیکن اتنا
 ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب تم نے کچھ بھی نہیں کیا
 ہے۔۔۔ اسے شادی کے... یہ دم ہے تو آخر مجرم کو نہیں۔۔۔“
 سادے صاف نور ہار ہار اور ایک کرسی پر بیٹھا
 اس نے وہ ڈائری زانیہ کی طرف بے حال۔۔۔ ”انکا دلچسپ
 ناول ہے کہ کچھ چھوڑ نہیں کی... میں نے لکھا ہے۔۔۔ اور یہ
 نام کیا ہو گا۔۔۔“
 میں نے کہا۔ ”یہ چلیا غالب کے ایک صرصرع سے لیا
 گیا ہے۔ میں ہوں۔۔۔ اسے ہم نٹھو سویت جاس
 ہوں۔۔۔ خدا کے لیے اب یہ سب کچھ جواب تو خود انہوں
 نے دے دیا کہ سویت جاس ہوں مگر یہ سویت جاس کیا ہوتا
 ہے؟“
 ”جہاں سے چلنے۔۔۔ تم بتا سکتے ہو۔۔۔ وہ بولی۔
 میں نے فطری سانس لے کر کہا۔ ”فطردہ لگا تو۔۔۔“
 وہ کہنا چاہتے ہوں کہ سویت جاس ہوں۔۔۔ یہ کوفتہ خاں کے
 بڑے بھائی تھے۔۔۔ بھونڈی بازاری میں رہتے تھے۔۔۔
 چالیس بیٹا تیس سال کی دہلی کی شہریت بن چکی انسان
 میں ساڑی پانچ سو سے دس سو روپے میں فروخت ہوئی۔۔۔ میرے چچا
 کہ چائے میز پر لگاؤں یا آپ اور میری گے؟“
 میں نے کہا۔ ”ہم غرب ابی کچھ ہی میں گے۔۔۔
 جہاں ملے گی۔“
 ”زانیہ سننے لگی۔۔۔ امیر اس کے مہاں کا نام ہے۔۔۔
 بالائی کا۔“
 زانیہ نے جو چاہا کھانا دیا اور کھانڈ کر کے دانا
 چنا کھانڈ کر کے اور خاتون کی باز آہٹ کی توجہ ہو۔۔۔ گاڑو
 کہ لافوں کو ہاتھ لگائے۔ ”اللہ کسی دشمن کو بھڑ نہ لے
 جائے۔۔۔ جسے آپ سمجھ کر چھوڑ۔۔۔ بالآخر یہ شکل ہی ہی
 کے ایک ہڈی کے میں آئی۔۔۔ یہاں ہڈی نہیں ہوں کسی
 خاتون کا مٹا کر دیں شکل کا ایک اور بھی ہو سکتا ہے اور یاد
 گئی۔۔۔ میرے ساتھ ساتھ نہ ہوئی تو تھانے تک کا قافلہ ملے
 کر گئے اہل اس میں شاید کچھ ہو جائی۔

تھانے میں بڑی دھن دھن تھی۔ ایک عاشق صادق کی
 مجھڑ ہل ہل رہی تھی اس نے کمر خیز ہل ہل کے ہار
 دے رہے تھے۔ جی وہ بزرگ جن کو وہ اس صرے پر فخر
 کرنے کا آرزو مند تھا۔ بہت پڑنے کے لیے یہ دل خفاشی
 مٹھرا لکھا لکھا پڑا تھا جس اور نوجوان کے ہر میں شریک
 تھی مجھڑ ہل کے لیے دھڑلے پڑتے یہ عاشق لڑکش پر کچا کر
 کے اٹا لٹا دیا گیا تھا۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھ کے لیے ایک
 قانون کے کھانڈنے پکڑنے تھے اور پیچھے سے دوسرے نے
 تھپس دانی میں۔۔۔ کمر ہارے کے دھڑلے فٹ لٹے اور
 ایک فٹ چوٹے ٹکڑے کو کرسی چلیدی سے اوپر تنگ اٹھا تا اور
 پھر پوری کرسی کے ساتھ لیے گئے ہر مٹھرا کے سر کھب
 نوجوان کی کمر پر سید کر تھا۔
 میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ صاف کو باہر ہی بہک کے
 روک رہا تھا کہ میں وہ دھن دھن سے آتا ہوں۔۔۔ وہ اس میں نہیں
 چاہتا تھا کہ وہ تھانے کے نہ بھرت پڑوشت اور پڑوشت
 خاتون کو خود اپنی اور اس سے دیکھے۔۔۔ اگر انکی ایک اس کے
 سامنے یہ بھڑا آتا تو اس کا نورس بڑیک ڈانڈ ہو جاتا اور نہ
 چائے کب تک وہ دات کو خواب دیکھ کر فوٹی رہا تھی۔ دوسری
 انکی بات یہی کہ میں نے گاڑی میں سے کمر لٹا لٹا تھا۔
 میرے لیے میں اس ریریت کا خاموش قضا کی بنا
 مشکل تھا۔۔۔ میں نے پوری آواز دے دیا کہ وہاں سے گیا
 ہو رہا ہے؟ ”میری آواز نہیں، میں خود بھی تھپے سے کاپ
 رہا تھا۔“
 ٹیگٹ دو مارا پھر میں تھپہ ہو گیا جیسے دیلی پر صریر
 رک جاتی ہے۔ اس سب کی انکسین پھر پر مرکوز ہوئیں۔ پھر
 جادے کے فرائض انجام دیے گئے اس نے غرا کے لیے۔ ”تھپس
 آ۔۔۔ ہم تھپس کر رہے ہیں۔“
 اس پر ہل لگا۔ ”اور تو کون؟“
 میں نے کہا۔ ”میں بڈل ہوں۔“ اور ایک ساتھ ہی
 تصویر میں انچادڑ۔
 ماحول ٹیگٹ بدل گیا۔ وہ سب پٹنے لگے۔ گاڑو بولا۔
 ”اونا تھی بڈل سے تو یہاں کیوں آیا ہے؟“
 طوم کے ہیلوں پر پیٹے جکر نے کہا۔ ”بڈل میں
 تھی۔۔۔۔۔“
 جھٹلے اس نے بڈل کے حراف کے طور پر استمال
 کیا تھا وہ کچھ جاسکے تھک نہیں جاسکے۔ طوم کے ہاتھ
 پکڑنے والے نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے اس سے
 زیادہ جھل زبان میں تھپے مٹل کیا کہ روٹ نہ ہوئے کی صورت

میں میرے ساتھ کیا ہو گا۔۔۔ اس نے گاڑو کو کہہ کر کے غلط
 کیا تھا۔۔۔ میں اس کی بھی تصویر نہیں لے سکتی تھی۔ انا۔۔۔
 اب میں نے جیب میں سے اپنا پرہس انکڑوٹیں کارڈ
 گاڑو اور سر کی انکوں کے سامنے لیرا۔ ”میں تمہاری ساری
 دستاویز اور قانونیت کی سہارت پر انکڑوٹیں لگا دوں گا تو
 تمہیں معلوم ہو گا کہ۔۔۔ کون ہوں؟“
 ایک بار پھر دھن نکلت آئی سر کا آٹھ مجھڑ ہل دایمیں
 ہاتھ میں تھا۔ اب میں ہاتھ سے انہوں نے گاڑو کو مٹا دیا۔ اس
 کے بعد بھی وہ میرے قہقروں میں کٹر کٹر۔ اس نے اپنی
 غری کو بلند کر کے ہوائے انکوں ہی انکوں میں مچا دیا کہ
 کچھ اٹھارہ کیا۔۔۔ وہاں فورا طوم کو چھوڑ کے کمر سے
 گئے۔ ہر دم اپنی حالت کو بھول کے بلکے گاڑو میری طرف لپکا
 تھی کہ اسے پھر پکڑا لیگا۔
 ”آب آؤ گی میرے ساتھ۔۔۔ آب اخبار والے بھی
 شیطانی کی طرح پر کچھ کھینچ جاتے ہو۔۔۔ اور پھر موٹ ل۔ دیکھے
 البھر دینا کرتے ہو۔“
 میں نے چلائے کہا۔ ”پر انچادڑ کو ان مقامات سے۔۔۔
 اور شیطانی میں ہوں یا تم ہو۔۔۔ یہ شیطانت کا مٹا ہر کو ان کر
 رہا تھا؟“
 وہ اسے آؤ گی اس قاتلے کا پانچا کر پانچا رہتی پیٹہ
 دراز ڈھکی میں یہ صورت حال اس کے ساتھ تھی اس کی
 تھی۔ اس نے کچھ کچھ کچھ اپنی عزت کے معاملے کو بلا لے
 طانی دیکھ کر فوٹری چائے۔ اس نے بڑا دوستانہ خدا نہ
 انچادڑ تھپس کر لیا۔ ”اوسری۔۔۔ آب تو خاموش ہو گئے۔ چلوٹی
 انکی معاف کر دو۔۔۔ چلیں کر کے میں تھپے کے بات کر سکتے
 لگے۔۔۔ اسے اس کے لیے تھانے سے لے کر۔۔۔“
 میں نے اس کے ساتھ جھانپنے لگا کہ وہ۔ ”شایر
 میرے نام سے واقف نہیں ہو۔۔۔ میرا کلمہ لکھا آؤ گی انکی
 دراز بڑھتے ہے اور دوزخ داخل ہوگی۔۔۔ جو تھپے نہیں، سامنے
 کمالوں کو سب کے سامنے گا لئی دی ہے۔۔۔ میں بڑیا ہے تو خود
 ہے۔۔۔ آب و پھین پھر قصور میں اور میرا کلمہ شایر ہو گا تو خود
 پر کمر کر سوسو تو کس لے گی۔۔۔ وہ دھن دھن مٹل میں
 آ گیا تھا۔۔۔ اس۔۔۔ ایک شرط پر معافی میں ملتی ہے۔۔۔“
 ”جواب عالی تمہارا۔۔۔ میرا کس؟“
 میں نے کہا۔ ”پچھلے اس طوم کو اور اس کی کو بلاؤ۔۔۔
 صاف مٹھا کر کے اور کمر سے پھانگے۔۔۔ میں ان سے خود
 بات کروں گا۔۔۔ میرے ساتھ ایک ایک دی کی انکڑ پر میں بھی
 لگتا۔۔۔ وہ دیکھ موجود ہو گی۔“

میرے حالات ٹیگٹ بدل گئی۔ سامنے میرے ہاتھ
 پر تھانے دار کے کمرے میں آؤ گی۔۔۔ ہر کچھ میں تھپس
 صادق اور اس کی بھی یہ لٹاؤں کچھ مٹل کیا گیا۔۔۔ انہوں نے
 روئے جسے انچادڑ جرم جرم کیا اور تھپے گاڑو کچھ
 کرباب پھر بیٹھے اس کے پاپ نے اس کا جھٹکا اس سے
 لگے۔ کمر دیا پھر جھکات کائے کے پیر کا فوٹی
 کا دربار میں طوٹ اس لگے دارے لڑکی کے پاپ کو وہ کھٹ
 دیتے تھے اور اپنے کاردار میں اس لکھدا ہر کچھ کر دیا تھا۔
 قصہ مختصر۔۔۔ میں نے اور ایک دھن دھن تھانے میں
 انکی انکڑوٹیں۔۔۔ وہاں ایک کچی کو پکڑ کے لے آیا گیا۔۔۔ کچن کے
 ہمارے سامنے لڑکے اور لڑکی کا کٹاج چھوایا۔۔۔ کچن کے
 پاپ پر جرم ثابت تھے۔ ایک بچی کے کولڈ دلا لکھ لینے کا
 بچی وہ دھڑلے تھپس۔۔۔ دوسرا کچھ فوٹی طور پر جھکات کائے کا
 اصل جرم اس کے سامنے نہ ہوا۔۔۔ وہاں دوا داخل تھا۔
 ایک بے گرد ہلا دین کی سلامتی اور جھٹکا ڈانڈے اور خود قاتل
 انچادڑ ہو گا۔۔۔ میں نے وہاں کو اپنا کارڈ لکھی دیا کہ بعد میں
 کوئی اسے پریشان کرے تو براہ راست تھپے اطلاع
 دے۔۔۔ گاڑو کی کاپ کا تو یہ کچھ لکھتا تھا کہ اسکی سینہ
 پکڑے گا۔۔۔ انکی انکڑوٹیں اس کے ہیلوں کا دروازہ کھانڈے۔
 دوسری دھن دھن کا کٹل زانیہ سے تھا۔۔۔ اسے اھر کا
 رخ کیا تو پھر بھی کی تھپس۔۔۔ ہم وہاں ٹھہرے ہوئے
 تھے۔۔۔ بڈل آج ٹیک میں ان تھا۔
 جب ہم واپس چلے تو زانیہ میں جھٹ پھینا تھی اور نیز
 پر کھانڈے گاڑو کے ہاتھ انکڑوٹیں کر رہی تھی۔ ہم نے شمس کے
 ساری روادروالی کی۔۔۔ ہوئی تو پھر کچھ باسٹ پھر کچھ تھی۔
 پھاڑوں میں مہارت بہت جلد فر اڈال گئی تھی۔ سورج تھپے
 کو طوم مار کے شمس پر پھاڑوں کے پیچھے روٹنے کو چاہتا ہے
 اور انچادڑ ایک دم بٹل کر گئے۔ پھاڑو خورج ہو گیا ہے
 اور میرے ساتھ وہاں بٹل کر گئے ہیں اور سامنے میں صرف ہوا
 سامنے سامنے کر کے لکھا کو کھتی ہے۔
 شمس کے سب سے اسی دار کے کولڈ ہی کے تھے کہ
 ہم کھانے سے فارغ ہو گئے۔ میرا ذہن تھانے کے دوا لیت
 کے ہر زانیہ کے کھٹکی کی طرف بٹل آیا۔۔۔ جب زانیہ کس
 بنانے لگی تھی تو میں نے اپنی انکڑوٹیں سامنے کے سامنے
 رکھی۔
 ”تو پڑھ، راحت جاس، نصی جگر۔۔۔ ذرا غلط ہے



”مجھے بے چینی ہے تمہارا انکار تھا میرا صاحب...
 میرے لیے تمہارا موجود نام... ورنہ تم کو جیسا کہ میں...

[illegible]

ہے پر والی جس کے اوپر ایک کپڑا لٹا دیا۔ سواری چلی۔
آجستہ آجستہ ایک باہر کو گئے کے لیے نکلا۔ اس
نے دیکھا کہ ریلوے اسٹیشن کے دائیں ہاتھ میں ہے۔
صرف ایک کمرہ کے ساتھ شیش سینی کے بچے سے
... ہر شیش ایک کپڑے سے بھی گونے میں تھپ کے
میں سے وہ بائیں اگلی کے ریلوے والے ہاتھ پر
کپڑے پر اخیال تھا کہ دوسرے پر گون کر مگر غری وقت
آ گیا۔

[illegible]

اپنی پوری کوشش کے باوجود میں یکسوئی سے اللہ تعالیٰ ہاتھ سے خدمت میں ایک درخواست پیش کرنے سے قاصر تھا کہ اور بہتر

میں نے کہا۔ "میرا ڈیڑھ لکھ کوڑیاں ملتی تھیں۔"
 "ظلال تو اس بہت کم رہا۔ دینی سے بیکتا میں
 ہے۔ میں تو اس میں مارا گیا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہاں میرا
 سامنا بڑوں سے ہوگا اور نہ ہی کہ بڑوں کا اعتبار ہوگی۔
 جو صرف حرج و مرج، تعطل اور جھگڑا کر کا می نہیں لکھتا۔
 جاسوسی میں کرتے۔
 میں نے خود آجیر آکھاری سے کہا۔ "ظلال میں افضل
 رہتی۔"

"آخر میں یہ خیال آیا کہ کبھی میں کوئن ہوں؟"
 میں نے کہا۔ "یہ تو کبھی تمہاری جہاز سے۔" نام تو اس کو وہی
 سب سے بڑا تھا۔ وہاں سے فراریت۔ جہیز میں کچھ کا معلوم
 ہے۔ مگر جب مجھے نے یہ کوئی خریدی تو خود اسے وہی صاحب
 کی کوئی مہر دیا۔

اس نے فنی میں سر ملایا۔ "میں نے اسے خریدی نہیں تھی۔
 کسی نے میرے بھائی حسین والد سلطان کو بھی دیا۔ ان کا
 کوئی میرے لیے حقیقت مند تھا جس نے یہ کوئی بوائی بھی
 کرانی، لاہور میں بھی اس کی کوٹلیں تھیں۔ یہاں وہ گریسوں
 کے موسم میں اپنی بیٹی کے ساتھ آتا تھا۔ او اور جہان تو
 اس نے وہی کی کی جواب پڑوس کو نہیں کرتا ہے۔ اس
 نے ایک کوئی ایک چنے کوڑے سے۔ دوسری اس سے چھوٹے
 کے نام کر دی۔ اس طرح دو مکان نظیں کوڑے سے ہے۔ خود
 اپنے لیے اس نے بھگت نہیں رکھا۔ اس میں کچھ بچے جہان ہیں
 اور اس کا بڑا بیٹا خیال سکتے ہیں تو پھر اسے مگر کرنے کی کیا
 ضرورت ہے۔ لیکن بعد میں بڑے بڑے ہو گیا۔ یہ اپنی اپنی
 کوئی لکھے۔ مگر ان کا فتنہ ہوئے۔ کئی کے پاس رہا اس
 نے گوارا نہ کیا۔ چار سال اس نے والد کے ساتھ گزارے۔
 بھر وہ تیار ہو گیا۔ اس نے والد صاحب سے کہا کہ کوئی
 لے لیں جس جاس کے لیے بیکار ہے۔ بعد کے حالات کا تم نے
 ڈاڑھی سے اعزاز دیا کہ اب وہاں۔ بعد کے حالات میں مجھے کہ
 پانچ سال کی تھی۔ جب بڑا بھائی خاک ہو گیا۔ اس کی لاش تو
 نہیں لی کریم جانتے تھے کہ اسے لے کر جا دیا گیا ہوگا۔ تیسرا
 باہر تھا۔ والد نے مجھے بھی نہیں بلایا اور کہا کہ یہ کوئی میں
 اپنے نام کر لوں۔"

"میں میرا اعزاز وہ تھا تھا۔ اگر کم
 اور کچھ چاہاں لے کر یہاں نہ آئے اور ڈیڑھ لکھ سے ملازم
 جنہیں اعزاز پہنچا دیتے تو میں اس لیے کہ کوئی میرا دوست
 کی ہوگی۔ مگر اس چاہاں تمہارے ہی پاس تھیں۔" وہ کار
 حیدر کرانی میں تھیں تھا۔ اس کے پاس صرف کرانی میں بھی

ایک قسم تھی۔ جو کہ اس لاہور پڑھتی میں بھی ہو سکتی
 ہے۔ یہاں اس نام کا کرانی میں کوئی نہیں ہوگا۔ وہ بھی تو
 شہاب الدین کے نام سے کرانی میں پڑھتی کر گئے ہو۔
 اس کے جیسے کہ میری فالت کی وجہ سے میرے بھر سے۔ خون
 خشک ہو کر میری معلوم کیا کہ اسے قاتلین کی طرف سے اس کے
 انکار کی سے خون نہ پڑ چکا تھا۔ لیکن نہیں۔ میں نے سوچا
 کے اپنے رہنے کے خواہ سے چھوٹا تھا۔ ایک بھر اس کو وہی
 کوئی کار حیدر میں تھا۔ پھر میں نے جیسے کہ پتہ سے گرفت نہ
 پڑ چکا تھا وہاں ایک ایک اور طریقہ تھا۔ اس سے میرا ڈیڑھ
 کے نام سے وہاں واقعہ کا ایک اور کیا ہوگا۔ یہ کہا کہ وہ کیا کر
 بھور میں کوئی بھانے یا خریدے۔ اس کے پاس تو لاہور
 میں اپنا مکان تھا۔ وہ بہرہ ور سامعیاں آتا ہے۔ وغیرہ
 سے کرانی میں سے کوئی فالت کی قسم اس نے وقت خریدی وہ
 کی جب ہم ہوا کوئی طرف سے فتنہ خرید کر پل جاتی ہیں۔ تم نے
 بیٹہ وہاں سے کہے۔ میں بھی اس کا نام سے اس کی ہے۔ بڑا
 عام سامع ہے۔ شاید اس کا نام کے درجن بھر لوگ لکھا تھا
 ڈاکٹر پٹیل میں بھی مل جاتا تھا۔ یہاں سے۔ کرانی میں۔ لاہور یا

پڑی۔۔۔ نہیں بھی۔ آخری بات جس نے مجھے شک میں
 1913ء وہ پڑے تو مجھ پر میرے میں یہاں پہلے سے
 موجود ہے۔ ڈانچین نے لاہور میں تمہارا پاس بھر اور
 دیکھا تھا۔ وہ صرف ایک سو گنا سخت کر گئی۔ تو کرنا وہ نام
 نہیں جانتے۔ میرے پاس صاحب کہتے ہیں۔ یہ میرا خیال
 ہے کہ اس کے لکھے کو تو وہی کے اس دور میں استعمال کرتے
 تھے کہ اس کے لکھے سے دوسری قسمت بدلتے تھے۔ وہ درخت
 جب شہاب الدین کو تو پڑ چاہتے یہاں رہا۔ جب تک
 کرانی کی ڈاڑھی خوب نہیں تھی۔ وہاں کے بعد شہاب
 الدین بھی یہاں اس وقت تک رہے اور جب تک کہ کرب
 خورد ہو گئے اسے بھول نہیں گئے۔ اور جب تک کہ وہی
 باتوں میں وہ ایک کشمکش کا اس واسطے کہ وہی
 ہوا۔ جب ڈانچین مایوس ہو کے یہاں سے چل جاتی اور
 یہاں کی بیوی اس کے ہم شدہ ہو کر بھول جاتی تو تم نے
 والے موسم میں ایک بار وہ پ اختیار کرنے کے لیے پھر
 چلا وہاں رہا۔ لیکن یہاں سے بھول کر ڈاڑھی کا اس کے
 لیے نہیں آتا پڑا۔ آخر تمہیں یہ شرط دی ہے یہ پھر چھوڑی
 دوسرا۔" خدا کے لیے مجھ کو دل۔ میرے تو

تھا وہ پاؤں اڑا گئے ہیں۔ میں بھاگ کے کہاں جا سکتا

ہوں۔ یہی اور تو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں بتاتا ہوں۔"
 ڈانچین اور سامع نے اسے بڑی احتیاط سے آزاد
 کیا۔ میں نے اس کی کرسی ایک دو پار کے ساتھ کھڑی۔ وہ
 میری طرف سے تھا۔ وہاں شہاب الدین کی حالت کو
 وہاں کو کرسی کے ساتھ اس طرح باندھ دیا گیا تھا کہ وہ
 اپنے کو کسی سہتے سے نہیں آد آسانی سے سانس
 لے سکتا تھا اور ہاؤں ہلا سکتا تھا اس نے خود کو گھارے
 ریم وارم پر چھوڑ دیا تھا۔
 "دیکھو۔۔۔ پلیز جیسے میں سے پہلے نہیں لے جا
 سکتی۔ تمہارے ساتھ میں جاتے یہ مجھ رہا۔ یہ بھی ہو سکتا
 ہے کہ کوئی اس کی اسطور یا اس دور میں بند کر دوں۔ اس
 بات کو بھی بات کر کے بھاگو گئے ہیں۔ پھر بھی میں سامع میں
 سے کسی کے لیے بھی سوا ممکن نہ ہو۔ ہم بائیں کر سکتے
 ہیں۔ مجھے تمہارے معاملے میں وہی ضرور ہے کہ آخر یہ
 سب تم نے کیوں کیا؟"

"ڈانچین کی طرف دیکھا۔" کہا ہے مگر میں
 مجھے اپنی بیوی کے ہاتھ سے پانی کا ایک گلاس اور پائے نہیں
 لے سکتی؟"
 ڈانچین مسلسل خاموشی سے اس کو بھاری حق ایک دم
 بھوک لگی۔ "مت کو کھینچ لیتی ہوئی۔۔۔ دھوکے باز۔"
 "جو کہ باز میں دینا کے لیے تھا۔ تمہارے ساتھ
 کوئی دھوکا نہیں کیا میں نے۔"
 وہ چلائی۔ "یہ سب میرے ساتھ ہی تو ہوا ہے۔ تم
 پڑے گئے ہو تو صحت بنا رہے ہو۔ خرم کبھی آتی
 نہیں۔ میرے لیے کبھی اس ڈاڑھی کے وہاں
 آئے تھے۔"

اس نے فریادی نعروں سے میری طرف دیکھا۔
 "اب میں بھی نہیں دیکھوں گی کہ میں نے اس سے ایک مسئل کو
 کے شادی نہیں کی تھی۔ میں اس کی کسی قسم سے خوف زدہ
 نہیں ہوں۔ میری اس کی بات سے قائل ہو گیا تھا کہ اب ہم
 دونوں کو اس کے زندگی کی ایک راہ پر چلنا چاہیے۔ لہذا ایک
 گھر بنا لیا جائے۔ وہ کہا کہ یہاں سے ملاقات لے۔۔۔ بھلا
 وہاں تو بھلا تو وہاں رہا ہی میں۔ میرے لیے ہم قاتی میرے
 ہی گھر تھا۔"

"تمہارا دینی ذوق تمہاری قریر سے میرا ہے۔"
 اس نے ایک آدھری۔ "اگر یہ دینا مجھے انعام کی راہ
 پر نہ لاتی تو میں ایک ایسا انسان بن کر ہاؤں کو نہیں ہوتا۔
 دانت سے مجھے کوئی دیکھی نہیں تھی۔۔۔ اپنے والد کے کہنے

سے وہیں تک گیا تھا کہ میری ضرورت ہوئی تو میرے
 کام کھد یا کیا کمال نے نوادی۔ میری دولت بھگتیں بھا
 گئی۔ میں جب یہاں آتا تھا تو روٹی کے دور میں گھٹ
 تھا۔۔۔ وہ سب جو میرے دل میں تھا۔۔۔ مجھ پر بہت بڑا
 تھا۔۔۔ جڑ کر رہا تھا۔۔۔ میں نے نام دل دے۔۔۔ میں ان کو
 آپ فنی میری کی۔۔۔ جہذبات میرے تھے۔ میں ان کو
 سے بھی سوال کرتا تھا۔۔۔ میں کوئن ہوں۔۔۔ میں کیا تھا۔۔۔ آج
 کا دور ہوں۔۔۔ آنے والے دن میں کیا ہوں گا۔۔۔ گردش
 حالات میری شخصیت کو تڑا رہی تھی۔۔۔ میں نے دولت کو
 طاقت ہوا اور اس کے ہوا ہو سکتا ہے۔۔۔ میں نے ڈانچین سے کہا۔
 ایک وقت آ گیا کہ میں اس کی کوئی اہمیت نہ تھی۔۔۔ نہ میرے
 لیے، نہ ڈانچین کے لیے۔۔۔ اس نے مجھے احساس دلایا کہ
 اب مجھے بھی مارا جائے۔ ایک تعلیم تر مقصد کے لیے۔۔۔ ہم
 دونوں کو اس کے ساتھ باندھنا تھا۔۔۔ اپنے پاس بھول کر
 رکھ کر سوسن حسین کی خاطر ایک دوسرے کا ساتھ دینا
 چاہیے۔۔۔ زندگی ابھی باقی ہے۔۔۔ آج شاید ڈانچین اعتبار
 کرے۔۔۔ میں اپنا اختیار بھرا کر چکا ہوں۔۔۔ مگر حقیقت میں
 ہے۔۔۔ جب اس نے کہا کہ اسے مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔
 تو میں جہان رہ گیا۔۔۔ لیکن یہ تو میں ڈانچین سے کہنے والا
 تھا۔۔۔ کہتے تھے ڈاڑھا کہ یہ اعتبار کب کرے گی۔
 کوئل نے اس سے اپنی راجت بجاتی ہوئی کہاں کے لیے یہ
 فتنہ آگاہی سے بھی نہ کیا ہوگا۔۔۔ جتنا میرے لیے دولت کا
 مصروف۔۔۔ کوئل نے سب کا حاصل ثبت ہوتا ہے۔
 "محبت کوئل سے ہوم کہتے۔۔۔ ڈنکن۔" ڈانچین نے
 چھوٹ چھوٹ کے روئے تو اسے ڈاڑھی اس پر بھیجی ماری۔
 "یہ تو۔۔۔ اس کے لیے آئے تھے نا۔۔۔ یہ تو اور دینا
 چاہا۔۔۔ وہ اور جانا میری نظر دیا ہے۔"

ڈانچین ہنس کر آٹھ لکھی۔ میں نے سامع سے کہا۔
 "ڈاڑھی کا دے دے تو وہ۔۔۔ اور جانا۔۔۔ تم کافی بنا
 لاؤ۔۔۔ ہم بے لے۔"
 خاموشی کا پڑ گیا طویل وقفہ آ گیا جس میں ڈانچین نے
 چھپاے سے میری پڑی سکتی رہی۔۔۔ سامع نے اسے پانی
 پلایا اور اس کا نہ وہ ملا۔۔۔ بھر دے اسے اپنے ساتھ ہی میں
 لے گئی۔۔۔ وہاں کے ڈانچین اس تک میں سمجھ رہا کہ اس
 کی عمر بڑے تک کیا ہوگا۔

سوال میں ڈانچین کے سامنے کر نہیں جاتا تھا۔ میں
 نے اس کی آنکھوں میں کھینچ لال کے پوچھا۔ "اگر یہ سب
 ہے۔۔۔ مگر کہیں ڈانچین سے واقعی محبت ہو گئی تھی کہ

قاتل

عبدالقدیر

ہر عمر کے اپنے تقاضے پورے ہیں... عمر کم میں میری بچہ پریشی شب کو دیکھ کر لہکتا ہے... عمر کی کچھ اور سیریاں چل رہی ہیں تو سوچنے سمجھنے اور چیزوں کو پرکھنے کی سعی و جستجو میں مشغول ہو جاتا ہے... عمر کی حساس اور نازک منزلوں سے دوچار بچوں کی سرگرمیاں جو انہیں کچھ سے کچھ بناتی ہیں۔



ایک پندرہ گھنٹہ کوڑھ کرنے کے لیے کی گئی عارضی کارروائیاں

ہر ان کے شکار کا موسم شروع ہونے سے پہلے یہ واقعات چلنے لگے۔ رات کو نوازت سے فارغ ہونے چاہا ہوئے تھے اور اس کے پاس فرمت ہی فرمت تھی۔ اس نے یہ خبر رات کے وقت دیکھ لی تو پستی اور یوں لگا جیسے یہ پیغام براہ راست اس کے وقت پر پہنچ گیا ہو۔ اس کا دل بڑی بیزاری کے عالم میں تڑتا تھا اور رات میں بھی وہ بار بار اٹھ کر دیوے پر غریبی نہ کرتا۔ بیٹھ کر طرح اس رات میں وہ سونے جانے کی کیفیت میں تھا جب اس نے میز کا سرکوبز کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سنا۔ تین لوگوں کو ایک ایک

”ہم؟ یہی وہ پہلی گئی رہی ہے؟“
”جی ہاں۔“ وہ آقاہدی کے مجھ سے مشورہ کر رہی ہے۔
”کس مسئلے کی؟“ میں نے جراثی سے کہا۔
”اس کے مسئلے میں... جو شاید برف ہادی کے موسم میں ختم ہو گا۔ وہ اپنی ہر میٹنگ رپورٹ مجھے فون پر سناتی ہے۔“

”تمہارے دل میں اس کے لیے رفاقت کے کوئی جذبہ نہیں... تم نے اپنی اس طرح میری کچھ نہیں آئی ہے۔“
”میں نے اپنی اس طرح میری کچھ نہیں آئی ہے۔“
”میں نے اپنی اس طرح میری کچھ نہیں آئی ہے۔“
”میں نے اپنی اس طرح میری کچھ نہیں آئی ہے۔“

”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“
”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“

”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“
”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“

”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“
”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“



بہت سوچا مجھ کے ایک جذباتی فیصلہ کا تھا۔ ناز میں کے ساتھ اپنا گھر سنا۔ ناز میں کے ساتھ اپنا گھر سنا۔ ناز میں کے ساتھ اپنا گھر سنا۔ ناز میں کے ساتھ اپنا گھر سنا۔

”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“
”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“

”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“
”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“

”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“
”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“

”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“
”اب اسے کس جاسوس یا سمائی کی نہیں... ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ وہ جانتی ہے یہ کس میں کون... ایک وکیل صاحب کی کوئی نہیں... کی کوئی ڈاکٹر نے ارکان خاں کو کہا ہے کہ شاید وہ اس کی ضرورت ہو گا۔ وہ ہم انہوں کا ہے۔“

رحم دل، بہادر اور ایمان دار بادشاہ سمجھتا تھا اور بھی کبھار اس کے قہر سے بچ کر جھوٹ، سکار، فریب، بے رحم اور ظالم بادشاہ گردانتا تھا۔

”ایک دفعہ کی داد پر گئی ہے۔“ میڈم نے کہا شروع کرنا۔ ”اب اسے بچانے کے لیے اس کے سوا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں۔“ یہ کہہ کر انہوں نے غور سے مجھے دیکھا۔ ”اب آریلیس کی روتا سے مدد لینے کے سوا ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔“

یہ سن کر مجھے لگا کہ کبھی میڈم نے آرہیں سے متعلق میرے خیالات کو فوجی مہاپن لیا، اور وضاحت کرنے کی بجائے کوئی ضرورت نہیں تھی۔ "اب مجھے کیا کرنا ہے؟" کالی دیر تک جب وہ کچھ نہ کر سکی تو میں نے غور سے چرچا۔

"تم جاؤ اور اہر جا کر کیا کارڈ بناؤ دوست کو اور اسے کہادو کہ رات ٹھیک نو بجے ہمیں کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچنا ہوگا۔"

”کار کا انتظام تو ہوئی اسٹاف کو کہہ کر بھی کیا جاسکتا۔“

”نہیں۔“ میڈم نے لگی میں سر جلاتے ہوئے۔ ”یہ انتظام کر دو گے۔ کار ہوگی، والوں کی نہیں ہوئی چاہیے۔“

”ٹھیک ہے۔ سمجھ گیا، ایسا ہی ہوگا۔“ میں نے سر جلا کر تعلق داری سے کہا۔

میں ہوئی سے لکلی کر سید ازار کو ہار کر ایک ہیروز سے
 معلومات ملے ہوئے۔ وہ سناٹوں کو کمرے سے نکال کر
 آرام کرنے والی کچھ چلا رہا تھا۔ اس نے مجھے جین ڈاکٹر
 جین ہوئی سے روز بیلن تک کاروائی پندرہ منٹ سے بھی
 کم ہے۔ اگر کچھ دیر ہوئے تو کچھ ہوئی سے چلے تو بڑے آرام
 سے نوجوتے سے کچھ دیر جاؤ گے جاؤ گے۔ اگر کچھ دیر
 فراموش سال سے آٹھ بجے کے باہر چلی جائے گی۔
 اس نے میڈم کی ہدایت کے مطابق اس سے کیا کہ جو بھی
 دوائی آئے، اس کے ذریعہ سے کہہ دیا کہ وہ ہوئی سے
 ہرگز کسی گیت سے ذرا بات نہ ہمارا انتظار کرے۔ اس کام
 سے فارغ ہو کر ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی
 ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی

رات کے پانے کو بچنے والے تھے۔ میں میڈم کے ساتھ کچے لالی میں پہنچا۔ چارج اس کی بیوی ہلدا اور دو دیگر ماں ہمارے منتظر تھے۔ میڈم ان پر نظر ڈالے بنا آگے میں۔ ان کے پیچھے کچھ دوسری باہر آگئے۔ کچھ دیر بعد ہم ریش ٹیئر روزیلین کی طرف جارہے تھے۔

جب ہم درملیان پہنچے تو کچھ فوج رہے تھے۔
 سے ہی نظر آ رہا تھا کہ اندر غاصی کچھ بھی ہے۔ اندر داخل
 ہوئے تو کچھ وقت گزران ہوا۔ میڈم کے روحانی کوئی اطلاع
 کے بغیر باہر لوگوں سے بھرا ہوا قہر پکلی لاشیں دیکھ کر
 تھا کہ میڈم کو کتنے لوگ جانتے ہیں کہ ان کی موت کے خلاف
 ہم اندر داخل ہوئے تو کچھ تیزی سے میڈم کی طرف
 بڑھے۔ وہ بڑے شہادت انداز سے ان سے علیحدگی
 کر رہی تھیں۔ وہ لوگ میڈم کو اپنے جسم میں ساتھ لیے
 ایک کمرے کی طرف بڑھے۔ چاروں واس کی بی بی آج
 میڈم نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہاں میں ہے آئے
 تھیں گے۔ ہم لوگوں کے لیے وہاں کچھ کھانا ہے۔ مجھے
 بڑی محنت کی کہ میڈم کے ساتھ وہاں جہان پہنچے۔ وہ
 کچھ نظر نہیں آ رہے تھے۔ گاڑی سے اترتے وقت جب ہم
 اندر داخل ہوئے تھے، تب بھی وہ دروازے پر کھڑے تھے۔ وہ
 دروازے پر کھڑے کچھ عرصے تک غصے سے بے بات
 میرے ذہن میں ٹھک رہی تھی۔ وہاں سے چلے جاتے
 تھے۔

ہاں کھانچا کھرا تھا۔ لوگ سے تانی سے ساتے پاس
کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ ہوش کا ڈیڑھ گھنٹہ تک مریم
کے شو کے لیے اسے کال پڑا رہا تھا۔ میں اپنی صف میں،
اس آٹھ کے سامنے چل رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس کے مکان
دھڑکنے سے یہ آواز آئی۔ "میں آ رہی ہوں۔" لوگوں نے تائیں جا کر
ان کا اعتماد حاصل کیا۔ وہ دیکھ کر اسے شہادت دینے سے
بچنے کے لیے قدم اٹھاتے ہوئے آگے جا رہیں اور دیر پر
دیکھ لی۔ ان کے سامنے چھوٹی سی گولی پھینچ رہی تھی جس پر
دو سے تین دن میں ٹیڑھی سی سونجی سی ہوتی تھی۔ کچھ دیر بعد
جب یہ تھوڑی تائیں رہیں تو ان میں سے ایک نے ہوش
واپس لے کر دیکھ کر کہنے لگے کہ کھڑے ہو کر دیکھو۔ ان لوگوں نے
نہایت شان سے چاروں طرف نظر اٹائی۔ ان کی نظریں گولی
کو تھپی پھر پر آ کر ٹک گئیں۔ انہوں نے سر کو ہلکا سا جھکا دیا۔
میں سمجھ گیا۔ یہ سب کچھ ان کے مخصوص اشارہ تھا۔ جب کسی لوگ
ہوئے تو یہ سب اشارے دینے کے بجائے اسی اشارے سے یہ بتائی
گئی۔ میں نے بھی سر ہلکا کر جواب دیا اور اچھڑ کر کھانچے کی
طرف دوڑا اور اس کے کمر پر کھنکھارے لگا دیے۔

"تم دروازے پر آنکڑھٹک کر بیٹھے اور جیو آدی
مارے ساتھ آئے ہیں، جب وہ چھین لے کر اپنے تھ کے
کمرے میں جا گئی تو ساتھ ساتھ رہتا اور اپنے تھ کو تلاش
کرتا۔" "میں نے سرگوشی سے اس کا جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔"

۱۹۹۰ء کے تصدیقی جائزہ۔

میں نے انہات میں سر ہلا دیا اور انکے سے اتر آیا۔ اس وقت ہال میں موجود لوگوں کی نظر میں اس کا تو مجھ پر نہیں یا پھر سیڑجی پر۔ مجھے بہت غصہ ہو رہی تھی کہ وہ لوگ جو میڈم کے پرستار تھے، مجھے اُن کے اتنا قریب پا کر یقیناً رشک کی نظروں سے دیکھ رہے ہوں گے۔

میں آج سے اتنی ہی رات کا ہال کی دو سیال بند کر دی
تھیں۔ اب دو چار مہلی تیلی روشنی والے بلب جل رہے
تھے۔ اب تمام تاریک تھا۔ صرف آگ پر روشنی تھی۔ میں نے
پلٹ کر دیکھا۔ میز پر ایک یاد پھر پڑی تو مجھ میں ہی ہرگز
کچھ بھی نہیں۔ یہ میز کس کا غصا اٹھا رہا تھا۔ جب بھی دو
پانچ سو کوئی کادور مل کر تھی، آگ کا نین اٹھا رہا تھا۔
اس وقت میں ہی دو اپنے مخصوص اٹھا رہا تھا سامنے پھر ہی موسم
کد کد رہی تھی۔

میدم خاموشی تھیں۔ گھوڑوں کی سرکوبیاں سے اوتارے ہوئے تھے۔ ان میں کچھ لوگ اس دروازے کے چڑھنے پر تکیہ لگانے کی آواز دے رہے تھے، وہاں میں شامل خاموشی تھی۔ یہ دونوں آوازیں ہال میں موجود لوگوں کی بے چینی کا غرور تھیں۔ وہ جلد سے جلد اپنے کام کو درجہ اولیٰ خورشید ہونے کے منتظر تھے۔ میں ابھی آوازوں کی آمد کو دروازوں کے درمیان سے گزرتا ہوں تو ہال کے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ میڈم کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ آواز کوئی۔ ایسا ایسا جیسے میڈم چند من بعد ہی بول رہی تھیں۔

”ہمارے ساتھ کوئی ایسا ہے جو کچھ ماننا چاہتا ہے۔“
میں لو بھر کے لیے رک گیا اور پلٹ کر اس کی
طرف دیکھا۔
جواب میں بالکل خاموش رہی۔ کسی نے کوئی جواب
نہیں دیا۔

”تمہارے ساتھ کوئی ہے جو کچھ جاننا چاہتا ہے۔“ ایک بار پھر میری منگی بنید بھری آواز ہال میں گونجی۔ ”عظیم آریلیس باؤشواک، عظیم روح تمہارے سامنے موجود ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے، جو جاننا چاہتے ہو، مانو۔ میرے پاس بہت کم وقت ہے تمہاری دلفرا کے لیے۔“

اس وقت میں دل ہی دل میں ہنسا کہ ہزاروں برس پہلے عالم بالا روانہ ہونے والے آریوں کی روح بھی کیا وہاں اٹھي تھک گئی کہ میری طرح اُسے بھی میڈم کے ساتھ تفریحی جہیزوں کی ضرورت پڑی جو اسپرنگ کے پھاڑی قبیلے میں چلا آئے۔

چھٹیوں کا تحفہ

[illegible]

کے غفلت مرغان ہوا تو بچے کے خط
تو لکھ کر مرید الہی

”مگر میں آپ کو چھوڑ کر کہیں اور نہیں جاتا چاہتا۔“
 میں نے رد ہونے کیلئے کہا۔
 ”تو چاہئے کہ میں کس قسم کے نہیں کہہ رہی ہوں۔“
 ”تو جانتے ہو؟“
 ”اکی دو سال میں ہم اس پیشہ چھوڑ گئے تھے۔ میں اور میڈم
 گاڑی سے آتے۔“ ”کہا ہے سوال کا جواب پختہ فارم پر
 کار کر دینا تھا۔“ ”انہوں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا
 ”میں ہوں۔“ ”پچھلے پچھلے دنوں ایک ایسا سامان اٹھائے
 میرے برابر برابر ہمارے پاس۔ اس میں ایک پختہ فارم پر پہنچنا تھا
 کریڈٹ دیکھ کر وہ میں نے نہیں سمجھا۔ یہ تو خودی ویر ہندو دور
 آگیا تو اب تو ان کے ساتھ ہی۔“ ”اسے دیکھ کر میں حیران رہ
 گیا۔“ ”میرے ساتھ وہاں سے دو لڑکیاں میں مل گئیں۔
 ”میں میری طرف دیکھیں۔“ ”تو کہتا ہے اس سوال
 کا جواب جو گاڑی سے آتے رہتے ہیں ایک تھا۔“
 ”میں مسکرا دیا۔ اب تو مجھے کبھی پڑی۔ اس رات کے بعد
 میں پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی طبیعت کا ایک بڑے بگڑی
 تھا۔“ ”چہرے پر پھلانی زد کا نام پڑ گیا۔“
 ”میں ہوں اس وقت میں نہیں جانتی۔“
 جب تک کہ ہماری عمر اٹھارہ سال نہیں ہو جاتی۔“

”جیسا کہ ہے۔“ انہوں نے بات پوری ہونے سے پہلے یہ جملہ سنا کر کہا۔ ”مجھے کسی کی زندگی بچانے کے لیے ہر کچھ کرنا پڑتا ہے مگر مقصد تک پہنچنا ہے۔“

”تو آج کیسے کی روٹ؟“

”مجھ کو سنا ہے کہ کام لینا نہیں کرنا چاہیے۔ سو اسی کی زندگی اور جان بچانے کے لیے کام کیا کہ جوتھر بڑا تھی تو بڑے آج کیسے کی روٹ کر لوہہ لے لے۔“ انہوں نے مجھے گھمسنے سے روک دیا۔ ”تو سچا ہے کہ تو میں سچا کہی۔“

”مجھے میں نے باہر نکڑ ڈال۔ گاڑی روٹا۔ پڑا جگہ بھی۔ خون اور لے لی کہ میرے پیچھے۔“

”اور باہر سے کچھ نہیں۔“

یہاں آتے ہوئے علی گڑھ کی سڑکوں سے گزرتے ہوئے میں
ری پوری دیکھی جس کی روایتی گلیوں سے اس سفر میں آئے
تھے۔ دوڑتے گاؤں میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی
تھی۔ میں اتار کر دوڑتے بچے کے گاؤں کے بچے کے ساتھ
آ رہا تھا۔ وہ بچے کچھ دیر کی۔ البتہ اس پر میں نے کچھ
توجہ دیا۔ وہ باہر کے گاؤں میں ہو گئی تھی جس کا
بہت دور تھا۔ یہ گاؤں بھی میں نے گزرا تھا۔

جاسوسی ڈائجسٹ ﴿ 84 ﴾ اکتوبر 2012ء



یہی وہی سا

شما طر اور بزرگ افراد کو اپنی صلاحیتوں پر پورا مان پوتا ہے... جو انہیں اس خوش فہمی میں مبتلا رکھتا ہے کہ وہ کبھی ناکام نہیں ہوں گے... مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے افراد کے عزائم... جن کا اثر ہمارے لیے محض دہشت گردی ہی ہو رہا تھا...

انٹورس سمیٹی کی تجویزیاتی ایمر میٹنی کی وہاں پہنچا کر
 بابک کے ایک ایک حلقہ کوٹھے میں جس شخص سے مصروف
 گفتگو تھی، اس کے چہرے کو دیکر یہ اعزاز دانا، باغیچہ تھا کہ
 اس پر مجبور کیا گیا تھا کہ اسے اپنے گھر سے اس کے ایک بچے سے
 اپنی بیوی کے بیٹے کو گھوما اور اطمینان کر لیا کہ بیٹے کے
 پیچھے اس کا آنسو بہہ رہا اور سوچو کہ اس کے سامنے ایک
 بچہ اس کا گھر چھوڑ کر اپنے گھر میں اس طرح اپنے گھر سے
 ہمارا واقعہ اسے افسردہ کر دے گا اور اسے ضرور نظر آ رہا تھا کہ

وہ جانتی تھی کہ ایسے لوگ بعد میں سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اسے پوری طرح نہ جان جاتی اس پر برسرِ سازشیں کر سکتی تھی۔

پھر نے قد والا گھبراہٹ میں ہفتی کی اوٹ سے اس کی آنکھیں کھلی جھانکتے ہوئے لگا۔ "تو کیک دکھاری ہو اور اپنے فکار کے خائب میں ہو۔ لیکن چین کو دیکھو میری مدد کے بغیر اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔"

میڈل کی تیزی پر ہلنے پڑے۔ وہ اس وقت دروازے کے سامنے تھے کہ وہ سڈ میں گھس گئی۔ وہ بھیجے اس شخص کے ہاتھ کا اعزاز ادا تھا جیسے کوئی ایرانی انتہائی جہوری میں انگریزی بول رہا ہو اور اسے گھسے کہ تیرھان کی ضرورت نہیں آسکتی تھی۔ اس نے اپنی جان بچھڑانے کے لیے کہا۔

"ٹائپا یا اس ہوتا ہے تم نے دیکھ لیجئے اس کے بارے میں اس کی کوئی بات نہیں چلیے۔ تم جانتے ہو۔"

اس شخص نے ٹیلی فون پر انتہام سامن جانا تھا لیکن لوگ اسے براہِ راست کہہ کر نکارتے تھے۔ وہ انگریزوں کا رٹائرڈ ایکٹ تھا اور ان دنوں لندن، روم اور یمن میں واقع کئی عجیب گھروں اور آرٹ گیلریوں کے لیے سکیورٹی کے ماہر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا تھا۔ اس کا کہنا کہ وہ کئی گرامی بیرونی کے چور جیک مومارٹ کا پتا جانے کے لیے ان دونوں کی فوری ملاقات بہت ضروری ہے۔

جیک مومارٹ، ایک آگھوہلی کی گم سے متعلق تھا۔ وہ حال ہی میں اٹکین کی ایک خفیہ سے فرار ہوا قاتل اور پیش پارہ گھول میں اس کی موجودگی کی اطلاع ملی تھی۔ میڈل کو شش دس برسوں سے اس انٹرنیشنل کینن میں تحقیقاتی افسر کے طور پر کام کر رہی تھی اور جب بھی وہ کسی سے ملتا تو ان پر کام کے سلسلے میں بات کرتی تو دوسری جانب سے اسے انتہائی ضروری قرار دیا جاتا۔ کبھی کبھی وہ کام دانقی فوری نوعیت کا ہوتا اور بعض اوقات اس میں سے کچھ بھی نہ برآمد ہوتا لیکن اس کے پیچھے کا خفا بھی تھا کہ وہ کسی ٹیلی فون کال یا اطلاع کو نظر انداز نہ کرے۔ وہ پیسے اس کے ایک آگھوہلی کی سے خصوصی دیکھتی تھی کیونکہ اس نے انتہائی سنجیدہ ڈانڈن چرایا تھا جس کی تلاش میں وہ ماری ماری بھر رہی تھی۔

پھر نے خود اسے آدی سے سڑک پار واقع ایک کینے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس کو خوب صورت عورت کو دیکھو یہ جو بچی بھی شربوب کے کھوت سے لہی ہے؟ اس کا نام ڈیلیا ہے اور حال ہی میں اس کی جیک

مومارٹ سے آشنائی ہوئی ہے۔ میں شریک کر سکتا ہوں کہ جس میں اسے سب سے مہولہ میں ہو گا میں تمہیں اس طرح کی حویہ معلومات فراہم کر سکتا ہوں۔"

"اب تم نے میری توجہ حاصل کر لی ہے مسز سامن۔" میڈل نے سحرمانے ہوئے کہا۔

"میرا نام سامن۔" اس نے سچا کرتے ہوئے کہا۔

"سب لوگ بھائی اس کے بٹے ہیں۔"

"لیک ہے براہِ راست سامن۔" اس نے ریکوڈر دان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ایسا لگتا ہے کہ یہ عورت کسی کا انکار کر رہی ہے۔"

"گھبراہٹ خیال درست ہے۔ وہ اپنے شوہر آسٹن کا انکار کر رہی ہے جو خود بھی جیک مومارٹ کا بھتیجن دوست اور شریکِ جرم ہے۔"

یہ ایک بے اطلاع آدمی تھی جس پر میڈل کی پچھوختی سے مکمل اطلاع اور وہ پرچون اعزاز میں بولی۔ "اب تم نے واقعی مکمل طور پر میری توجہ حاصل کر لی ہے۔"

ایک دروازے کے دروازہ پر آسٹن کی پچھوخت پہنچے۔ وہ اپنے داخل ہوا اور ڈیلیا کے پاس آکر بیٹھا۔ وہ دروازہ پر ہاتھ چلاتے ہوئے پتھر پر ہاتھ تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ہاتھ پر ہاتھ اس کے کال پر چلی دی تاکہ وہ خاموش ہو جائے۔ میڈل نے سڑک سے پار سے بے خبر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ہے اس کا شوہر۔"

براہِ راست سامن نے سر ہلا دیا اور بولا۔ "ہاں، یہی آسٹن ہے۔ یہ ہے چارہ چور اور آسٹن۔ ہاں کی وجہ سے مومارٹ اس کی جیل سے نکلے گا۔" آسٹن نے جانا تھا کہ اس کا جیل سے نکلنے کی ہر شے نہیں کر سکتے گا۔ چنانچہ اس نے اسے فرار کر دیا اور خود اس کی جستجو کر لی۔ اس کی جانب سے غیر معمولی جذبہ کا اظہار ہے۔ کیا تم ایسا نہیں جانتے؟

میڈل اس سے سزا یاد نہ لے سکی۔ اس نے اپنے عقب میں ہونے والی ٹیک کی آواز سن کر سر ہلایا۔ اس کی نظر میں قریب میں واقع کھڑواری کے راستے پر نہیں جہاں ایک شخص کھڑے کی پیچھے خود بخود ایک کسے کے لیے اس شخص سے اس کے عقب میں واقع ہوئی کی جانب دیکھا۔ انہوں نے اس کا کھڑواری سے اپنے ادرار سے اپنے دونوں پاؤں اوپر اٹھائے۔ اس شخص نے کھڑے کی کام کرنا سے قاصر کرنے کی کوشش کی۔

میڈل کی حیران تھی کہ کھڑے کو چاہے کیا ہو یا پھر

اچانک ہی براہِ راست سامن سے اس کی آنکھیں پکار کر فراموشی زبان میں پکھڑا شروع کر دیا۔ میڈل نے کھوم کر دیکھا تو وہ اس کی آسٹن اٹکین کی سی تھی۔ اس کے گرد اور ہوش کے نشتر پر ڈھیر ہو گیا جبکہ ایک دوسرا شخص اس پر بے آواز ہتھول سے لگا کر ہاتھ تھا۔

ہوئی میں موجود دوسرے گا کہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھے اور جان بچانے کے لیے اصرار اظہار کیا۔ اسے ان کی جھپٹن خفا میں گھس کر دیکھ کر ان کی زبان پر ایک کسے نہیں اٹھی اور نہ ہی اس نے کوئی آواز نکالی۔ اس نے وہ کسے ان کے سامرا بھر رہی تھی۔ میڈل نے اپنا ہتھول نکالا اور حملہ آور کا دھتکے سے اس کے پر خا کر ڈرا۔ کسے ابو دھتکے جیسے گولیاں اس کے سینے میں جوست ہو گئیں اور آسٹن کی لاش کے قریب ہی فرش پر گر پڑا۔ میڈل نے غیر انتہائی طور پر یہ فعل سرزد ہوا تھا۔ حملہ آور کو زمین پر گرنا دیکھ کر اسے بھر پوری آگئی اور اس کا پرچار اپنا سینے میں خراب ہو گیا۔ گورکھ جانتی تھی کہ اسے کوئی قتلہ کا کام نہیں کھانا اس سے پہلے اس کے کسی کوئی گھٹا نہ تھا۔ اسے اس بار سے سوچنے کی مہلت می نہ ملی۔ دوسرے ہی لمحے اسے ایک زوردار آواز سنائی دی۔ اس نے کھوم کر دیکھا۔ حملہ آور کا دوسرا ساتھی اس کی جانب دوڑا اور کھانے لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اپنا کارہ اور کھانے لیتے ہو۔"

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی، حملہ آور کے ساتھی کا کھوٹا اچانک ہی برک کیا اور اس نے اپنی دونوں ہاتھیں اوپر اٹھائیں اور اس پر ہتھول لٹکے پر گر پڑا۔ دوسرے ہی لمحے دیکھا کہ براہِ راست کھڑے ہوئے میڈل نے اس کی اچھڑی ہاتھ میں سے کھوٹا۔ میڈل نے ایک کبری سانس لی۔ وہ دیکھنے سے تھک رہی تھی کہ وہ کس طرف وہاں تک پہنچا اور اس کے پاس چھوٹی کپڑا سے آتی؟ لیکن اسے سامن کی حاضر دہائی پر ہنسی ہوئی تھی۔

فوری سے ریویدی کھڑواری پر اسے قدم ڈالیں پر جھکا تھا اور اس کی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس نے جھکا کر دیکھا لیکن میڈل نے اپنے فکار کو اتنی آسانی سے چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔ اس نے دوبارہ اپنا ہتھول سیدھا کیا اور کھڑواری کے نشانہ کے لگا کر پڑا جانتی تھی کہ براہِ راست سامن نے چلتے ہوئے کہا۔

"گوئی مت چلا۔ تم نے آئے زائد بکڑنا چاہتے ہیں۔" میڈل نے اپنا ہتھول سیدھا کر لیا اور حیرت سے سامن کو دیکھنے کی جڑ دوسرے کھڑے پر سوار ہوا تھا۔ اس نے

گھوڑے کی پیٹ پر چڑھ کر کسی جہر یا کھڑواری کی طرح اس کے ہاتھوں سے اس کی سرخسٹیاں اور حملہ آور کے ساتھی کے عقب میں روانہ ہو گیا۔ میڈل نے کھسے کے عالم میں اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ یہ سب کچھ اس کے لیے ناقابلِ سمجھ تھا پھر اس کے کانوں میں پھر کار کے سائرن کی آواز سنائی دی اور وہ آنے والے اسات کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔

اس نے ہونک کا دروازہ کھلی خشک اور بڑا کھنکھناتی جھپٹ پر چڑھ کر کسی آنکھوں میں گرا کر بڑے کھنکھناتے ہوئے موجود گولیاں کے بیانات اور حملہ آور کے ساتھی کی گردن دیکھ کر اسے گھبرا جانے کی اجازت دے دی گئی۔ میڈل کی جانتی تھی کہ اسے ایک طویل قانونی کارروائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن اس کے دھکے سے جیسے وہ لگا کر وہ بے گناہ ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ایک قاتل پر گولی چلائی تھی کہ دوسرے میں شہادتیں کیا جائے گا۔

☆ ☆ ☆

دوسرے دن دوسرے سہرے کے وقت اپنے ہاں چپ پارکر کے ساتھ دفتر میں بیٹھ کر صرف کچھ کرنا چاہا کہ اس کا دھیان کو شش در کھنکھناتی آنے والے واقعے کی طرف چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی براہِ راست سامن کی تصویر اس کے ذہن میں ابھرے گئی۔ اس نے بے خیالی میں اپنا ہاتھ بائیں کبھی بھر بے خیالی میں دیکھا۔ وہ پارکر کی تصویروں سے اس کی کیفیت میں تبدیلی کی اور اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہتا تھا۔

"تو کیک تو ہے؟"

میڈل نے سر ہلا دیا اور اس پر مہر کی جانب اشارہ کرتے ہی جیک نے بھی اس پر اور اس کا بغور مطالعہ کرنا تھا۔ جتنی دیکھ وہ اسے چڑتا تھا کہ اس کے لبوں پر کوئی جھنٹ نہ ہوئی پھر میڈل نے اس سے پوچھا۔

"کیا تمہارا کیا خیال ہے؟"

پارکر نے ریمٹ پر ایک نظر ڈالی اور بولا۔ "میرا خیال ہے اس کی تیرے کو حاصل کر کے کے لیے میں ہر قیمت پر جیک مومارٹ کا کھنکھنا کرنا گم اپنی کوشش جاری رکھوں گا۔ وہ کبھی نہ ملے گا۔"

"اب تک کی اطلاع یہی ہے کہ اس نے اس تیرے کو بچنے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے نہ تو اسے قریب دھتکے ہوئے اور نہ ہی اس کی بائٹ میں کوئی کاٹنا کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ کھڑے یا کسی سالوں سے اس تیرے کو اس طرح دبا ہے۔" جیک نے جھپٹے جھپٹے اظہار پر جھپٹے ہے۔

"ہاں اور ایسا ایسا جس کی قیمت ساٹھ لاکھ ڈالر

ہے جسے معلوم ہے کہ اس بیرے کا اختراع کتنی ہی دیر سے ہو گیا ہے۔
 کا ہے۔
 لیکن اس کی کتنی ہی۔ پارکرنے فون اٹھایا۔ دوسری
 جانب سے ٹھکان کا فون ڈیوٹر پر ہوا۔ پارکرنے کہا۔
 "ہاں، میں اس سے بات کر رہا ہوں۔" پھر اس
 نے ڈیوٹر پر ہاتھ رکھے وہ سو گئی کہ اعجاز میں کہا
 "دیکھ کافون ہے۔" پھر وہ دیکھ لی کہ بات کرتے
 ہوئے لیا۔ "ہاں، میں نے اخبار میں سب پڑھا ہے۔
 میٹری نے گہری سانس لی۔ وہ بھی اخبار پڑھ چکی تھی
 اور رات بھر کی۔۔۔ پر یہی اختراع کی رہی تھی۔
 برادر سامعین دیکھتے دیکھتے ہر دین گیا تھا۔ اس واقعے کی
 وہ بھی سن چکی تھی جس میں برادر سامعین کو ملتا اور کسے سامعین
 کا قاتل قرار دیا۔ ہونے دکھایا کہ قاتل اس نے اپنے گھر سے
 سسٹنک فیلڈ خیرہ جس میں برادر سامعین کا گھوڑا اجلا اور
 کسے سامعین کے گھوڑے کے برابر لڑا۔ برادر سامعین نے
 پکارا کہ جس کے پیچھے وہ دونوں زمین پر گر جاتے ہیں
 لیکن برادر سامعین نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک
 پولیس نہیں آ جاتی۔
 برادر سامعین کے اس ایڈیو گری وچ سے میٹری کا
 کردار بھی پتہ چلا گیا اور اسے سب نے پانے ڈیوٹر سے اٹھا
 اور پولیس نے بھی اسے تسلیم کر لیا تھا کہ اس نے اپنے وقت کے
 ساتھ ساتھ وہاں پر موجود دوسرے لوگوں کو ملتا اور کئی کئی
 ناکارہ سے چھانے کے لیے یہ کارروائی کی تھی۔ البتہ اسے
 اس وقت سے ہی بات کے دوران میں حدادتی میں موجود
 رہا تھا اور شاید وہ کسی بھی اس سلسلے میں فون کا ہو گا پھر
 اس نے اپنے کارڈ فون پر کہتے ہوئے۔
 "ٹھیک ہے۔ میں تم سے بعد میں بات کروں گا۔"
 میٹری کے کافون میں وہ کسی کی بھی آواز آئی۔
 "اس کی آواز کی بات نہ بنائے۔"
 پارکرنے فون رکھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم
 نے اس کی بات نہ لی ہوگی۔"
 میٹری اپنا ہونٹ چھپاتے ہوئے بولی۔ "آخر وہ کیا
 کہنا چاہا رہا ہے؟ کیا میں لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ
 اور کیسے کیا آتا ہے؟"
 "زیادہ حد کہہ کر ضرورت نہیں۔ تم جانتی ہو کہ
 وہ کتنی عوامانہ کسی پر نہیں کرتے ہیں۔ تم گھر نہ کرو۔ میں اسے
 مسجیل لوں گا۔" پھر اس نے موضوع بدلے ہوئے کہا۔
 "برادر سامعین کے بارے میں کیا کہو؟ کیا میں اس پر ہجر و سار

کرتی ہو؟"
 "نہیں، گو کہ اس نے کل میرا بہت ساتھ دیا لیکن
 الحاح میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی۔"
 "چھ۔" پارکرنے بولا۔ لیکن اس کی کتنی بھرتی۔ پارکرنے
 نے فون اٹھا دیا۔
 "میں نے۔" پارکرنے کے بارے میں سوچ اور وہ حاضر۔
 "جیسا کہ ہمارے فریڈ کافون ہے۔ وہ مجھے لائی میں تھا اور
 اختراع کر رہا ہے۔ کہتا ہے کہ اس کا کام ہے۔"
 ☆☆☆
 "آج کی رات بہت اچھے۔" برادر سامعین نے
 میٹری سے کہا۔ اس کے ایک ہر ہر بات ڈاک تھا اور وہ
 دوسرے ہاتھ سے ٹیکسٹ پر دیکھ کر ہاتھ۔ وہ دونوں محاورات
 کے باہر بات الگ سے کہتے ہوئے رہے۔ دکان دار نے
 برادر سامعین کو بچان لیا تھا اور اس سے آگراف کی فرمائش
 کی تھی اور برادر سامعین ایک ہی رات میں اپنے دل میں شرت
 سے پوری طرف لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اس کا خیال وہ میٹری کو
 اس وقت ہوا جب وہ وقت سے باہر آئی اور اس نے دیکھا کہ
 اس سے لوگ برادر سامعین کے رونق ہیں اور میرا فون سے
 اس کی تصویر میرا کارڈ ہے۔ جب وہ دونوں محاورات سے
 لنگر کر پارٹی میں جا رہے تھے تو برادر سامعین نے گورڈ سے
 روڈ گزرا۔ ہونے والے کے بارے میں بتایا۔
 "اس کا نام آجینان اور دونوں سے اور وہ اس رسی
 گروہ سے تعلق رکھتا ہے جس کی بیرے کی تلاش میں ہے۔
 تاہم اس کا کہنا ہے کہ وہ کسی کو مل کر کئے کے بارے سے
 نہیں آتا۔ اس کا سامی ڈیپا سے ہر سے کے بارے میں
 معلومات حاصل کرنا چاہا۔ وہ تھا پھر نہ جانے اس نے گولی
 کیوں چلا دی۔"
 میٹری نے اس کی بات پر عجیب جس کا اور بولی۔ "وہ
 جھوٹ بول رہا ہے۔ اگر اس کی بات سنی تو اس کے سامعین نے
 آسٹن پر حملہ کیا۔"
 "ٹھیک ہے اگر ایسا ہے تب بھی میں جینے سے نہیں
 کو مسکا کر آجینان اس کا سامعین سے پہلے سے معلوم۔ میں
 نے اس کی آنکھوں میں جھاک کر دیکھا ہے۔ وہ برا آدمی
 نہیں لیکن راستے سے بھگ گیا ہے۔"
 "اور میں ڈیپا سے ملنا جانتی ہوں۔ اس کے سامعین
 جو ہر کس کو لیا گیا وہاں کس کی پریشان نہیں ہوئی۔ میں
 نے اسے صفحے سے حراج کی عورت نہیں سمجھی۔"
 برادر سامعین نے کدو سے اپنا کتے ہوئے کہا۔ "وہ

برف سے بنی ہوئی ہے۔"
 "لیکن یہ کہیں ان لوگوں کے بارے میں خاص
 معلومات ہیں۔"
 "میرے اپنے ذرائع ہیں۔ اس کے بلیک کدو نہیں
 چلتا۔" اس نے سکرانے ہوئے کہا۔ "اس طرح تمہارے بھی
 سب ذرائع ہوں گے۔ اگر تم دونوں کی کام کر رہی ہو پھر
 تانی کی لئے جھانکنا اس سے پہلے ہمارے دو سامعین بھڑے
 کا کدو کا کام چاہیے۔ مجھے تو تم پر اعتماد ہے لیکن جانتا ہوں
 کہ تم کدو پر ہجر و سار نہیں کرتی۔"
 اس سے پہلے کہ وہ کہہ سکتی، برادر سامعین نے ہاتھ اٹھا
 کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور بولا۔ "تجربہ میں کوئی
 شرم نہیں ہوئی لیکن اس پر اپنی آسانی سے ہجر و سار کیا جا
 سکتا اور بعد اسی سے آج کی رات تم ہونے سے پہلے میں
 تھا اور دکان دار کے سامعین کا سامعین ہو جاتا ہوں۔"
 "کیوں؟" وہ چہرے ہوئے بولی۔ "آج رات کیا
 ہونے والا ہے؟"
 ☆☆☆
 دکان دار نے برادر سامعین کے صفحہ پر ڈیوٹر کو دیکھا
 اور خوش سے مسکرایا۔ میٹری نے اسے اپنے گاہک ڈاک قسم
 کیا اور برادر سامعین نے بولی۔ "تم کدو کدو ہے؟"
 برادر سامعین نے دکان دار کی طرف دیکھا اور بتایا
 اہمات میں وہاں سے پتھے ہوئے اپنی بہت سے ایک گاڑی
 نکال کر میٹری کو بچا دیا۔ وہ صفحہ صحت فون داری کی
 جانب سے تھی کہ قریب کا دھواں تھا جو شان دار پارٹیاں
 دینے کی وجہ سے پھوٹا تھا۔ وہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔
 "یہ دھواں تمہارے ہاتھ کیسے لگ گیا؟ لوگ تو
 اس کے صفحے کے لیے بڑی سے بڑی قیمت دینے کو تیار
 نظر آتے ہیں۔"
 برادر سامعین نے کہا۔ "یہ دھواں نامہ دونوں کے
 لیے ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے سامعین ساتھ اس پارٹی میں
 شرکت کرنے کو اپنا اعتراض نہ ہوگا۔"
 میٹری نے دھواں سے گورے دیکھا اور اپنا نام
 پڑھتے ہوئے بولی۔ "میں بھگ نہیں گئی۔"
 "میری اطلاع کے مطابق جبکہ سوسائٹی میں اس
 قریب میں شرکت کرنے کا اور ہمارے لیے ہے میرے کا
 یہ پھر کدو سے ہے۔"
 ☆☆☆
 فلفہ ایچ پی رواج فون داری کی رہائش گاہ کے

ہاں گورڈ میں ایک ہی قمار کی ہوئی تھی۔
 پرانے سے کدو کا کدو اس کا گڑبڑ کے لیے راستہ
 بنانے میں مصروف تھے اور ان کی کوشش کی کدو زہانوں
 کو اختیار کیا تھا اور فون گزرا۔ یہی خیال سے محفوظ
 رکھتے ہوئے اس بڑے ہال تک پہنچا جہاں فون داری
 خود اس کے منتظر کے لیے موجود تھا۔
 ایک شمار سار دنگ کی میزوں کی پچھلی پشت پر
 بیٹھی کوئی میٹری نے کدو میں سب سے پہلے اسے سامعین کی
 طرف دیکھا اور بولی۔ "میں نہیں کہہ کر میری کتنی ایک
 جنگی گہری کا قاتل کرنے سے زیادہ بگڑے۔"
 برادر سامعین نے اس کی طرف دیکھا اور بولا۔
 "شاید۔۔۔ شاید نہیں۔ یہ تو انے والا وقت ہے بتانے کا لیکن
 اگر تم اسے مقدس نہ کہنا کہ اسے جسے ہم اس کے کدو سے
 کی کوٹ داری کی قریب میں شرکت کرنے کا موقع ملا۔"
 "ہاں اور اس کے لیے میرے نہیں مجھے صفحے
 ہوئے۔ لپس، جیٹوں اور بیٹی پارک کے اخراجات اس کے
 ملاوہ ہیں۔"
 "مقدرت خواہ ہوں کہ تمہیں قمار کی لیے بہت کم
 وقت ملا۔ اگر تم میری بات کا پڑا نہ مٹا تو مجھے یہ کہنے کی
 اجازت ہو کہ آج بہت خوب صورت لگ رہی ہے۔"
 "شکر۔۔۔ میٹری نے کہا اور نظریں مٹا دیں۔
 یہ تعریف ابھی کی تھی لیکن وہ سامعین کو بڑے کا موقع
 دینے کا خیال کیا تھا۔ اس لیے اس نے قتل عام میں جھگڑا
 رشتہ دوسری جانب موڑ دیا۔
 "لیکن جینے کے کو سوسائٹی اس قریب میں ضرور
 آئے گا؟"
 "ہاں، میرے ذرائع نے یہی اطلاع دی ہے۔ تاہم
 اس کا ارادہ کدو چرانے کا نہیں ہے۔"
 میٹری نے چنگ کر اسے دیکھا۔ لپس لگ کر اسے
 شاید مجھے نہیں ملے گی ہوتی ہو۔ وہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔
 "پھر وہاں کیا کیسے آ رہا ہے؟"
 "اس کی جگہ بیرے کا سودا کرنے جس کی کونج میں تم
 یہاں تک آئی۔"
 "کوئی نہ کہنا چاہو کہ وہ جبکہ سوسائٹی اس
 میری عقل میں بیرے کا کدو کدو کے لیے اسے بچنے
 کے لیے آ رہا ہے؟"
 "بالکل ایسا ہی ہے۔" برادر سامعین نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”اس نے اسے چمکا اٹھ کیا کیوں کیا؟“ میٹری نے
برادر سامنے سے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس
وقت دوسرے مہمانوں کے ساتھ کافی میں کھڑے اوپر
جانے کے لیے ٹلفٹ اٹھانے کے لیے تھے۔
”بھگنو، یہاں قندقم قدم پر نہیں دالنے اور کچھ روٹی
گاراڑ سو دو لیں اور ہم سب ابھی ایک ٹبل وغیرہ سے کڑ
کراہے آئے ہیں۔ وہاں کچھ ٹوئیں سے جراتیجی میرا کر کے
یہاں آ رہا ہے۔“
برادر سامنے نے بھی جواب میں اس کے کان میں
سرگوشی کی اور بولا۔ ”تمہیں میٹری آدھ بھی نہیں ہے۔ یہ کچھ
پارے بنے یارک میں سب سے کھوئے ہے۔ یہاں اس جیسا
واقعہ نہیں ہو سکتا جو کڑشہر دار پارک میں پیش آیا تھا اور کوئی
دہی تیار یہاں ایساں لگاؤ کے لئے نہ بنا۔“
میٹری ابھی کچھ ٹبل میں ہوئی اور بولی۔ ”مجھے تو یہ
ایک فضل ساقیال لگے رہا ہے۔“
جب وہ دونوں ٹلفٹ کے درمیان اوپر جا رہے تھے تو
میٹری نے ایک کپڑا بھر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے
کہا۔ ”میں تمہیں سوسا رہے ہیں۔“
”تمیں۔“ وہ ہمیشہ مجھ سے ایک قدم آگے رہتا ہے۔
آخری بار میں نے اس کی جھک اس وقت دیکھی کی جب وہ
ہاں کے ایک کپڑے میں اسے صوف کی ہانسی میں کھڑا ہوا تھا۔“
میٹری نے اس کی جانب دیکھا اور بولی۔ ”کیا اس
لگھم تمہارے بچان لوگ؟“
برادر سامنے مسکراتے ہوئے بولا۔ ”آج تو کبھی
مہمان ایک چھکے گد ہے لہ۔ لیکن اس کی بچکان ہے کہ
وہ انھوں پر ایک پٹی بڑھانے لگتا ہے۔“
”ہاں، میں نے اتھکن کی ٹبل میں لی گئی اس کی
تصویریں دیکھی ہیں۔ وہ صوبی شکل و صورت کا گندہ ہے۔
اس کی تصویر پر دیکھ کر مجھے خاصی ناگاہی ہوئی جبکہ میرے ذہن
میں ایک شاعر پرستانی والے برطانوی جبروک تصور تھا جیسا
کہ ہمارے انھیں چیتے ہیں۔“
ٹلفٹ مخصوص منزل پر جا کر کچھ گئی اور مہمانوں نے
ایک ایک کر کے باہر آ کر شروع کیا۔ وہاں مہذب عازرین
موجود تھے جو انھیں سرساق تین پر سے کڑاتے ہوئے ہال
روم تک لے گئے۔ پورا ہال پر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ بین
اس وقت اسے وہاں کی کونسی ہوا چھنے کی ہے اس کا خیال ہو کر
اس پر کوئی چڑکھائی۔ میٹری نے جرات سے کہا۔ وہ

سک کی ایک پٹی چلی جس میں اسے لگے گا کینڈا لگا ہوا تھا۔ اس
نے برابر میں کھڑے ہوئے برادر سامنے کی جانب دیکھا۔
عازر اسے بھی ایک سیاہ رنگ کی پٹی سے بندھا تھا۔
”کیا ہے؟“ برادر سامنے نے پوچھا۔
”آج کسٹرا روٹی کی کباب کا افتتاح ہے اس لیے
تمام مہمان اپنی انھوں پر یہ ماسک چڑھا دیں گے۔“
میٹری کی اور سامنے نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا
پھر اس کی نظر دوسرے مہمانوں پر پڑی۔ تقریباً سب نے اپنی
آنکھوں پر دوپٹا چڑھا لی۔ میٹری نے سر ہلایا اور بولی۔
”کیا ہوتا ہے؟“
اسی دوران برادر سامنے بھی اپنی آنکھوں پر وہ قندقم
چڑھا لیا تھا۔ اس نے ایک کھڑی مہمیں بری اور بولا۔ ”تم
نے وہ کچھ کئی جی جب وہ صوبہ دوم ہالوں میں جیتے ہیں جاتا۔“
”کیا؟“
جب وہ دونوں استقبال قمار کے کڑو ایک چھکے چلی گئی
سربراہی میں مار کر ہاتھ اتر آ کر اسے تعارف کڑا دے
ہوئے اس کا نام آواز پڑنے لگا۔ ٹلفٹ مارو کی نصیحت پڑی
جو کڑی کی اور وہ دیکھنے میں اس کا کارپٹ لکڑی کا پتھر آتا
تھا۔ مارو کے برابر میں اس کی صوبہ پوری رتی مڑی ہوئی
تھی جو عمر میں اس کی بڑی برک چھوٹی تھی اور اس کے برابر
میں جو عمر تھی اسے دیکھ کر میٹری کی حیران ہوئے بغیر نہ رہ
سکی۔ وہ دھکیلی گئی۔
ٹلفٹ مارو اور اس کی بیوی سے مصافحہ پر بری جھلیوں
کا تدارک نہ ہو کر میٹری کی کڑی قدم کے اوپر اس کی اور نور
سے ڈھیلی کی آنکھوں میں چھانکے لی۔ ”کیا دیکھا جاتی تھی کہ
چھین کھینے پہلے میٹری نے ہی اس کھڑی پر کوئی چٹائی تھی جو
اس کی صوبہ کی موت کا ذوق تھا؟ لیکن ڈھیلی کے چہرے
پر ایسے کی کڑی تھیں۔ اس کے کھجائے اس نے سر نہ کرنا تھا
سامنے آ کر سرکرائی۔“
میٹری آگے بڑھ گئی اس نے کچھ کڑو کر دیا۔ ڈھیلی
نے برادر سامنے کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور جب کہ اس کے کان
میں کچھ کڑی تھی۔ برادر سامنے سرکرایا اور جواب میں اس
نے کہا۔ ”مگر دیکھ کر میٹری کی حیران رہ گئی اور سوچنے
لگی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو کڑی کرتے ہیں اور اس
وقت اس کے کچھ لکائی نہیں ہوئی تھی؟“
”کیا؟“
جب وہ کھانے کی میز پر پہنچی تو اس نے برادر سامنے
سے پوچھا۔ ”لیکن ہے کہ تم اور ڈھیلی ایک دوسرے سے کافی
بے لگت ہو۔“

”تمیں نہیں۔“ برادر سامنے نے اسے دیکھے ہوئے
کہا۔ ”ہم ایک دوسرے کو کئی سالوں سے جانتے ہیں کچھ
حقیقت تو ہے کہ میری واقفیت اس کے اپنے ہوتی نظر سے
پیش تھی۔ وہ جب دولت مند اور اشرافیہ کی خدمت کرتے
وہ شخص تھا۔“
”کئی نہیں کہ یہ عورت چھین چھین پہلے بیوہ ہوئی
ہے۔ حالانکہ اس نے اپنا لباس مٹان رکھا ہے۔“
برادر سامنے نے کچھ کہنے کے لیے دھکیلی گئی تھا کہ
اپنا ایک ہی غامض ہو گیا۔ اس نے سر کھڑا کر پچھے دیکھا اور
سرگوشی کے ساتھ بولی۔ ”وہاں سوچو۔“
میٹری نے اس کی جانب سواہنگ لگاؤں سے دیکھا
لیکن جب وہ بولنے کی میز کی جانب بڑھ چکا تھا اور
ساکٹ کھڑا دے کے اس کی میز کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے
ہوئے انھوں نے جاتی تھی مگر اس کے سر پر یہ کچھ نہ تھا
وہ کڑی کے اپنے دھکیلی گئی تھی۔ ”وہاں کڑو
دیا جائے۔“ پوچھ کر میٹری کو کچھ جواب اور وہ بولی۔
”جرات کس نے کی ہے؟“ انھوں نے کھڑا پر سرٹ
دیکھا۔
”سوارت۔“ سامنے نے آہستہ سے کہا۔
”تم سے؟“
”کیا؟“
”کیونکہ اسے اپنے پند نہیں ہیں۔“
پہلے تو میٹری کی بھی کڑی مذاق کر رہا ہے لیکن وہ تنبیہ
رکھائی تھی۔ ”اس نے کڑی کچھ کچھ میں لیا اور
اسے بغور دیکھے ہوئے بولا۔ ”وہ اس براؤ کے سرٹ چٹا
بہار اور ترس براؤ بہت قیاب ہے۔“
”آپ نے میں دوسرے مہمان اپنی کھانے کی میز کے گرد
میں ہوا شروع ہو گئے تھے۔ اس نے میٹری کی اور برادر
سامنے کے درمیان آغاز میں وہاں سے ہٹ گئے۔ پوری دونوں
پر کڑی اور سرکرائی اور وہ پڑوئے میں دھکیلی شروع کر دیا تھا
تاکہ جب مہمان پوری دھکیلی سے انھیں رخصت کر دیا تھا کہ
تھے۔ اور دیکھتے دیکھتے چھین کے گلاس سے کڑی
تھے۔ قندقم مہمانوں کے دھکیلی کے زور پر تھے اور
ہال میں کچھ کڑی کی گئی تھی۔“
میٹری لگھم میں سے راست بتائی ہوئی کے بڑھ گئی۔
اس کی نظر ابھی برادر سامنے کو کچھ رہی تھی۔ سرٹ کے والے
دھکیلی کے ہوا تھے لیکن وہ کیا کچھ سوارت ہال دوم
میں تھی کہ اور ان صوبہ دونوں میں سے ہی کوئی ایک اس کا

کا کپ ہو سکتا ہے۔ اسے برادر سامنے سے ملنے کی جلدی تھی
اور اس کی اور تقریبی میں وہاں دروازے سے کچھ چائیں جو مارن
نہیں میں کھانے چائیں اور اس پر ایک چھوٹی سی جھول رہی تھی
جس پر کھانا ہوا تھا۔ ”واظراً منو سے۔“
پھر اس نے برادر سامنے کو دودھ دروازہ کھولتے ہوئے
دیکھا۔ سامنے نے سر کھڑا کر پچھے دیکھا اور بولا۔
”میٹری! کیا تم جا رہے؟“
میٹری کے بدل کی حیران تھوڑی۔ دوسرے ہی لمحے
اس نے کھانے کی کڑو اپنے چہرے میں دھکیلی گئی اور اس میں
پاس کو دھکیلی گئی اور کڑی سے پھر اس نے اپنی تری اور یوں
کا کھو کر اور یہ کہ کچھ کچھ چائیں بڑا پتہ خود مصافحہ کر کے
اسے مہارک یاد دہا رہا ہے۔ اس نے اسے کھو کر کھانا اور حقیقت
کی دھکیلی گئی۔ ”برادر سامنے نے دروازہ کھولا اور کڑی
کے گارڈن میں کچھ چائیں چائیں میٹری نے اس کی تھکی۔ اس
کھلی غنا میں آتے ہی کھلی کا احساس ہوئے لگا۔ وہ باغ
بہت بڑا اور خوب صورت تھا۔ اس میں کچھ کچھ کھانے اور
چھلوں کے کچھ تھے۔ اس نے برادر سامنے کو دیکھا
جس سے کھوڑا اس کے کھانا پھرے چائیں کھانا دیکھ رہا
تھا۔ میٹری کی نظر اس کے کھانا اس جانب دھکیلی۔ اس
نے اپنی پوری زندگی میں اپنا چائیں دیکھا تھا۔ وہ اسے اتنا
قریب نہیں دیکھا تھا کہ وہ اسے کچھ دیکھتی ہو۔“
اس نے اس کے کچھ ہیچز اپنی جگہ پر رکھ دی۔ وہ
اس سمون کے ماحول میں کھو کر رہی تھی۔ اس کے دل میں وہ
غواش شدت سے گھبرائی کاش وہ بھی کسی سے صحبت کرتی۔
”چائیں ایک چمچ سے جو سورج سے روشنی چماتا
ہے۔“
وہ روٹا کے لیے الفاظ اسے اپنے عقب سے سنائی
دے۔ اس نے کچھ شروع کر دیا۔ سوٹ میں اپنے کھانے کو
قائم نہیں کیا کچھ کپڑے کے ماحول میں کھانا ہوا تھا۔ اس کے
ہاتھوں میں پینس کے دو کاس تھے۔ وہ اس کے قریب آتے
ہوئے بولا۔
”معاف کرنا۔“ میرا متعلقہ نہیں پریشان کرنا نہیں
تھا۔“
”تمیں، تم نے مجھے بالکل پریشان نہیں کیا۔“ میٹری
نے جھوٹ بولا حالانکہ اس کا دل اکیلے کھانے میں آ گیا تھا۔
طویل قندقم صوف مسکرایا اور اس نے چھینان کا ایک
کاس میٹری کو کھانا دیا۔ میٹری نے چائیں کو دھکیلی گئی اسے
دے دیکھا۔ وہاں اس کی پوری کڑی کڑی رہا جو

تھا کہ جنگ کروموزے میں سے اپنی اہمیت کے لحاظ سے اور
 مومسارت کو بے ہوش کر دیتا۔ لیکن اس کے جانے سے وہ اس
 کے چہرے پر ہلکے سی اور بولی۔ "واقعی... تم دل سے
 بات کر رہے ہو؟"

مومسارت ہلکی طرح اس کے سر میں جھڑکا تھا۔
 میٹھی نے اس ہڈ پائی کے ساتھ اٹھائے ہوئے آہستہ
 سے اپنا ہاتھ اس کی جھٹک میں ڈالا اور پھر سے لی ڈیلا
 لال لیا۔ اسے پانکھی سے اسے بچھڑا ہوا جیسے کسی نے اس کی
 گردن کو پیچھے سے پکڑ لیا ہے پھر اس کے کانوں میں ایک
 پتھر لگا دی اور آئی۔

"اپنی جگہ سے مت ہلنا۔ ورنہ تمہاری گردن توڑ دوں
 گا۔"

میٹھی نے اس کی دھکی ٹھکرا ہوا اعزاز کرتے ہوئے اسے
 پیچھے کی جانب دھکیلا اور اس کے ساتھ ہی اپنے جوتے کی
 اینڈ کی طرف بھاگنے پر مجبوری سے مجبوری سے اس کے منہ
 سے بھاگتے ہوئے اور میٹھی کی گردن پر اس کی گرفت
 ڈھکی پڑ گئی۔ وہ تیزی سے بھٹی اور مومسارت سے اپنا ہتھیار
 نکال کر مارنے کے چہرے پر غصہ دھڑک رہا تھا۔ مارے
 سہ ہوش ہو کر وہ بارہا زمین پر گر گیا۔

"بہت خوب۔۔۔ مومسارت حسین آجیہ اعزاز میں
 یوں۔۔۔ صرف خوب صورت نہیں بلکہ خطرناک بھی ہو۔"

"اب تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اس لیے
 میری بات غور سے سنو۔"

اپنی اس کی بات سنا کر وہ بولنے لگا تھا کہ ایک پتلی
 کا پتھر کی گردن آواز سنائی ہی ہوئی جانب آ رہا تھا۔ پتلی
 کا پتھر کے شور میں میٹھی کی مومسارت کی آواز سنائی دی جو
 جاتے ہوئے کہتا تھا۔ "تم جی میرے ساتھ چلو۔"

میٹھی اس پیشکش پر بھراں رونے لگیں زبان سے
 کہتے ہوئے پتھر سے اچانک ہی اس کی ہوا کی گردن پر
 سامنے نہیں نظر نہیں آ رہا اور میٹھی میں جانتی ہی کہ وہ اپنی
 چلا گیا۔ کیا وہ ڈیلا کے قلاب میں کیا تھا؟ کیا وہ دونوں
 کو کام کر رہے تھے اور کیا ڈیلا ہی اسے مطلوبہ خراہم
 کرتی تھی؟

پتلی کا پتھر اپنی ان کے سروں پر مڑا رہا تھا اور
 اس کے کھوٹے ہوئے پردوں کی وجہ سے ہوا میں تیزی آگئی
 تھی۔ میٹھی نے ایک ہاتھ پر ہتھکڑا ڈالتے ہوئے لوں کو
 سوار کرنے کی کوشش کی پھر اس نے دیکھا کہ پتلی کا پتھر
 ایک دہائی کی تیزی سے نکلتا تھا۔ مومسارت اس کی جانب

بڑھا اور دونوں ہاتھوں سے اسے قدام کر جاتے ہوئے اسے
 "میرے ساتھ چلو... میں تمہیں دکھاؤں گا کہ دنیا کتنی
 صورت ہے۔"

"ڈیلا کیا کہتا ہے؟" میٹھی نے خطر کرتے
 کہا۔

"وہ قلاب کو کب کب کھینچا۔"
 "پھر اس نے اپنے تیز ہو کر کیوں مر دیا؟"

"وہ اپنے تو جی میں تو ہو گیا اس معاملے میں تو
 اعزاز دیکھ کر کھینچا تھا۔ اس نے آہستہ سے گردن کو پکڑ لیا
 ان لوگوں سے دشمنی کی وجہ سے مارا گیا۔ دیکھو اس کی گردن
 میں کتنی قلاب۔ اب اسے اس تکلیف سے نجات ملنی ہو گی۔"

پتلی کا پتھر میں سے کی نے جاتے ہوئے کہا۔
 ماری رات یہاں نہیں گزار سکتے۔ چلتا ہو چلا دوں۔۔۔"

مومسارت نے پتلی کا پتھر کی طرف دیکھا اور ہاتھ
 اشارہ کرنے کے بعد میٹھی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔
 "اگر تم میرے ساتھ پیش تو معلوم ہو جائے گا کہ کون سا
 قسمی حسین ہے۔"

"وہ جنگ تو فوٹو سے بھرا ہوا تھا پھر تم نے اسے اپنا
 کوئی نہ جانے دیا؟"

"کیا میری طرف سے الوداعی تحفہ تھا اور دینے کی
 وجہ یہ تو میرے پاس ہی ہے۔"

پھر کہ اس نے اپنی جیب میں ڈالا اور اس سے
 بھرے ہوئے ہاتھ کے آٹھ گولہ دار نکلتے ہوئے۔ وہ کھینچ
 ہی بیٹھے ہوئے بولا۔ "واقعی... تمہیں کتنے ہو۔"

میٹھی نے اس کی جیب میں کھینچ دی اور اسے دور سے اس
 دو ڈیلا دیکھا جس کی جانب میں کھینچ رہی تھی۔ پھر وہ پتلی کی
 لئے پتلی کا پتھر سے دوبارہ آواز آئی اور اس کے ساتھ کہ
 میری آواز ہو رہی ہے۔ مومسارت نے ایک کرپوزیٹیو پر قلاب

دیکھا اور پتھر دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم دو بار دھڑک رہی ہیں
 جیسے یوں وہ ادھر پہنچا۔ پتلی کا پتھر نے اپنی نشانیں دیکھ کر
 شروع کر دیا اور چھری میں نظر آ رہی ہے اس کی ہوا۔"

اس کے جانے کے بعد میٹھی سوچنے لگی کہ اگر
 زندگی میں ایک بار دھڑک کے جانے والی کی بات مان لیتی
 کیا ہو جاتا ہے۔

"میں تم سے پہلے کہ بچتا دے گا احساس اسے مجھ
 لیتا۔ اس کے عقب سے کیے آواز آئی۔"

"تم نے بالکل غلط کیا میٹھی!"
 اس نے مڑ کر دیکھا۔ برادر سامنے اس کے عقب میں
 کھڑا ہوا تھا۔

"تم کب سے یہاں کھڑے ہو؟" میٹھی نے
 کہا۔
 "برادر سامنے سے جانے کے اعزاز میں کہا۔"

"تم کہاں قلاب ہو گئے تھے؟"
 "جیب میں نے دیکھا کہ تم نے صورت حال کو کنٹرول
 کر لیا ہے۔ تمہیں تو اپنی تمام فکر خوار کرنے کا موقع مل گیا اور اب مجھ
 باقی ڈیلا سے بھی ہو سکتا۔"

"خمس بارے میں؟" اسے تو فوٹو سے بھرا ہوا ایک
 دل کیا۔

"جس میں کوئی کم اور بڑی اختیار کے کھڑے
 زیادہ تھے۔"

"گو یا پھر ایسی بھی دل کر رہا تھا۔" میٹھی
 جہان ہوتے ہوئے بولی۔

"ہاں، یا کم از کم ایک خورق ملاؤ گی کی طرح اس کی
 کوشش کر رہا تھا۔ اسے اپنی تمام کوششیں صرف وہی دیتا ہے۔"

برادر سامنے سے ہوتے ہوئے پتھر سے بھرا ہوا ایک
 میٹھی نے ہاتھ میں پکڑ لیا اور پتلی کی طرف اس
 میں سے ہوا نکالتے ہوئے بولی۔ "اس کے بارے میں
 کیا کہو؟"

"پتلی کبھی جانتی تھی کہ وہ کیسے بے ہوش ہے۔"

"ہاں، مجھے کبھی تو ہوا تھا۔ اس کے باوجود مجھے
 اسی کی۔"

"یہ خوراک تو کبھی حوا پر پیروں کی نقل بھی ساتھ
 رکھتے ہیں کہ اس کی خوراک صورت حال میں اسے استعمال
 کر سکیں۔ اس وقت میں پھر اسے کھانے کے لیے آواز دیتا ہے۔"

"ہاں، یہ مطلب ہے کہ جب آپ بارے میں اس پر
 رائے دیتا تو مومسارت نے بھی اس کی کھانے کی رائے نکالی
 کہ اس کے سامنے کر دیا؟"

"جیسے ایسی ہی ہوا ہوگا۔"
 "گو یا اس کی پیر بھی اس کے پاس تھا؟" میٹھی نے
 حوا کر کے پوچھا۔

"ہاں، یہ اس کی خیال ہے۔"

"مومسارت مطلب ہے کہ ہم اس پیر سے بے لگال
 قلاب کیسے کرتے ہیں؟"

میٹھی نے ہموں کی کڑی چیز اس کے گھٹنوں کو چھو
 رہی ہے اس نے ہنسنے لگا۔ دیکھا تو وہ بارہا کوئی آواز تھا
 اور وہ پتلی کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی

نظریں پتلی کے ہونے پیر سے ہنسی تھیں۔ وہ چھوٹا سا اعزاز
 میں تھا۔ "یہ میرا ہے۔" بھگتے، سہ۔۔۔"

میٹھی نے وہی ڈیلا دیکھا کہ وہ اس کے ہاتھ کے
 بوڑھے مارے کی ٹانگ کے پاس زمین پر پھینک دیا۔ پھر اس
 نے برادر سامنے کی طرف دیکھا۔ وہ اپنی آنکھوں پر سے
 قلاب اتار دیتا تھا چنانچہ اس نے بھی ایسا ہی کیا پھر برادر
 سامنے سے کھڑے ہوئے بولا۔

"میں شاید میں ہی تھا۔" پتلی کی کڑی قسم کی یاد پتلی
 ہیں بلکہ اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ کسے دیکھتے ہیں۔"

میٹھی نے کوشش کر کے کہا اور اپنی آنکھیں لٹی کی پھر
 اس نے پانکھی طرف دیکھا پھر پتلی کی نسبت چھوٹا اور دور ہوتا
 دکھائی دے رہا تھا۔ وہ پھنسی سانس لیتے ہوئے بولی۔ "میں تو
 سوچ رہی تھی کہ آج کی رات کا کتنا بھلی باتیں کریں گے۔"

"گو یا تمہیں مجھ سے پائی ہوئی؟"

"نہیں، مجھے اپنے آپ پر فخر آ رہا ہے۔ مجھے اسی
 وقت سے ہے ہوش کر دینا چاہیے جب یہ موقع تھا مجھ کی
 قلاب جانے اس وقت میں مارے کو چھوڑ دیتی۔"

"میں نے ذہن پر اتنا زور دیا کہ وہ۔۔۔ پتلیاں میں کوئی
 ایک سوچتی ہوئی تھی کہ وہ جسے تم اپنے منصوبے کو پائی جانے
 پہنچا سکتی۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم نے کوئی عملی سرزد
 نہیں ہوئی۔"

"اس کی آواز دہم ہوئی تھی پھر انہوں نے ایک
 دوسرے کو پانکھی دہم دہم دیکھا۔ دونوں کی دھڑکیں
 ایک ہی ساز دہا رہا تھا پھر برادر سامنے سے کھینچے ہوئے بولا۔

"میں نے پورا انتظام کر دیا ہے۔ وہ پتلی کڑی جاس
 سکتا۔ اس سے ملاتے ہیں تمام قلاب کی پتھروں کی عمر لیں
 ہو رہی ہے۔"

"اگر وہ کسی پتلی پر نہیں اترا تو پھر کیا ہوگا؟"

میٹھی نے پوچھا۔

"پھر یہاں جانی رہے گی۔"

"کم از کم آج کی رات نہیں۔" وہ ایک ادا سے
 بولی۔ "نہیں میری جانی لوں۔"

"لیکن رات بہت ہو چکی ہے۔" وہ حوڑا سا سمجھتے
 ہوئے بولا۔ "کیا تم مجھے اجازت دے سکتی ہو کہ مجھ کو چھوڑ
 سکو؟"

میٹھی سرکاری طور اس کا کدھا پکڑتے ہوئے بولی۔
 "کیوں نہیں... مجھ پر تو بھروسہ ہے۔"

پتلی

چاہے وہ لہو اور ہڈیگ سمیت ہرے کوئے کوڑا کرنا چاہتا ہے۔
 لہو۔ ایک ایسا مار مار چنے والی صحت پر آگے۔ جیسے سچا راجا
 کی پناہ لی ہوئی اور آرائی کے لئے وہ لوگ سچے سچے راجا اور غری
 و ملا گیا ہے۔ بڑا لیت کام ہو گیا ہے۔ وہ ذلیل اور پاس
 آگئے ہیں۔ جسے کہہ کر لڑا کرنا ہے۔
 ”تم ہمیں راجاؤ۔“ عمران نے لپکا کر کہا۔
 جہاں میں راجا ہے جہو کہہ لیا۔ لیکن اس کی آواز ایک
 غولک جھانکے جس کی گرد ہوئی۔ یوں لگا کہ ہڈیگ نے
 اس کی گردن پر ہاتھ رکھا ہے۔

دوسری طرف خاموشی رہی۔ پھر کچھ نہ کچھ بعد راجا کی کھانسی ہوئی آواز آئی... وہاں سے کسی ماں، بہن ایک کرہا تھا اور وہیں میں سے رستا بنا ہوا چھت کی طرف آ رہا تھا۔ ایک لحاظ سے اس نے مہران کی ہدایت پر پھر دھڑک دھڑک کر ایک کھانسی کر دی اور راجا کو نیلے زرد میں تھا۔ اس نے ایک دھڑکی خوں کو دیکھا جو اڑنے کی کوشش میں چھت پر چلا آیا تھا اور اب جان کنی کے عالم میں پڑ رہا تھا۔

عاطب ہو کر زبردست کہا۔
 "لیکن کیسے؟"
 "اے" اس نے ایک چھتری پکڑ لی۔ "بھوکھا ہوں۔"
 "میں نے کھانے کے لیے کہا تھا۔"
 "لیکن کیسے؟"
 "اے" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ "میں جانتا تھا کہ وہ ایسی

محافل میں کرے۔ اس کے ان میں علی اور ابی اسحاق
 اس نے مجھ سے کہا کہ اچھا تو لیا اور پھر اس کو ذریعے اپنی
 لئے سے باقی کا بچہ بچہ ظاہر کیا۔ اس کی چالی ہوئی
 گولوں کے دوسرے کاش کو کاشوں کے ساتھ تار یک
 دلی۔ یہی کاش جس میں چالی تھی کدو روٹی کر دی گئی۔
 جری تھی تھی تار یک دلی، عمران پختی سیت باقی تھی
 پتہ پتہ۔ میں جانتا تھا کہ اب اس کے فیصلوں سے۔ مجھے
 اچھی طرح پختی۔ عمران نے اسے انکا اچھا تھا۔ میں
 اس سے ہر روز سے ہونے دیکھا۔ ایک بار میرا
 عمران کی چھک نظر آئی جو اسٹار سرکس میں چلی فٹ کی
 پتہ پتہ پر بغیر کسی چالی کے فیصلہ ایک اور تھی
 پتہ پتہ۔ میں نے اس کے فیصلہ ایک اور تھی

بھروسہ چھوڑ گئی۔ اس کے سامنے کھلیے تین حدود میں تار تھے۔ اس نے چھری کا سواڑا سب سے پہلے والے تار میں لٹکا دیا اور ایک ہی حرکت میں اسے جسم کو چھوٹا ہوا دوسری سمت میں پھینک دیا۔ اس کی ہر حرکت پر وہ سبھی ایک ہی ہنست کی طرح کھنکھرتے ہوئے سر میں گھومتے تھے۔ ایک جھولے سے چھلانگ لگا کر دوسرے جھولے کو پکڑتا اور پھر اسے جسم کو جھلکا کر تیسرے جھولے سے چھینچھینچا۔ یہاں صف کی پٹری پر چھوڑ گئے۔ والے اس کرب کے دوران میں اس کے کھنکھانے والے جسم میں کھنکھانے والے تار تھے۔ ان میں اس نے کھانکھانے کی جہادیں دکھائی تھیں۔ اس چھلانگ کی خوب صورتی کو کھنکھانے میں بیان کرنا شاید میرے لیے ممکن نہ ہو۔ اسی نیم تار کی چھت پر اس کی یہ "سوسائڈ" اس دیکھنے سے حلقہ رہ گئی۔

[illegible]

اور واقعی اس کے کیا اور اس میں زیادہ تر بھی ایسا
تھی۔ مشکل سے چار چھ منٹ گزرے ہوں گے کہ کہیں
فرانک کے شور کے ساتھ اس کی آواز سے پھر ایک بار سائرن
کی آواز سنائی دی۔ جیسا پہلا بار تو آج کر کے تھے کہ یہ
پہلیں آواز تھی کہ سائرن کے گئے۔ اس کے ساتھ ہی بہت
شدت آئی تھی۔ چل نکلتا تھا کہ عمارت اور دھشت میں ہرے کو
اڑا دیا جائے گا۔ بھرتی میں ایک اور حملہ کیا اور اوپر
دھواں پھیل گیا۔ وہیں سے ہر گئی۔ اس کو تھک گیا ابھی
وہاں تک تھا۔

آوازوں سے اعجاز ہوتا تھا کہ اس علم اور سیرتوں کے پائل میں کچھ تھے۔ وہ کسی بھی وقت اوپر آنے کی کوشش کرتے تھے۔ میں نے خود مراد آبادی کے لیے تیار کیا۔ بدن میں عجیب سی ترک جاگ اٹھی۔ اس کی صورت چلی تھی۔ ہر عام رک سے پہلے بڑے سے بڑے جلی بہرمان اس کی نوپے کس اٹھ دیکھنے پر دیکھنے سائز کی آواز میں قریب آگیا۔ اعجاز ہوا کرتا تھا۔

پاس اس کو روکا اور دعا پڑھ لیا اور ”چھو“ بھی کہنے لگے۔
 اسی چھو کہنے لگے۔ رات بھر اسی دعا پڑھتی رہی۔
 صبح ہوئی تو اس نے اپنے کمرے میں سوئی سے اٹھ کر باہر
 نکلے۔ سڑک پر اس کے ایسے جھگڑے تھے کہ وہ
 شب بھر سوئی میں رہا۔ اسے اپنی حالت سے خفا
 تھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ اٹھ کر
 اپنے کمرے میں گیا۔ وہاں اس کے کمرے میں
 ایک اور لڑکی تھی۔ اس نے اس سے کہا: ”تو
 نے کچھ نہیں کیا؟“

تیزی سے کام کر رہا ہے۔ دو یقیناً شمارہ ہائی، پچ سب اور قلمی

جیسا کہ بعد میں پتا چلا وہ نئے میں بھی تھا۔ چکادہ میں سے
 تین ہزار کے لکھنے آئے۔ دوسری طرف پچاس گاؤں میں
 سے لکل آئے۔ تو عمر شروع ہوئی۔ ترقی ہو گئیں کے دین
 چکادہ میں وہاں لکھ گئے۔ اپنی اپنی جگہ موجود ہے۔ چاک
 نہ چلائے کیا، چکادہ سے لکھے والے تو جوان ہوتے ہیں
 پڑے۔ وہ اس عمر میں ان کے بچے کھڑے کھڑے تھے۔ ان میں
 سے ایک تو خاصا گراٹل تھا۔ پانی پانی کی کوئی سے لکھے
 والے وہ چکادہ کیوں لکھنے کے لڑکوں کی حاضرت کرنے کی کوشش
 کی مگر لڑکوں نے ان کو بھی پھینک دیا۔ یوسف کچھ بڑا تھا
 اور دوسرے اسے روٹی کی طرح ادھک رہے تھے۔ عمران
 نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا: ”کوئی، تمہارا کلام
 ہے۔ ذرا پانی کوئی دکھانا کوڑھوں کو۔“
 وہی کہہ رہا تھا کہ اگر ہم پچھتے پچھتے یہ میرے ہوتے
 تو جہاں... یوسف صاحب کی بڑی خاصی زیادہ کر دی تھی۔
 میں اپنے چھپلے سب سے یوسف کو اپنے سے چھڑانے کی
 کوشش کی تھی جب میرے من میں ایک اندازہ اور مقررہ ہوا
 کیا تو میرے میں نے جوابی کاروائی کی اور یہ پانی چھپ
 کاروائی کی۔ لڑکوں کو اس حاضرت کی توقع تھی۔ میں
 نے ایک ٹوکے کے چہرے پر غرور پیدا کیا، وہ جیسا کہ اگر
 جلتے پر جا کر۔ ان کے گراٹل میں سامنے سے منٹ سے میری
 گردن پر ہاتھ مارا۔ کافی سخت ہاتھ تھا۔ انھوں میں
 تارے سے ہاتھ تھے۔ میں نے پہل کر اس کے پیٹ میں
 ہانک دیکر میری اور غصہ کی پھونسا ہوا وہ دو گھبراہٹ میں گر
 گئے۔ میں نے ایک اور کھونا مارا وہ پھینک دے کر میں اپنی
 چکادہ کے پیٹ سے گھبرا کر اس کا سامنا کر رہا تھا۔ وہ
 کے ایک سامنے میں نے مجھے متب سے بازوؤں میں پکڑ لیا لیکن
 اس کی گرفت محض یہی نہیں ہوئی تھی کہ میری پہلی کوشش
 نے اس کے پیٹ کو ہلک کر پھینک دیا۔ میں نے اس کی پہلی کوشش
 کی آواز سن کر اس کے ساتھ ہی اس کی کاروائی میں
 دھکا دیا تو وہ گراٹل لڑکے کے اوپر جا کر میری
 شیعہ حاضرت سے پھینکا میرے ہونے لڑکوں کو ہلا دیا۔ وہ
 یوسف سے ہٹا کر میری جانب آگئے۔ یوسف سے میں
 لکھ لڑکے پر پکڑ کر دیا۔ میرا خیال تھا کہ صورت حال کی
 شکل دیکھ کر عمران بھی لکھ لڑکے کو گائے گا۔ وہ بھی لک
 خاموش تھا۔ میں نے پتا چلا کہ شیعہ میرا نیست بعد تھا۔
 بارہواں ڈیج سے اور دوسری چتر پٹیوں کے تین
 جاگ گئے تھے۔ ان کو کیا روٹی تھی۔ ایک
 ٹوکے کے گاؤں کے چیک کے ساتھ میرے سر پر دو بارہواں

کہا، میں نے خود کو بھٹل بھٹلا دیا اور پھر اسے اپنے
 طاقت کی پیمان کر لی۔ اس وقت تھا جب ایک اور گراٹل
 موقع پر پہنچی۔ یہ جتنا سوکھی۔ اس کے ہاتھ پیر
 اور وہ لہرائی ہوئی ہمارے بائیں سامنے رک گئی۔ اس میں
 سے چار پانچ سوڑے کے چار سانا اناج اترے۔ مجھے
 مجھے میں دور سے بھی گئی کہ یہ چکادہ دانوں کے مانتی
 انھیں کھانے پر پہلے سے ہر پیکاروں کا جوش دیکھا تو میں
 انہوں نے لکھارے مارے اور گائیں دیں۔ ان کا لکھنا
 سب سے پہلے میرا ساتھ دینے والا ایک چٹان چکادہ تھا
 وہ کالی بھڑوں کی طرح اس سے چٹ گئے۔ وہ کئی
 طرف بڑھے۔ اس کے ہاتھوں میں کد آنے لگا۔ نظر آئے
 طرف میں ان کی حرکت کر رہی تھی اور وہ بھی۔ میں نے
 دیکھا، وہ وہاں بھی طرف سے آ رہا تھا۔ اس کی وہ پچھت
 جھول کر کوئیز کر گئی۔ سب کی اپنی اپنی ہوا۔
 تھیں کچھ چار چار میں ہوا۔ طاقت کی اس ہم
 تارک سوکھی۔ عمران کا کارن بڑا۔ وہ دھکا دینے زیادہ
 اور لڑائی بھڑائی میں چلتے تھے۔ ان دنوں اسے اس میں
 کے تازہ دھکا لڑیں سے بڑا تھا۔ پہلے لڑکے وہ دھکا
 انداز سے پاشا تھا۔ میرے ہونے لکھنے جاری تھے
 ”گراٹل ڈھک“ آگئے۔ ان میں سے دو تین شیعہ بھی دیکھ کر
 گراٹل میں تو جوان بھی تھا۔ عمران نے اس کا بازو دھکے
 سے تھوڑا اٹھا دیا اور وہ زمین پر چڑا ٹھٹھ کر پڑا۔ وہ
 میں صورت حال دیکھ کر لکھوں کے چکادہ کیوں گئے۔
 ہمت کی اسے راست پرست لڑائی میں شریک ہو گئے۔
 میں چٹان چکادہ پر چل رہی تھا۔ میں نے کہا، چٹان کی
 یوسف کو ہمارا دیا تو اس کی طرف سے جا رہا تھا۔ یوسف
 کا لباس تار تھا۔ وہ دوسری طرح اس کا لباس تھا۔
 میری پہلی کوشش میں وہ اس حاضرت کے پہلی لڑائی
 تھی، وہ کچھ اس کی پہلی کوشش سے پر گراٹل تھا۔
 نے دو بارہواں اترے سے بند کر لیا تھا۔ وہ لڑکوں کو
 اور غصہ میں ہر گھبراہٹ تھا کہ ایک عمران نے۔ عمران کی ہدایت
 پر چٹان میں اس کے پیر میں شریک نہیں ہوا تھا اور وہ یوسف
 کو ساتھ موجود تھا۔ اس وقت تھا جب سوڑے چکادہ دوسری
 پر پہنچی کی گاڑی کا سامان سٹائی دیں۔ پچھت میری سے
 کی طرف آ رہی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے، میں چار
 ٹوکے تو فوراً ہٹا کر سوکھی شیعہ اور وہاں سے لکل گئے۔ ہائی
 دھکا پر رہے۔ ان میں سے ہونے لڑکے کو ہلا دیا اور پھر
 دھکا دیا۔

دھکا دینا لڑکے کا تھا۔ وہ خود کو ایک بڑے سرکاری اسکر
 دھکا دینا تھا اور عمران کو کھڑے کی تار کی دھکیں دے رہا
 تھا۔ وہ بار بار اپنے لڑکوں پر کوئی کھڑے کی کوشش
 کر رہا تھا۔
 عمران نے مجھ سے کہا۔ ”لکھنے کے یوسف زیادہ دھکی
 ہے، تم اسے لکھ لگا جاؤ۔ میں اور چٹان میں اس کا معاملہ
 سنالیں گے۔ یہ یو لہائی۔“ اس نے گاڑی کی چابی میری
 طرف چھائی۔
 چٹان چکادہ اور دھکا گراٹل میں بھی سو جوتے،
 میں نے عمران کی ہدایت پر لکل کر حساب کیا۔ جب
 عمران کی آواز میں سیٹ پر چکادہ دھکا دھکا کے سوڑے پر بھی
 سواری کی پہلی فی نظر آ کر شروع ہو گئی تھی۔ یوسف کو چٹان
 میری ساتھ والی سیٹ پر بٹھا دیا تھا۔ یوسف نے اپنی ران
 دونوں ہاتھوں سے قاصر رہ گئی اور لکھنے میں آخر کار
 روٹی کے دوران میں اس نے مجھے پکھان لیا تھا اور اس
 خالے اس کے چہرے پر غصہ بھی لڑائی کی۔
 ”بیٹو صاحب صاحبہ یہ ہے۔ یہ ہے۔“ میں نے
 گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔
 ”کوئی کھلی چیز گئی ہے یہاں گئے سے اور...“
 گوشہ چکادہ رکھ دیا ہے۔ ”کہہ رہے ہو۔ یوسف بولا۔ اس کی
 دھکیں کی چٹان میں چٹان میں میرے چکادہ سے ہو گئی۔
 ”کیا خیال ہے، کسی پرانے ٹیبلٹ کھینک چکی؟“ میں
 نے کہا۔
 ”یہ آپ کی مرضی۔“ اس نے کہا۔ اس کی ہانک
 سے خون بہا رہا تھا۔ وہ ران کو پکھان کر بولا۔ ”تو بڑا
 لکھا تھا، ہاتھ سے آپ یہاں آگئے، وہ دن انھیں شیعہ نے تو
 میرا جھڑپا دیا تھا۔ آپ نے... دیکھا تھا، یاد ہے یا
 رکھ گئے تھے؟“
 ”نہ اس کی شرب سے جسے وہاں تو کھڑے کی پہلی لڑائی
 دور سے لکھ کر پکھان کر آواز لائی تو میرے گھر میں چا
 چکا کرتے چاند سے ایک بندے کو گراٹل پر پکھان رہے تھے تو
 میرا گاڑی سے لکل آئے۔ اس وقت تک میں بائیں پاس میں تھا
 کہ یہ کہتا تھا۔“
 ”کیون اس وقت آپ یہاں سے کیے گزر رہے
 تھے؟“
 ”تمہارا ٹیبلٹ میں شرکت کے بعد آئے تھے۔ مگر
 کے اندر ہونے والا یہ نقشہ حال تین بیگے جاری رہا
 ہے۔ اور آپ؟“ میں نے کہا۔

بات یہ ہے کہ تمہارے فرسٹ کزن صاحب میرے پاس
 تھا۔۔۔ یعنی اپنے تامل صاحب اور کون؟ بلکہ انہوں نے
 بڑی ہدٰی کے لیے میری۔ اس وقت بھی میرے پاس ہی بیٹھے
 ہوئے ہیں۔ فرشتہ سیرت بندے لگا بھی۔
 یوسف قادونی کے لہجے میں بظاہر شکرتا مگر لہجے کی د
 میں کہیں کانت اور جھن بھی جھکی ہوئی تھی۔

دوسری طرف سے شروت نے قابو پا کر چھا کر وہ رات
 اتنی دیر تک کہاں تھا۔ بھاب میں یوسف سپاٹ لہجے میں
 بولا۔ ”تمہیں بتایا تو تھا ایک جڑی بنی شو ہے۔ شو سے لگے تو وہ
 تین پرانے دوستوں سے ملاقات ہو گئی۔ انہیں کچھ وقت دینا
 پڑا۔ ان سے رخصت ہوا تو یہ بھڑکا ہو گیا۔“

وہ سنبھلا جھوٹ بول رہا تھا۔ اس نے اپنا ہنڈو دھسکی پی
 کر جس جگہ ”نچر بنی شو“ میں شرکت کی تھی، اس کا صلہ اس
 نے آخرت کے بجائے سبکی وصول کر لیا تھا اور مطمئن تھا کہ
 یہ معاملہ سبکی پر ختم ہو گیا ہے۔۔۔ مگر اگلی قدومت کے کھاتوں
 میں حساب کتاب ہونا پانی تھا۔

کچھ دیر بات کرنے کے بعد یوسف نے سلسلہ منقطع
 کر دیا۔

میں نے فون پر عمران سے بات کی اور اس سے
 صورت حال پوچھی۔ اس نے بتایا کہ وہ پریس اسٹیشن میں
 ہے۔ دونوں گاڑیاں بھی پریس اسٹیشن میں ہیں۔ معاملہ طے
 ہو رہا ہے، کچھ دیر میں کام ختم ہائے گا۔ میں جانتا تھا کہ
 عمران ایسے کالوں میں باخبر ہے۔ اس کی جتنی بھی شخصیت
 کام کرتی تھی اور وہ بہت جلد اس کی گھٹیا باتیں تھا۔ نہ صرف
 سلیم ایسا تھا بلکہ سب دوست بھی پچھا کر لیتا تھا۔

سو سے اس بیگ کے قریب دو سینکڑے سرجنز نے
 یوسف کے زخم کا معائنہ کیا اور مانت ڈاکٹر کو اسچنگ اور
 مرہم پٹی دلیہ کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ ان
 ہدایات میں ایک دوسلوں کو چڑھنے کا کام بھی شامل تھا۔ اسی
 دوران میں یوسف نے دو تین جگہ فون پر بھی بات کی۔ ان
 میں سے ایک کال ویم احمد کے فون پر بھی گئی۔ یہ ویم احمد وہی
 قلم ایڈیٹر تھا جس کے ذریعے شارب پانی کے بالا خانے پر
 ”شب بصری“ کا سودا ہوا تھا۔ ویم سے شکوے دوران میں
 یوسف مبہم زبان استعمال کر رہا تھا، لہذا اسے ”پرائیویسی“
 فراہم کرنے کے لیے میں کچھ قائلے پر چلا گیا۔ بہر حال دور
 کھڑے ہو کر بھی میں یوسف کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا۔
 میں اعزاء لگا چاہتا تھا کہ وہ اپنی ”شب بصری“ سے مطمئن
 ہے یا نہیں؟ دوسرے اشخاص میں کیا اسے شک تو نہیں ہوا کہ

اسے حنا لگے دواؤں کے عوض دو ٹھہر مال فراہم کیا گیا۔
 بخور جائزہ لینے کے باوجود میں یوسف کے تاثرات
 سے کوئی اعزاء نہیں لگا سکا۔ یوسف بات ختم کر کے فون بند
 کر رہا تھا جب میں کئی طرح چمک گیا۔ مجھے دیر جیسی دوا
 کے دوا دے پر ایک جانی بیکھلی صورت نظر آئی۔ یہ خود
 شارب پانی تھی لیکن اب وہ ایسے جیسے جیسی تھی کہ کوئی اس کے
 اصل چہرے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اوپے کھرانے کی
 بجائے کی طرح اس نے من گھڑت گار کے تھے۔ ایک جیتی
 مثال نے نہ صرف اس کا سراپا چھپا کر دکھا تھا بلکہ نصف چہرہ بھی
 اوچھل کر دکھا تھا۔ اس کے کندھے پر جیتی بیگ تھا۔ میں پہلے
 ہی یوسف سے کافی قائلے پر تھا، مزید احتیاط کے لیے ایک
 ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔

مجھے ہرگز توقع نہیں تھی کہ شارب پانی یوں اپنے گاہک
 کی عبادت کے لیے اس پر نایابیت اسپتال میں بھی آئے
 گی۔ شارب کے ساتھ ایک ڈرائیور بھی تھا۔ دوسرا مولی
 مولی آنکھوں والا ایک پہلوان لٹا بندہ تھا۔ اس نے پتلون
 اور دھاری دار شرت پہن رکھی تھی۔ رنگ سرخ و سپر تھا۔ چا
 نہیں کہیں مجھے لگا کہ شارب پانی کی طرح پانی کوئی ”ابھی
 شخصیت“ نہیں۔ خاص طور سے اس کی آنکھوں میں ایک
 بحرانی چمک پانی جاتی تھی۔ یہ لوگ تھوڑی دیر یوسف کے
 ہسٹ کے پاس کھڑے ہو کر باتیں کرتے رہے۔ وہ اس سے
 رات کو فون آنے والے واقعے کے بارے میں پوچھ رہے
 تھے۔ اسی ساری گفتگو کے دوران میں میری نظر کئی بار
 دھاری دار شرت والے شخص کی طرف اٹھی۔ وہ مسلسل بڑے
 دھیان سے یوسف کا جائزہ لے رہا تھا۔ جیسے گاہوں گاہوں
 میں اسے قول رہا ہو۔ یوسف پہلے اوپر اٹھ کر گھما کر مجھے
 اطمینان دیا۔ پھر اس نے کل فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ
 کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں اس کے سامنے آکر اپنے
 پاؤں پر کپڑاڑی باندھ نہیں چاہتا تھا۔ شارب پانی مجھے فوراً
 بچاؤ لگتی۔ وہ اپنے بالا خانے پر مجھے ”چودھری عمران“ کے
 ساتھ اس کے عہد دوست کی حیثیت سے دیکھ چکی تھی۔ یہ
 بڑی گڑبڑ ہو جاتی۔ کچھ دیر بعد شارب پانی اور اس کے دونوں
 ساتھی یوسف کو خدا حافظ کہہ کر چلے گئے۔ میں نے پہلے
 کھڑکیوں میں سے جھانک کر یہ سنی کہ وہ گاڑی پر چڑھ کر
 رخصت ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد یوسف کے پاس چلا گیا۔

سچ کے وقت عمران اسپتال آکر یوسف کی عبادت
 کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے فون پر منع کر دیا۔ میں نے
 اسے بتایا کہ شارب پانی یہاں آئی تھی، میں نہیں ہے کہ اس کا

ہوئے ہوں۔" میں نے کہا۔

”لیکن اس میں ڈراما کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ لوگ ڈاکٹر سے سیدھے سیدھے کہہ سکتے تھے کہ ہم ڈاکٹر راج بونا جاتے ہیں۔“ عمر ان نے کہا۔

میں اور عمران فوراً اسپتال کے لیے روانہ ہوئے۔

عمران نے اپنی عمران کار اسپتال سے کچھ فاصلے پر کھڑی کی۔ میں اندر جا گیا۔ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر تیس تیس سال کا تھیں۔ انھیں وہاں لے جانے کا کوئی فون وغیرہ نہ آیا ہے۔ میں نے کہا: ”ڈاکٹر صاحب! آپ کو ان کی حالت کا پتا تھا۔ آپ نے انھیں اس طرح جانے کیوں دیا؟“

وہ ہلکا۔ "محترم! ہم کسی کو زبردستی روک نہیں سکتے۔ آپ جانتے ہی ہیں، یہاں مریض کے داخل ہوتے ہی کچھ رقم لینے والوں میں صفحہ کر لی جاتی ہے۔ اس لینے والوں کے ہوتے ہوئے ہمارے پاس کوئی جواز نہیں رہ جاتا کہ ہم کسی مریض کو نقل و حرکت سے روکیں۔"

”لیکن انکڑ صاحب امر ایضاً جسمانی حالت بھی تو ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں ابھی ان کے ذہن کی اسچھٹک بھی نہیں ہونے لگی تھی۔“

”نہیں اسچھٹک تو ہو چکی ہے۔ یہ دیکھیے... یہ سب مجھ کو دکھا رہے ناکل میں۔ اس کے باوجود میں نے انہیں باہر جانے سے منع کیا تھا۔“

اسی دوران میں اُس مجھے اسپتال کے مبین دروازے پر جیٹ کے دوست وسم احمدی صورت دکھائی دی۔ وہ خواص پائنتہ تھا اور اس کا رنگ بھیکھا پڑا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ سیدھا میری طرف آیا۔ ”کچھ بتا چلا جیٹ کاف؟“ اس نے چھوٹے ہی پوچھا۔

”کیا جیٹ میں تم سے کڑا چاہتا ہوں۔ اس کے پاس

تو تم ہے۔" میں نے کہا۔
 "میں صرف آدھ مجھے کے لیے گیا تھا۔ مجھے اپنے
 بچے کو جانے کے کرکھر چھوڑنا تھا۔ وہاں آیا تو بس فیس
 تھا۔ یہ ڈاکٹر صاحب کوئی اور کہانی بنا رہے ہیں۔ بس فک
 فون بھی مسلسل بند جا رہا ہے۔"

”اب تم کہاں سے رہے ہو؟“ میں نے پوچھا۔
”یہاں پاس ہی دو زمین اور پرانی بیٹھ ٹینکس بھی
ہیں۔ دیکھ کر آپ ہوں کہ شاید وہاں شفقت ہو۔ ہوا۔ اسٹینڈنگ
کے باوجود اس کا خون ریس رہا تھا اور وہ پاؤں کو جس محسوس کر رہا
تھا۔“

مطابق مع الفقه.

اس دوران میں عمران نے اسپتال کا نمبر معلوم کر لیا۔
میں نے اس نمبر کے ذریعے ایمر جنسی وارڈ میں رابطہ کیا۔
میرے موملہ کو دیکھ کر، نے بتایا کہ خط نمبر 6 کو کوئی مریض موجود

موسىٰ بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن علی بن ابی طالب

میں نے کہا۔ ”انہوں نے روم میں شفت ہو جا۔
آپ ریکس، روم میں تو نہیں جیسا۔“
کاغذ کے الٹ پلٹ ہونے کی آوازیں آتی رہیں، پھر
قرس نے بتایا۔ ”جیس، روم کی روم میں شفت نہیں ہوتے۔“
”تو کہاں جا سکتے ہیں وہ؟“ واہ روم وغیرہ میں تو نہیں
”جی“

زس کے بھائی ذبیحی ڈاکٹر کی مردانہ آواز سنائی دی۔ ”آپ بیٹے نمبر ۶ کے یوسف کا روتی کے بارے میں پوچھتا پناہ ہے کیا؟“

”جی ہاں۔“ میں نے کہا۔

”آپ ان کے کہا کرتے ہیں؟“

”میں آج کا دوست ہوں۔ میری اہلیں لے کر آیا ہوں۔“

”اچھا! تو ان کے لیے کہا۔“ ہوسف صاحبہ کو بھی بتائے

خیر چلے گئے تھے اور اب بھی وہاں کس آئے۔“

”کیا مطلب؟“

”مطلب تو ہمیں معلوم نہیں تھا۔ ان کے دو ساتھی

آئے تھے۔ وہ انہیں وہیل چنکر پر باہر لے جا رہے تھے۔
 میں نے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اس حالت میں؟ انہیں
 گئے ماسٹنگ گاڑی تک جا رہے ہوں۔ ابھی پانچ منٹ میں آجاتا
 ہوں۔ میں نے کہا کہ ان کو اس حالت میں جانا نہیں چاہیے۔
 انہوں نے کہا کہ مجھ کو ہی ہے۔ اب دو گھنٹے ہو گئے ہیں، ان کا
 کچھ باقی نہیں۔“

میں نے خون بند کیا اور عمران سے کہا۔ ”یہاں بھی لڑنے ہو گئی ہے۔“ یوسف اسپتال سے گھس چلا گیا ہے۔“

”کہاں جا سکتا ہے؟“ عمران نے پُرسوئی لگے میں کہا۔

جیانی بولا۔ ”بعض لوگ اسپتال تبدیل کرتے وقت

میں جانتا تھا کہ اس اور بہانے سے نکل جاتے ہیں۔ یہ بھی تو یہی کہیں نہیں؟

”مجھے تو لگتا ہے کہ اس معاملے میں شاربہ اپنی کاپی کا عمل دخل ہے۔ جو سکا ہے کہ اس نے یوسف کو کوئی مشورہ دیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جو دہرہ نہ آئے، وہ بھی اسی کے ہمسے

جس کے بعد، ٹکڑا ہوا۔“

”گازی تو میں نے بھی دیکھی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے دو بندے گیاراج میں چھوڑ کر گئے ہیں۔ ایک طرف سے نکلتے ہوئے ہیں۔ دوسرے کچھ دیر پہلے آئے۔“

کے لئے، کہہ رہا تھا: آج کو سچے سے کوئی معلوم نہیں۔

”اسی بات پر اس نے کہا: ”اے اللہ! میں نے اپنے لیے دعا کی ہے کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ رہ سکوں۔“

”جیسا کہ ایک بات بتا دیجیے جابلو بھائی اکیلا ہوسٹ ہاؤس کوئی چیز خرید کر کھائے کیا ہوا تھا؟“

اور ضرور کسی اور تھک رہی ہوگا۔
 "اگر کم تھکے اس تھک رہی ہوگا۔"
 "یوسف صاحب نے مجھے بتایا ہے۔"
 "اس کا نام اتنی حیرت سے سنت لیں تاہل ہو جائے!
 مجھے خبر تھی کہ اس کے لیے۔
 "ان میں ایک اٹھنے کی طرح تھا۔ اور وہ اس کے لیے

ہائے سے ہر قسم کا فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور... اور
کھلے کھلے کہ آپ بھی مجھ سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اگر
آپ آپ کا کوئی دوست اس کا بھیج کر رہے ہیں تو آپ
بھی جانتے ہوں گے کہ وہ رات کے اسی پہرہ میں خود کچھ
کر رہا تھا یا کوئی اور کام دیکھا تھا۔“

میں نے نصرت سے بکھل بیجا چڑیا۔
مجھے اسپتال سے آئے ہوئے اب میں چار مہینے ہو
گئے تھے۔ میں نے سوچا کہ کون کر کے صورت حال

یافت کروں۔ میں نے اس کا ٹھہرا لیا۔ نکل ہوئی رہی مگر
ال ریو نہیں کی گئی۔ کچھ دیر بعد میں نے دوبارہ کوشش
کی۔ اس مرتبہ فون ہی بن گیا۔ میں دھتے دھتے سے قریب
دو تھکے فون کرتا رہا لیکن فون آف تھا۔ میرا اعزاز تھا
میں ہم احمد، سید کے پاس جا ہوا مگر مجھے جڑ کا فون نہ

کوئی سماجی یا اخلاقی اصول بھی اس پہنچال میں موجود نہ تھا۔ بلکہ وہ دونوں
پری یوسف کی تحریروں پر یافت کر کے۔ عمران نے ایسا ہی
کیا۔ اس کے علاوہ اس نے یوسف کو جاتا جاتا جاکر بھوکے والا
مسائل غرض اسلوبی نے عمل ہو گیا ہے۔ دونوں طرف کے
افراد کو چھین گئی ہیں اور دونوں کاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا
ہے۔۔۔ بلکہ ایسا ہی پادری کا کارروائی کے بجائے اس کا مکا
پر تیار ہوا ہے۔ ایم۔ جے۔ کوئی کارروائی نہ مقرر ہو جاتا
گا۔ یوسف کی کڑی بھی وہیں اس کے سر پہ بٹکا رہی۔

اس زبردست فتوان پر یوسف نے عمران کا بہت شکر ہی ادا کیا۔ اسی دوران میں یوسف کا دوست قلم انڈینٹر ویکٹر احمد بھی متعلقہ کتب خانے کے بندہ میرے لیے کتابیں پیکر ہوتی کرش گھر واپس جا سکوں اور کپڑے وغیرہ چال سکوں۔ میں نے یوسف سے شکریہ ادا کی کہ وہ میرا کارور عمران کے اندرون شہر اور شہر کے واپس آ گیا۔ عمران اور جیلانی بھائی میں سوچو ہوتے۔ میرے چیلنج سے پہلے ہی صورت حال پر تبصرہ ہو رہا تھا۔ یہ بات اب کوئی خاص کمی

فہمیں ری جی کے معروف فلمی اداکاروں کے ہم شکل
 وحوصلے اور انھیں استعمال کرنے کا کام بڑے مستحکم طریقے
 سے کیا جا رہا ہے۔ یہ کام جاوا اور اس کے گروپ کے لوگ کر
 رہے تھے۔ اگر لائق کی خصوصی پر عمل کرتے ہوئے جاوا
 آرکائیو والے معاملے میں ہاتھ نہ ڈال اور یہی ہم اس
 کے بال روڈ والے حکاماتے پر نہ چھینکتے تو ہمیں بھی ان اڑی

اداکاروں والے معاملے کا پتا نہ چلتا۔
 اعجازہ بورا ہوا تھا کہ کھانگ قسم کے لوگ "فلینٹ
 ہنٹ" طرز کی ہم پر نکلے ہوئے ہیں۔ لوگ اشتہار بازی
 اور دیگر ذرائع سے معروف چہروں کے ہم شکل چہرے تلاش
 کرتے ہیں۔ ان کی چھائی وغیرہ جاتی ہے اور آخر میں کچھ
 چہرے منتخب کر کے کالجوں میں طے سے پھانچا دے جاتے ہیں۔

میں نے کہا دھوکہ پکڑے ہوئے۔ خوب بھوک لگ رہی تھی۔ عمران نے قریبی بازار سے گرم نان، مرغ چنے اور بریانی پر مشتمل ریاضی میڈ کھانا منگوایا۔ سویت ڈش کے طور پر لاٹوری یا فلوڈو تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر میں برتن سویت رہا تھا جب میرے تیل فون پر نصرت کی کال آئی۔ ”بیو

حضرت لڑیا کیا حال ہے؟“ میں نے پوچھا۔
 ”میں بالکل ٹھیک ہوں بھائی جان! لیکن یہ آپ نے
 کیا پتہ چلا ہے۔ باقی بتا رہی ہیں کہ یوسف کا کوئی لڑائی
 جھگڑا ہوا ہے اور چھوٹ آئی ہے۔... کیا دانتھی؟“
 ”ہاں، ایسا ہوا تو ہے۔ اس کی گاڑی کی کھر ہوئی تھی

یاد رکھو! اچھے اثرات سے ایک طرف بنایا۔
 ہم کچھ دیکھ کر بے دروش بن چکے۔ وہ روشنی کے اعزاز میں
 بولے۔ "یہ وہی کل رات کے چمکے والے معاملہ تو تھے۔
 جن لوگوں سے ہنس کا منظر ابھرا تھا، وہ اسے ڈرامہ کار کا
 پہلا نمونہ کر کے بول رہے۔"
 میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی دوران میں میرے
 تین فن کی تین بولے گئی۔ میں نے چنگ کر دیکھا لیکن
 ہنس کا ہنس میں ناں رہی۔ "ہیلو۔"
 بعد میں میں نے پھر شروت سے پریشان آواز میں
 کہا۔ "کیا بات ہے، ہنس فن کیوں ایٹھ نہیں کرے؟"
 چمکے دھمکے سے کوشش کر رہی ہوں۔
 "وہ دراصل مجھے نہیں گھرا ہوا تھا۔ ڈانکر نے چنگ کا
 اچھٹان لگا دیا اور ڈانکر لڑ رہا ہے۔ وہ سو گیا ہے۔" میں
 نے سنی آواز میں کہا۔
 "آپ اس وقت کہاں ہیں؟"
 "اپنا محل میں ہی ہیں۔"
 وہ ذرا توقف سے بولی۔ "میں پریشان ہوں۔
 کبھی... لوگ مجھ سے کچھ بھی تو نہیں رہے۔ آخر...
 آپ بتاتے ہیں کہ میں کس اسپتال میں ہیں؟ آخر...
 چھاپے والی کوئی بات ہے؟"
 "مجھے یہ دانی کوئی بات نہیں۔ ہنس کا خیال تھا
 کہ وہ چار شخصوں میں سے کھڑے ہی جاتا ہے پھر تم لوگوں کو
 تخلیق کرنے کا کام تھا۔ ابھی وہ جاگتا ہے تو میں اس سے کہتا
 ہوں کہ تمہیں فن کر لے۔"
 "ہنس... میں... اسے انکار کر رہی ہوں۔"
 "اوکے... میں نے کہا۔"
 بات ختم ہوئی کی میں فن بند ہونے کی آواز نہیں
 آئی۔ میں نے فن کرنا سے لگے رکھا۔ شاید وہ کچھ اور بھی
 کیا جانتی کی۔ چند سیکنڈ بعد اس کی آواز ابھری۔ وہ بدلے
 ہوئے کسے میں بول رہی تھی۔ "تاہن..."
 "ہاں۔"
 "مجھے معاف کر دیں۔ میں نے آپ کو بہت دکھ دیا ہے۔"
 "یہ دیکھو کہ سب سے زیادہ عزیز ہیں شروت۔"
 چند لمحے خاموشی میں پھر وہ دل گیر آواز میں بولی۔
 "میری ایک بات مان میں تاہن... آپ شادی نہیں۔
 میں نے آپ کے لیے بڑی دعا مانگ لی ہیں۔ مجھے یقین

ہے، آپ کو بڑی اچھی لڑکی ملی۔ وہ آپ کے پردہ کو
 میں بدل سکتی۔ مجھے یقین ہے۔"
 "مجھے میرے حال پر رہنے دو شروت! میں دل
 چاہتا ہوں۔... اور میری باتوں پر نہ بنایا کرو۔ وہ جو کچھ
 کہتی ہے، وہ اس کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ میرا اس سے
 تعلق نہیں ہوتا۔ وہ جب تم پر کوئی بد ڈالو گی تو خود مجھے
 بڑا لگتا ہے۔"
 وہ دہرائی آواز میں بولی۔ "اگر آپ پہلے مجھ میں
 تو مجھے ایسا نہیں لگتا ہے کہ آپ مجھ میں ہیں۔ کیا میں
 دل بہرہ دے چکے ہو؟ میں نے شروت کو کچھ
 میں بڑا اچھا نہیں کر رہی ہوں۔... کچھ... کچھ... کچھ...
 کر رہی۔... شروت کو دیکھو اور میں تب ہی آزاد ہوں گی۔
 جب آپ مجھ میں ہیں گے۔"
 میں نے کہا۔ "اگر آپ اور گروہیری میں جو بھی
 پریشان کرتی ہے تو میں دور چلا جاتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں
 کہ تمہیں دکھائی نہ دوں۔"
 اسی سے کچھ نہیں کہا۔ میں اس کے سامنے کچھ دم
 آتی۔... شروت نے بعد اس کی بات بڑھ کر دیا۔
 میری پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ شروت نے مجھے
 سے ہنس کے فن کو انکار کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا
 تھا کہ میری غمزدگی میں ہنس سے رابطہ کرنا نہیں۔ لیکن
 ہنس میں نہیں تھا۔ وہ اپنا دل سے تپ ہو رہا تھا۔
 وہ کہہ رہی تھی۔ "میرا اس صورت حال سے پریشان تھا۔ میں جب
 فن بھران سے تپ کر رہا تھا۔ وہ نہیں کہہ سکتا تھا۔
 اسے جاننے تھا کہ آپ سے معاملہ پھیل گیا ہے۔ وہ کہہ
 رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔
 کہ ہنس کا بھید مل جائے گا اور چلا جائے گا کہ کھل رات
 وہاں تھا۔
 میں غم سے پاس گاڑی میں بیٹھا۔ اس نے پوچھا۔
 "تمہارے چہرے پر ہوا کیاں کیوں آ رہی ہے؟"
 "برا۔ میں اس سارے معاملے میں غم میں ہوں۔
 ہوں۔ شروت کو پتا ہے کہ ہنس کے ذہنی ہونے کے بعد اس
 کے ساتھ میں تھا۔ میں ہی اسے اپنا دل کر رہا تھا۔ اب وہ
 ہنس کے بارے میں بات مجھ سے پوچھ رہی ہے۔
 تو کوئی بات نہیں کہرا اور ختم لیتے ہیں اسے۔
 امید ہے کہ اسے جانے گا اور نہ کسی کا تو خیر ہے۔
 اچھا ہے۔"
 "اس بات سے تو ڈر رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "کیوں

شروت کے ذہن میں کیوں ایسی باتیں آ رہی ہیں؟"
 میں اور غمزدگی میں اسے سامنے سے ہنس کی
 جال میں رہا ہوتا ہے۔... شروت کی باتوں پر نہ بنایا کرو۔ وہ جو کچھ
 کہتی ہے، وہ اس کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ میرا اس سے
 تعلق نہیں ہوتا۔ وہ جب تم پر کوئی بد ڈالو گی تو خود مجھے
 بڑا لگتا ہے۔"
 وہ دہرائی آواز میں بولی۔ "اگر آپ پہلے مجھ میں
 تو مجھے ایسا نہیں لگتا ہے کہ آپ مجھ میں ہیں۔ کیا میں
 دل بہرہ دے چکے ہو؟ میں نے شروت کو کچھ
 میں بڑا اچھا نہیں کر رہی ہوں۔... کچھ... کچھ... کچھ...
 کر رہی۔... شروت کو دیکھو اور میں تب ہی آزاد ہوں گی۔
 جب آپ مجھ میں ہیں گے۔"
 میں نے کہا۔ "اگر آپ اور گروہیری میں جو بھی
 پریشان کرتی ہے تو میں دور چلا جاتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں
 کہ تمہیں دکھائی نہ دوں۔"
 اسی سے کچھ نہیں کہا۔ میں اس کے سامنے کچھ دم
 آتی۔... شروت نے بعد اس کی بات بڑھ کر دیا۔
 میری پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ شروت نے مجھے
 سے ہنس کے فن کو انکار کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا
 تھا کہ میری غمزدگی میں ہنس سے رابطہ کرنا نہیں۔ لیکن
 ہنس میں نہیں تھا۔ وہ اپنا دل سے تپ ہو رہا تھا۔
 وہ کہہ رہی تھی۔ "میرا اس صورت حال سے پریشان تھا۔ میں جب
 فن بھران سے تپ کر رہا تھا۔ وہ نہیں کہہ سکتا تھا۔
 اسے جاننے تھا کہ آپ سے معاملہ پھیل گیا ہے۔ وہ کہہ
 رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔
 کہ ہنس کا بھید مل جائے گا اور چلا جائے گا کہ کھل رات
 وہاں تھا۔
 میں غم سے پاس گاڑی میں بیٹھا۔ اس نے پوچھا۔
 "تمہارے چہرے پر ہوا کیاں کیوں آ رہی ہے؟"
 "برا۔ میں اس سارے معاملے میں غم میں ہوں۔
 ہوں۔ شروت کو پتا ہے کہ ہنس کے ذہنی ہونے کے بعد اس
 کے ساتھ میں تھا۔ میں ہی اسے اپنا دل کر رہا تھا۔ اب وہ
 ہنس کے بارے میں بات مجھ سے پوچھ رہی ہے۔
 تو کوئی بات نہیں کہرا اور ختم لیتے ہیں اسے۔
 امید ہے کہ اسے جانے گا اور نہ کسی کا تو خیر ہے۔
 اچھا ہے۔"
 "اس بات سے تو ڈر رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "کیوں

شروت کے ذہن میں کیوں ایسی باتیں آ رہی ہیں؟"
 میں اور غمزدگی میں اسے سامنے سے ہنس کی
 جال میں رہا ہوتا ہے۔... شروت کی باتوں پر نہ بنایا کرو۔ وہ جو کچھ
 کہتی ہے، وہ اس کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ میرا اس سے
 تعلق نہیں ہوتا۔ وہ جب تم پر کوئی بد ڈالو گی تو خود مجھے
 بڑا لگتا ہے۔"
 وہ دہرائی آواز میں بولی۔ "اگر آپ پہلے مجھ میں
 تو مجھے ایسا نہیں لگتا ہے کہ آپ مجھ میں ہیں۔ کیا میں
 دل بہرہ دے چکے ہو؟ میں نے شروت کو کچھ
 میں بڑا اچھا نہیں کر رہی ہوں۔... کچھ... کچھ... کچھ...
 کر رہی۔... شروت کو دیکھو اور میں تب ہی آزاد ہوں گی۔
 جب آپ مجھ میں ہیں گے۔"
 میں نے کہا۔ "اگر آپ اور گروہیری میں جو بھی
 پریشان کرتی ہے تو میں دور چلا جاتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں
 کہ تمہیں دکھائی نہ دوں۔"
 اسی سے کچھ نہیں کہا۔ میں اس کے سامنے کچھ دم
 آتی۔... شروت نے بعد اس کی بات بڑھ کر دیا۔
 میری پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ شروت نے مجھے
 سے ہنس کے فن کو انکار کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا
 تھا کہ میری غمزدگی میں ہنس سے رابطہ کرنا نہیں۔ لیکن
 ہنس میں نہیں تھا۔ وہ اپنا دل سے تپ ہو رہا تھا۔
 وہ کہہ رہی تھی۔ "میرا اس صورت حال سے پریشان تھا۔ میں جب
 فن بھران سے تپ کر رہا تھا۔ وہ نہیں کہہ سکتا تھا۔
 اسے جاننے تھا کہ آپ سے معاملہ پھیل گیا ہے۔ وہ کہہ
 رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔
 کہ ہنس کا بھید مل جائے گا اور چلا جائے گا کہ کھل رات
 وہاں تھا۔
 میں غم سے پاس گاڑی میں بیٹھا۔ اس نے پوچھا۔
 "تمہارے چہرے پر ہوا کیاں کیوں آ رہی ہے؟"
 "برا۔ میں اس سارے معاملے میں غم میں ہوں۔
 ہوں۔ شروت کو پتا ہے کہ ہنس کے ذہنی ہونے کے بعد اس
 کے ساتھ میں تھا۔ میں ہی اسے اپنا دل کر رہا تھا۔ اب وہ
 ہنس کے بارے میں بات مجھ سے پوچھ رہی ہے۔
 تو کوئی بات نہیں کہرا اور ختم لیتے ہیں اسے۔
 امید ہے کہ اسے جانے گا اور نہ کسی کا تو خیر ہے۔
 اچھا ہے۔"
 "اس بات سے تو ڈر رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "کیوں

میں ابھی بہت جیس کھانے کا کارڈ رکھیں۔ شاید کسی بھی کھانے
بہت تھیں۔ وہ جین کام کرتا ہے دوسروں کا۔ خواص
زاوی کی انھوں میں آنا آگے۔
"وہ بکن؟" میں نے پوچھا۔
"ہم... ہم کو فلیک سے پکھنیں۔ اسے بھائی
بھائی کہتے ہیں۔ بڑے بڑے پال رکھے ہیں اس نے۔
میں صدمہ کھا نے میں کی کمال کی گئی ہے اس کی۔"
"تو تم اس کے در سے بھاگ آئی ہو لیکن آج کی
رات تم جی میں تو کل گھر بھارے لیے مصیبت آجائے
گی۔" میں نے کہا۔
"ہاں، تو ہے۔" اس نے مری مری آواز میں
جواب دیا۔ "اس کے لیے تو ہر ایک کھڑے کی کھلی کی طرح
ہے۔ بڑے لیے بھائی ہیں اس کے۔"
"مرحمان نے سڑک سے ملگتے ہوئے کہا۔ "اس کا کوئی
اتنا چتہ بھارے پاس؟"
"وہی نے افکار میں سر ہلایا چکر دیر تک سوچ کر
یوں۔ "آپ کی کر دے۔"
"تم دیکھی ہو کیا کرتے ہیں۔" "مرحمان نے سس لے
کر کہا۔
"نہیں۔ لیکن وہ بہت خطرناک ہے۔ آپ کو لوگوں
کے اٹھانے سے زیادہ۔ بڑی ہانکی۔ باکوئی بھی ہانکی
اس سے دھڑکی ہوئی نہیں لے سکتی۔ سارا بازار دھڑکا ہے۔ آپ
تو بس... اتنا کریں... کر لیجئے ان گھوڑوں سے باہر نکال
دیں۔ بڑی بڑی سڑک پر بھڑک کر کوئی بھی رکشہ لے لو گی۔"
"کھڑک کر دئی؟" "مرحمان نے پوچھا۔
"اس کا سامنے چل کر ہاتھ دھو رہی آپ آواز میں یوں۔
"اور کچھ نہ ہوا۔ تو۔۔۔" وہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔
"دیکھیں۔"
"تو کوئی بڑھتی چڑھتی کھانوں کی۔ چاہت چاہت جائے
گی۔۔۔ یا کم از کم کچھ دلوں کے لیے اسپتال تو کھلی جاؤں
گی۔" وہ ہاتھ دھو رہی۔
"مرحمان نے کہا۔ "دیکھو، تم ہماری پناہ میں آئی ہو۔ تم
نے ہم سے مدد کی ہے۔ ہم چیکے پکے دالوں میں سے نہیں
تھیں۔ جس کا ساتھ دیتے ہیں، اس کے لیے جان دے دیتے
تھیں۔ تم اس بندے کا اتنا پتا نہ۔ تم نہیں جانتے تھے وہ اس
جہاد کو کی تصانیف نہیں ہونے دیں گے۔ اگر کچھ ہو گا تو کچھ
ی ہوگا۔"
"وہ تذبذب میں تھی مگر وہ مرحمان ہی کیا ہو جس کے

تذبذب کو اپنی جاؤ جانی سے دور نہ کر دے۔ میں نے بھی
اس کا ساتھ دیا۔ دو جین صدمہ دیکھو، ہم رضا نظر لے کر
اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر نکلتے ہیں۔
رات اپنے جین پر تھی۔ آج کل شفاف تھا۔ ایک
مست ہوا پتھر دھکی۔ یہ دوسرا پتھر تھیں ان کی کوئی
مرتبہ نہ تھا۔ دوسرا پتھر کی کڑھی پر دے کر
پکے بار بار ایک دوسرے کے بازو دھرتے تھے اور اپنے
کی دھڑکن سنائی دیتی تھی۔ رات میں ایک جالے پکھن
انہیں گھنے سے "پک" "پک" کر رہی تھی۔ موسم سے
عافیت۔ ہائے میں اسے دل نہیں سے ان کو دھڑکا۔
دھڑکی گاؤں میں تھیں کوئی تھوڑا طائف نے اپنے جیلے
مچھیاں میں کچھ ڈالا اور ایک کچھنا صاحب صورت
اڑھیں لپٹا لپٹا۔ اس میں ایک کچھنا کھڑک کر اس نے مرحمان
دکھایا۔ "ایک کچھ ہے اس کی۔" وہ یوں۔
"مرحمان نے وہاں بیٹھے بیٹھے اپنے سبیل فون
پر ہر سبیل کو دوسری طرف سے ایک کھڑک آواز ابھری۔
"کون ہے؟"
"مرحمان نے کہا۔ "شارہ جی کے اڈے سے یہ بل رہا
ہوں۔ بھائی سے بات کرو۔"
"سلطان بھائی ہے؟" دوسری طرف سے پوچھا
گیا۔
"ہاں۔۔۔" "مرحمان نے کہا۔
"سلطان کے نام پر میرے ساتھ ساتھ مرحمان کی
قد سے بڑھ گیا۔
"تو کیا صدمہ ہو ایک بھاری دنگ آواز دوز
کے آئینہ پر ابھری۔ سخت کڑوے سے کہیں پوچھا گیا۔
"کون ہے؟"
"میرے جسم میں سناہت دھڑکی۔ شیشے کی کوئی
مچھلی تھیں دھکی۔ یہ سلطان چنے کی عی آواز دھکی۔ مال
روڈ ہوا تو میں میں مرحمان نے اس کی گویا کوئی سے
سورج گرہ کی تھا اور اس کا ہر تھوڑا تھوڑا کچھ اس کی
"کچھار" سے بچ کر صاف نکل آئے تھے۔ وہ ایک تک صدمہ
بہتا جا رہا تھا۔
ایک بار اس کی کرخت آواز دوزن پر ابھری۔ "یہاں
کیاں نہیں۔ کون ہے؟"
"مرحمان نے اطمینان سے کہا۔ "میں تمہارا حق مر رہے
داروں۔ تمہاری والدہ کا جسم۔" یعنی تمہارا باپ۔۔۔ مرحمان
داش۔

دوسری طرف چند لمبے ستارہ رہا۔ اس وقت کے بعد
سلطان چٹا ہوا تو اس کی آواز میں کچھ بھڑک رہے تھے۔
"میں نے مرحمان کو تھوڑا سا اپنی اپ پر ہوا پکھا ہے۔ اب مجھے
مرتا ہے۔ لیکن یہ میرا وعدہ ہے۔ میرے گھن میں لاش نہیں
گی۔ میں بھڑکے ہوں گے جن کے بارے میں ڈی این
ایکٹیوٹ ڈالے تھیں کہ کر یہ فلاں حجاز دے کے
"پکھڑا پاس لیا۔
"پکھڑا اس فلیطوٹ کر دے گا۔ کیا تو یہ سب کچھ
پکھڑی رہتا ہے۔ عیار سے فی الحال میں تم سے ایک اور
بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک گھر کرنا کرتی ہے تم سے۔"
"مرحمان نے۔
"میں تمہارے سڑے میں ہر ایک سوا یک بار ملت
بھی ہوں۔ دار کے گھن کے بعد تم نے کبھی جنگ پکھڑی ہے۔
اس کا فلیطوٹ تمہاری موت پر ہوتا ہے۔ برسوں رات کو نے
اور تیرے دونوں پاروں نے لاڈ راز ہوں گے۔ ہر ایک
جان بھائی ہے۔ یہ لیکن بھائی نہیں ہیں۔ ہر ایک
عقیدت گھر بھاری کمال اتار گیا ہے۔
"پارہ میں نے کہا ہے کہ اس کا فلیطوٹ آئے یہ ہو
جائے گا۔ فی الحال تم سے ایک بات کہنی ہے اور میری خواہش
ہے کہ تم مجھ سے بات مان جاؤ۔"
"کیا کیا چاہتے ہو؟" سلطان نے زہر کا گھونٹ لی
کر کہا۔
"ایک لڑکی ہے نظم۔ وہ یہاں میرے پاس بیٹھی
ہے۔ بے چارہ بہت پریشان ہے اس وقت۔"
"کیا؟" "میرا نظم؟" "سلطان کی آواز کو لڑکا لڑکی۔
"پارہ وہی نظم جس کے بارہوں نے پرچہ نے نکل
ڈالے ہوئے ہیں۔" "نظم کیا ہوا ہے۔" "شارہ بے کوشے
بڑھتی ہے۔
چند کینڈی کی خاموشی کے بعد سلطان پکھڑا۔ "وہ
نہاں کی کڑھی ہے؟"
"اس بات کو چھوڑو۔ جو میں کہتا ہوں اس پر غور
مافور کرو۔"
"کیا کہنا چاہتے ہو؟"
"اس کو گھاس کر دے یا بارہا بہت ڈری ہوئی ہے تم
سے۔ کسی اور سے تزارو کرو۔"
"پکھا تو یہ بات ہے۔ کوئی کھتی ہے وہ تمہاری؟"
"سلطان چٹا کچھ کچھت چھت ہوا تھا۔
"کچھ کھڑک رہی ہیں۔" "انسانیت میں ایک رشتہ

ہے۔" "مرحمان بولا۔
"پکھا تو انہاں صاحب انہاں کی کوئی چیز ہے۔
جب سارا ہوا چاہے۔ پھر یہ تم کو رسول کرلی جانی ہے تو
پھر کچھ بولی ہوئی ہوئی پکھڑی ہے۔" "شارہ پانی نے بھی اس
راتوں کے بارے سے کچھ کچھ دھول کے ہوئے ہیں اس
حجاز دے کے۔" "تو اب آج ہی پکھڑے۔"
"مرحمان نے بدستور دیکھے کہیں کیا۔" "رقم دالیں کر
دینا ہو نہیں بلکہ اگر کوئی کرنا نہ شہر با بھی ڈالنا چاہو
ڈال لیتا۔"
"رقم میں دلال تمہو۔ اگر وہ۔۔۔ کتنا تمہارے
پاس سے تو اس سے بات کرنا ضروری۔"
"مرحمان کا وہ ضمیر ہوا۔ "ہائے کی دھکیں ابھر آگیا۔ وہ
پہلے ہوئے کچھ بولا۔ "سلطان نے اذیت کر کے یہ لڑکی
نہیں جانے گی۔" "شارہ بے پاس اور میں نے سارا پکا مال
ہے۔" "تو اب وہ صدمہ کا لڑنے کی رات۔"
"خود جواب کو بڑھ حادہ بے ہودہ۔"
"بات بڑھ بھی ہے سلطان۔۔۔" اگر تو نے خد نہ
چھوڑی تو میری آج کی رات ہی نہیں، آئے دلی بہت سی
راشیں پر دھڑکا جائیں گی۔ بہت چھوٹے کاتو۔ نیز اہر افراق
کر دوں گا۔" "مرحمان کا پارا چڑھ چکا تھا۔
"کیا کرے کاتو؟"
"تو کچھ کہیں کروں گا۔ میرا کچھ بھڑوں کا بخون
خون پھر سے ابھری سڑکوں پر۔" "مرحمان کی آواز میں دل
ہلا دینے والا گھن گئی۔ وہ ایک "بڑے بڑے دھماکا" سے،
بڑے بڑے دھماکا کے گھٹے سے بات کر رہا تھا۔ پھر کھڑک چلنے
گئی۔ میں بھی سستی محسوس کر رہا تھا۔
"بوش ہے بات کر رہو۔" سلطان چنے کی آواز
قد سے بڑھتی پڑی۔
"بوش سے بات کر رہا ہوں اور تیرے ہوئے بھی
فکارتے لگاؤں گا۔" "مرحمان ہلاؤ۔" "اس کو بڑھ پناہ ہو
نہیں گھٹے پناہ ہے تیری ایک کھلی شادی تھی۔ اس میں
سے وہ بیٹھیں تھیں تھیں پھر ایک پکھڑا چڑھ پناہ ہوئی رڈ کے
ایک کھڑک تھیں پھر پناہ کے پاس رات ہے۔ دوسری خانہ جو
دہلی میں ہے اور وہاں کا شہر بڑھتی ہے۔ یہ بہر شہر ہے،
اس کے پاس میرے بندے ہیں چاہے چاہے صدمہ کے اندر
ان کے جائیں گے اور وہ خود کو نے دلی کچھنا ہوئے، اس
وضو سے میں بھی کچھ دیکھتا ہوں ان سے زیادہ نہیں گھٹیں
اب خود حق ہے کچھ کیا کرنا ہے۔"

[illegible]

”عمرانے... عمرانے! ازلان سنہال کر بات کر۔“
سلطان زخمی اور دھڑکتے ہوئے صراخ کیا۔
”تو بھی دماغ سنہال کر بات کر۔ یہ لڑکی میری بیٹا
میں آئی ہے... اور میں تجھے بتا رہا ہوں کہ میں نے اسے بیٹا
دیا ہے۔“

بھڑکے ہوئے سلطان چلے گئے تو ان بندہ گویا۔
 عمان کے خود مختار حاکم بننے کے لیے عربوں کی مدد
 اور دھماکا مچا کر باہر بیٹھا۔ شاہ اور ظہیر مسموم کی
 طرف دیکھ رہے تھے۔ ظہیر تو باہر دھڑلہ مچا رہا تھا۔ ایک شرابی
 لڑکھاتا اور گستاخانہ جملے قریب سے گزر گیا۔
 میں نے کہا: ”اب کیا کرنا ہے عمان؟“

”کچھ نہیں۔ اس سور کے فون کا انتظار کرتا ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”ابھی یہ دو بارہ فون کرے گا۔“ عمران نے فون سینک کو گھورتے ہوئے کہا۔

واقعی تاریخ دو منٹ بعد فون کی تکل ہوئے تھے۔ عمران نے اسکرین پر غور دیکھا اور اس کے ہوتوں پر زہر لگی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ”ہیلو!“ اس نے کہا۔

دوسری طرف سے آواز ابھری۔ "بھیلو سلطان بول رہا ہوں۔ جو جو تم کر رہے ہو، اچھا نہیں کر رہے۔" سلطان کے لیے کی اکثر فوسم ہو چکی تھی۔

"اچھا ہے یا تمہارا بھائی؟"

چوہا کیلئے کہ تو فوسم کے بعد سلطان نے کہا۔ "جو تم

عمران کا تھوڑا قسم ہو چکا تھا۔ اس نے دوشیں لے کر سگریٹ باہر پھینکا اور لڑکی سے مخاطب ہو کر بولا۔ ”اے حیران کام ہو گیا ہے۔ اب کم از کم یہ بھیڑ خاتو توجہ پتہ نہیں مارے گا۔“

لوہی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے رواجی فخر فرمایا۔ "میں کس حد سے آپ کا شکر ادا کروں۔"

"اگر کوئی دوسرا شخص مجھ سے کوئی سے کرو۔" عمران نے کہا۔

"مم... میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟" وہ بڑی

عمران نے اسے سر تان دیکھا اور کھوڑی سہلائی۔ پھر فرما سوچ کر بولا۔ "اگر تم چاہو تو خود اپنے رب کی قسم لی ہو۔" وہ ہنس پھٹا کیا بھی۔ "پکلیں بھلا کر بولی۔" آپ جو کہیں۔

عمران نے حیرتی طرف دیکھا۔ میں نے خلم سے

”ہاں جی، میرا ایک ماہی بھی پانچ چھ سال سے
 بڑی ہاٹی کے پاس ملازم ہے۔ ساری بھاتا ہے۔“
 میں نے کچھ سوچے ہوئے کہا۔ ”نیکراہ جمعرات

کے روز بھانجھارے پاس لوٹے پر آئے تھے۔ اس روز وہ ہم سے ملے اور پچھلے دنوں کے بارے میں سنا کر انہیں سے ایک قسم استغناء کا جذبہ ہو گیا۔ دوسرا گھوڑی ناک اور گورے چہرے رنگ والا سیف قادر تو تھا۔ ان کے بارے میں کچھ جانتی ہوں؟“

”کسی بھی لڑکی کی بات کی کمی اور بڑا دل سے غمیرا بھی دیا تھا۔“
 ”مجھیں پتا نہیں کرو یہ بھی لڑکی کون سی؟“
 ”فہمیں جی۔ میں بالکل نہیں جانتی۔ ایسی باتیں بڑی
 اچھی ہم لڑکیوں کو نہیں بتاتی اور اگر کوئی سن کر لینے کی کوشش
 کرے تو سخت جھڑپ مارتی ہے۔“
 ”اچھا! مجھیں پتا ہے کہ کل اساتذہ دوست فاروقی نام

بوندہ ایک جھگڑے میں زخمی ہو گیا تھا۔
وہ ڈرنا چھپانے کے بعد بولی۔ "ہاں جی، اتنا تو مجھے پتا
ہے۔ گھرگرم میں اس کی گاڑی کا کسی دوسری گاڑی سے
یکٹیٹ ہو گیا تھا جس کے بعد جھگڑا ہوا اور وہ زخمی ہو گیا۔"
"تھیں یہاں ہے کہ اب وہ کہاں ہے؟" میں نے
پوچھا۔

پہنچا۔ "نہیں جی، بالکل ٹھیک۔ بڑی باجی سے یہ پتا چلا
کہ وہ اسپتال میں ہے۔"

”وہ اپنا ہاتھ میں نہیں ہے۔ اسے کس نے وہاں سے اٹھا لیا ہے۔ ہمیں کب سے کس ہاؤس میں تھا۔ بڑی باتی (شراب پانی) کچھ نہ بچھو جاتی ہے۔“

”مم... مجھے اس ہاؤس میں کبھی نہیں آئی تھی۔“

مرزا نے غور سے غلم کو دیکھا۔ غلم کی کاجل گلی پلکے

ہے ساتھ حرا کیسے۔ مرزا نے غلم کے لیے کہا۔ ”تم جی“

زور دینا دیا۔ غلام۔ بس اتنا کہیں کہ اس سلسلے میں تم ہماری فتویٰ بہت حد تک سلیقہ ہو کر دو۔ ہمارا یہ وعدہ کہ اس "ہڈ" کو جسے حق کو کوئی زور دینا چاہیے۔" غلام کیجئے کہ کوئی کوئی خطروں سے بچنے کے لئے ڈھکھورتی رہے۔ اس لئے زور پر حق چل جائے گا۔ حق پر شروع رنگ کی نیل کا اٹس گئی۔ چوتھینہ بعد اس نے

ساحس لی اور بولی۔ "کوٹھے کے اندر کی بات باہر ہوتا
 بڑی باجی سخت ناراض ہوئی ہے۔ ہمارے بااثر مشائخ
 بند کر دیتی ہے۔ کیوں کیوں کو تواتر بکھری بھی
 ہے۔ لعل... لعل... آج رات آپ نے ۱۱ احسان
 مجھ پر... ہم مجھے جو کچھ بتا ہے میں آپ کو بتا دیتی
 لیکن... یہاں مجھے بڑی مبراہت ہو رہی ہے۔ ہمارا

ہمیں اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہے۔

دور کر دی۔ میں نے حرم اس سے پانی نکال کر اسے
 بعد ازاں اس نیکمے نے جو چھ بتایا اس کا سبب یہ تھا۔
 کہ دیکھی ہوئے اسے اطلاع شاربہ پانی کو کھڑی کے خانہ سے
 خارج ہوئے۔ وہاں ملازمہ دور کر دیا اور اسے ہسپتال میں لے

ی کی۔ اسے یہ حق پتا چلا کہ وہ اس شخص کی طرف سے
چھٹے کے بعد حاضری دار شرت والا ایک شخص کو ملے
تھا۔ اس شخص کو کوٹھے کی لڑکیوں نے پہلے ہی میں دیکھا
اس نے اپنی باتوں میں ایک دو بھرتی لفظ میں بولے
اعجاز ہوئے تھا کہ وہ اپنے پاس ہے۔ وہ شارب پانی کی کا
سوار ہو کر شارب پانی کے ساتھ پیسٹ کی حاضرت

گیا۔ بعد میں جب شاربہ دانی واپس آئی تو کچھ بے چین تھی۔ کچھ دیر بعد گھاس کی ایک فون کال ٹیم نے سی شاربہ اپنے سیل فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔ اس سے پتہ چلا کہ وہ شاربہ کا گھر پر پہنچ چکی تھی۔

[illegible]

اس کاغذ کی انگریز جگہ پر لڑتے کا کچھ لکھا ہے۔
 انگریزوں نے جو بات بتائی، وہ خاصی احمق سی تھی۔
 اس کاغذ کا تو ایک بڑا مسئلہ ہو گیا تھا۔ شارب پانی
 پارتی میں ہمارے شکوک درست ثابت ہو رہے تھے۔
 اس پر احمد کے ساتھ بڑھ چھوڑا جاسکتا تھا۔

عمران نے ایک بار پھر ہوشیار ہو کر اس حوالے سے اس پر زور دیا بھی آج نہیں آئے گی۔ وہ یوں کہ "نکین میں اب بڑی ہائی کے پاس و جانا نہیں چاہتی۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ کچھ دنوں کے یہاں سے جہاں جاؤں۔ فیصل آباد یا کراچی میں ان کی طرف۔"

طرح پر غور کرو خود کو مشکوک بنالوئی ایسی پر ہے
کوئی الزام نہیں ہے تم سلطان کے بندوں سے
بچائیں اور اتحاد ہماری گاڑی میں محسوس آئیں۔ یہ
صاف صاف اشارہ ہائی کو بتا دینا۔ دو جہانہ و عورت
بچھ جائے گی کہ تم کیوں رہی ہو۔ باقی سلطان کی طرف
تم حسین ایک باہر مل دیتے ہیں۔ وہ اب اپنے ہاتھ

عمران کے بھانے بھانے پر خیر خواہی جان
 رضا مند ہوئی۔ ہم اس نے کہا کہ وہ کم از کم آج کی
 پارے سے باہر اپنی ایک بھلی کے پاس گزارے جا چاقو
 اس کی بھلی بھائی دوا دے گی کہ طرف راقی تھی۔
 اب رات کے گیارہ بجے والے تھے۔ ہم خیر خواہی

دروازے کھڑے ہوئے۔ عمران نے کسی بھی لڑکھنسی
اسے اپنا خون نہروا دیا اور اسے ہدایت کی کردہ ایک
پانی کوٹھن کر کے اسے اپنی خیمہ جات سے آگاہ کر کے
”ہاں“ اب کیا کرنا ہے؟“ میں نے پوچھا۔
”اب اپنی جی سے دروازہ کھول کر آؤ۔“

”سوچ لو۔ بڑے زور والی حرکت ہے۔“

”دو ٹھکان دیتے ہیں اس کا۔“ وہ اٹھ کھڑا۔ اس دور... لاشیں اپنی حوزہ صاحب کے گھر پر پھینک دے گا۔ اس نے انہیں شاربہ پانی کے بارے میں بتایا اور کہا کہ اس پر ہاتھ ڈالنا ہے۔“

”کب؟“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

”ابھی بھگتا ہی وقت صاحب۔“ سبقت قادری کی زندگی کو کھڑو ہو سکتا ہے۔ ہم اس کا کوئی ٹھکان نہیں کر سکتے۔“

حوزہ صاحب نے غصہ سے آواز میں کہا۔ ”یہ کوئی حوزہ ان کی لڑکی کی موت ہے۔“ ہاتھ پاؤں مارے گی۔ ٹون شون کرے گی۔“

”ہمارے پاس جوت لیں سارا ایک ہاتھ نہیں ڈال رہے۔ وہ لوٹ ہے۔ پوسٹ کی منگنی میں۔“

”کیا گھٹ لیا؟“

”سوری شائیں آپ کو بتا نہیں سکا لیکن یہ جین دلاتا ہوں کہ جو کچھ ہے۔ آپ کو کھڑو نہیں ہونا پڑے گا۔“

”کتنی لڑکی ہوتی چاہے؟“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

”ایک“ انکپٹر کے ساتھ پانچ بیٹے بھیج دیں لیکن کچھ اگلا آس پاس بھی دینا۔ تا کوئی گریز ہو تو سنبھال سکیں۔“

حزوری رہی میں عمران اور حوزہ صاحب کے درمیان ساری بات طے ہوئی۔ حوزہ صاحب نے کہا کہ چند روز میں پانچ بیٹے بھیج رہی تھی۔

عمران نے کہا۔ ”سرا انکپٹر شوکت سے نہیں کر چکا ہے۔“

”میرے لئے اپنی پاکٹ میں موبائل فون آن کر کے رکھو تا کہ میں اندر کی صورت حال کا پتہ چلا کر۔ ہم اس پاس ہی موجود ہیں۔“

”ہم نے گاڑی واپس موڑی۔ رات کے اس پہر لاہور کا یہ مختصر علاقہ بھی تقریباً سنبھال ہی تھا۔ صرف داتا دربار کے گھوڑی بہت تھری تھا۔“

”میرا پتہ کتنا ہے؟“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

”میرا پتہ کتنا ہے؟“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

”میرا پتہ کتنا ہے؟“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

”میرا پتہ کتنا ہے؟“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

”میرا پتہ کتنا ہے؟“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

گزریں ہوں۔ کے کہ پولیس موبائل کی ٹیلی فون آئی اور سائٹز سنائی دیا۔ چار پانچ ٹیکو سے جرح باز میں کھڑے اپنی پہلی گاڑیوں میں بیٹھے گاڑیوں پر سے، پولیس کی شاربہ میں خیر ہو گئے۔ پولیس موبائل شاربہ پانی ڈالنے کے چڑا کے میں سامنے جا کر کھڑی ہوں۔ اسی دوران میں عمران کے کس فون پر انکپٹر شوکت کی کال آئی۔ اس نے کہا۔ ”عمران صاحب! اب میری جگہ کرنے چاہیے ہیں۔ میں فون آن کر کے اپنی جیت کی نذر آ جا ہوں۔“

”اوکے۔ میں بھی آ گیا۔“ عمران نے کہا۔

پولیس گاڑیوں نے فون پر اندر آواز میں سنائی دے سکی۔

”موبائل اور گھر کو دیکھ لی کہ چھپ چکی کی تھا۔“

”یہ آتا ہے۔“

”میرے سارا خوراک کیا۔ شاربہ پانی اور انکپٹر وغیرہ کی آواز میں فون پر میرا خوراک ہو گیا۔“

”آرے ہے۔“ حوزہ صاحب نے پوچھا۔

”خزوری وہ دوسرے سے چلے گئے۔“

”ہمارے“

”آپ ڈرا لے گئے۔“

”کچھ بے خبر ہو گا۔“

”ہم... آگے جیٹیں۔“

”کچھ آگے جیٹیں۔“

”کچھ آگے جیٹیں۔“

”کچھ آگے جیٹیں۔“

”کچھ آگے جیٹیں۔“

”کچھ آگے جیٹیں۔“

”کچھ آگے جیٹیں۔“

”کیا کچھ ہوتا ہے؟“ انکا اندر گھر گئی ہے۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

”میرا آواز اب بھی۔“

ایک مٹی۔
 آپسٹر شرت نے اسے پھر دیا کیا اور اسے چھین
 کر گرد و خاواں کر کے کی تو اس پر کوئی آنچ نہیں آئے
 کے کی... بلکہ اس معاملے میں اس کا نام ہی نہیں آئے
 دوسری صورت میں اس کا رخ حالات سے سیدھا حالانہ
 طرف ہو جائے گا۔

میرے تصور میں سوینیٹائی وہ لڑکی تھی جو
میں نے اپنی لڑکیوں میں ہمیشہ کی تھی۔ شیخوہرہ کے لڑکیوں
میں راجا کو اس لڑکی سے "مستفید" ہونے کا راز
دیا تھا۔ اس سے پہلے یہ لڑکی سیکرٹری عہد کی لڑکیوں کو
دیتی تھی۔ میرے اعزاز کے مطابق وہ کم و بیش
تھیں۔ معروف فلم اسٹار سے ملتی تھی۔ اس کا رنگ
سامانہ تھا لیکن آج کل رنگ گورا کرنا کون سا مشکل

[illegible]

۱۔ ایس بی جی صاحب کے کہنے پر دات محمد شارب کو شخص حناٹ پر مگر بھیج دیا گیا اور اس کی حفاظت پر گارڈز بھی لگا دیے گئے۔ حنیف کا جرم متعین تھا، اس کے خلاف پرنس کی عدالت میں ہی پرحکایت دیا گیا۔

پانچواں نمبر: اس کے کمرے کا دروازہ کھولا اور صحن میں لے جا کر پانی بھرا اور صحن میں غصہ میں دھکا دیا۔ اس نے ایک پتھر کے سہارے پر لڑنے کی کوشش کی اور گھر کے صحن میں پھانسی لگا دی۔ پھر اس کو دھکا دیا اور پھاڑا۔ اس واقعے کے بعد اس کو دھکا دیا اور پھاڑا۔

قرآن و ولید از جلد چھم سے ملنا تھا کہ جس نے قاسم طلاس سے فرشتے کی شام کے بعد میں، عمران اور اقبال احمد کو اپنی رہائی دے دیا وہ اسے مکان میں جوڑ کر قہر اور فتنہ والا کا کوٹھن کا شروع کیا۔۔۔۔۔ میں بھی قاسم طلاس کے قریب رہا۔ قاسم طلاس کی شام کے بعد میں، عمران اور اقبال احمد کو اپنی رہائی دے دیا وہ اسے مکان میں جوڑ کر قہر اور فتنہ والا کا کوٹھن کا شروع کیا۔۔۔۔۔ میں بھی قاسم طلاس کے قریب رہا۔ قاسم طلاس کی شام کے بعد میں، عمران اور اقبال احمد کو اپنی رہائی دے دیا وہ اسے مکان میں جوڑ کر قہر اور فتنہ والا کا کوٹھن کا شروع کیا۔۔۔۔۔ میں بھی قاسم طلاس کے قریب رہا۔

”یہ سب کھانوں کا دور ہے، اس میں سب کچھ ہو
 ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔
 اقبال دروازے پر گئی اور چھ سیکنڈ بعد ثروت کو
 ہاتھ اندر داخل ہوا۔ ثروت کا اس طرح آنا میرے
 قہقہہ خیز اور پریشان کن تھا۔ اس کے ہاتھ میں چھتری تھی

رابطہ نہیں کرتے؟“ وہ لکھو کہاں ادا نہیں ہوئی۔
 ”اب تک نہیں دے سکتے، میں اتنا ہی پریشان ہوں
 جتنی تم۔“ لیکن کروم کی۔ ایک لکھ نہیں کھا گیا کچھ
 سے... جگہ یہ عمران بھی اسی طرح بھوکا بن گیا سارے ساتھ
 چلا رہا ہے۔“
 ”اب شروت اس عمل کو پیش میں گئے ہوئے ہیں
 اور بھوکا بن گیا تھا بھی ہوئی ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”کیا کامیابی ہوئی ہے؟“ وہ سر ہکا کر آسو بہانے
 لگی۔
 عمران نے مجھے اشارہ کیا اور جانے لائے گا بہانہ
 کرتے ہوئے باہر چل گیا۔ اس کے پیچھے اقبال بھی ٹھک
 گیا۔ میں نے یہ غلطی کی تھی نہیں کہا۔ ”شروت امدوت حال
 ابھی نہیں۔“ لیکن اتنی بڑی کمی نہیں کر میں اس طرح رونے لگیں
 اور صحت بازرگینہ جانے لگی۔
 ”آپ... کج... کیا نہیں خواہ کر لیا
 ہے؟“

جس نے انہیں لے لئے تھے۔ وہ فورٹیس کی طرف تھا۔ وہاں
 کچھ کس لے آئے اور جب ایکسپٹ ہوا تو آپ وہاں
 کیے کچھ تھے؟

ٹوٹ کے لئے میں الحسن حق اور ملک کی انکی سی بوجھ
 حق۔ میں اسے کہے تاتا کہ وہ فورٹیس نہیں گیا تھا، وہ

*2012.2.25 (129)

میں نے نوٹ اس کے ہاٹھ سے ایک لاکھ اور چار سو نوٹ لکھ کر طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک لکھ بیس ہونے کے بعد تیرے سے مزید کر رہی طرف بڑھ رہی۔" دھڑک کے چبھتوں سے اس کی چاندی جگمگ کر رہی اور ہاتھوں کی لمبائیں بائیں ہمارے چبھی ہوئی تھیں۔ گھٹاس کی گہری یادیں گھولیں میں جب گریز اور عینان کے سنے بے اثر نظر آئے۔ ایک لکھ لکھت سے لکھی ہوئی تاحیر تھا گھٹک سے گھر میں میں آگئے۔ سہی دیر مائے در سے کی گئی۔ میں نے کہا۔ "تم کہا میں، میں میں اکیلا ہوں گا؟"

"شہر ہے۔" اس نے میں نے بتائی کہا۔

"تم کو تو کہی تھی کہ شہر ہے پکے نوٹ کا اور کیا جاتا ہے۔"

وہ خاموش رہی۔ چھتری کے باوجود اس کا لباس ایک طرف سے جھپک گیا تھا۔ لان کی بیس میں سے گھر سے گاڑی پین اور چلو کے قصبہ دروازہ اتر آ رہے تھے۔ میں نے ہولے سے اس کی اونٹنی درست کر دی۔ شاید اس نے بھر "شہر ہے" کہنے کے لیے سوچا تھا لیکن اسے خاموش رہی۔

بہن کی ساریاں بخری سے بوری ہوئی اور دروازہ اترنے سے نشست بٹھالی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر ان کا کہہ دیا۔ وہ وہاں نہ چلی آگیاں کہتے تھے۔

میں نے اسے ان کی کرتے ہوئے کہا۔ "عرمان امیں بہادر گھر چاہا ہوا۔ وہاں سے ہمارا آباد جانا گھر شہر سے ہمارے ساتھ ہے۔"

"ہمارا آباد؟ وہ کیوں؟" عرمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تفصیل ایسی نہیں بتا سکتا۔ بعد میں فون کروں گا۔"

"اوہ سونے کچھ گاڑی کا موٹر آگس بدلے ڈالا تھا۔"

کچن سے میں نے اسی طرف چک نہ ہو جائے۔

"میں نے فون کیا۔ دوسری چالی ہے۔ تمہارے پاس؟ اگر لے جاؤ۔"

"اگر تم کو چاہے ہوں؟"

"یہاں ہے۔"

"یہ تمہارا نہیں ہے؟"

"یہ تمہارا نہیں ہے؟"

"یہ تمہارا نہیں ہے؟"

اس کا حال تھا کیا تھا۔

شہر خاموشی کے ساتھ چوکری سے باہر نکلتی رہی۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

میں نے نوٹ اس کے ہاٹھ سے ایک لاکھ اور چار سو نوٹ لکھ کر طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک لکھ بیس ہونے کے بعد تیرے سے مزید کر رہی طرف بڑھ رہی۔" دھڑک کے چبھتوں سے اس کی چاندی جگمگ کر رہی اور ہاتھوں کی لمبائیں بائیں ہمارے چبھی ہوئی تھیں۔ گھٹاس کی گہری یادیں گھولیں میں جب گریز اور عینان کے سنے بے اثر نظر آئے۔ ایک لکھ لکھت سے لکھی ہوئی تاحیر تھا گھٹک سے گھر میں میں آگئے۔ سہی دیر مائے در سے کی گئی۔ میں نے کہا۔ "تم کہا میں، میں میں اکیلا ہوں گا؟"

"شہر ہے۔" اس نے میں نے بتائی کہا۔

"تم کو تو کہی تھی کہ شہر ہے پکے نوٹ کا اور کیا جاتا ہے۔"

وہ خاموش رہی۔ چھتری کے باوجود اس کا لباس ایک طرف سے جھپک گیا تھا۔ لان کی بیس میں سے گھر سے گاڑی پین اور چلو کے قصبہ دروازہ اتر آ رہے تھے۔ میں نے ہولے سے اس کی اونٹنی درست کر دی۔ شاید اس نے بھر "شہر ہے" کہنے کے لیے سوچا تھا لیکن اسے خاموش رہی۔

بہن کی ساریاں بخری سے بوری ہوئی اور دروازہ اترنے سے نشست بٹھالی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر ان کا کہہ دیا۔ وہ وہاں نہ چلی آگیاں کہتے تھے۔

میں نے اسے ان کی کرتے ہوئے کہا۔ "عرمان امیں بہادر گھر چاہا ہوا۔ وہاں سے ہمارا آباد جانا گھر شہر سے ہمارے ساتھ ہے۔"

"ہمارا آباد؟ وہ کیوں؟" عرمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

میں نے نوٹ اس کے ہاٹھ سے ایک لاکھ اور چار سو نوٹ لکھ کر طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک لکھ بیس ہونے کے بعد تیرے سے مزید کر رہی طرف بڑھ رہی۔" دھڑک کے چبھتوں سے اس کی چاندی جگمگ کر رہی اور ہاتھوں کی لمبائیں بائیں ہمارے چبھی ہوئی تھیں۔ گھٹاس کی گہری یادیں گھولیں میں جب گریز اور عینان کے سنے بے اثر نظر آئے۔ ایک لکھ لکھت سے لکھی ہوئی تاحیر تھا گھٹک سے گھر میں میں آگئے۔ سہی دیر مائے در سے کی گئی۔ میں نے کہا۔ "تم کہا میں، میں میں اکیلا ہوں گا؟"

"شہر ہے۔" اس نے میں نے بتائی کہا۔

"تم کو تو کہی تھی کہ شہر ہے پکے نوٹ کا اور کیا جاتا ہے۔"

اس کا حال تھا کیا تھا۔

شہر خاموشی کے ساتھ چوکری سے باہر نکلتی رہی۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

میں نے نوٹ اس کے ہاٹھ سے ایک لاکھ اور چار سو نوٹ لکھ کر طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک لکھ بیس ہونے کے بعد تیرے سے مزید کر رہی طرف بڑھ رہی۔" دھڑک کے چبھتوں سے اس کی چاندی جگمگ کر رہی اور ہاتھوں کی لمبائیں بائیں ہمارے چبھی ہوئی تھیں۔ گھٹاس کی گہری یادیں گھولیں میں جب گریز اور عینان کے سنے بے اثر نظر آئے۔ ایک لکھ لکھت سے لکھی ہوئی تاحیر تھا گھٹک سے گھر میں میں آگئے۔ سہی دیر مائے در سے کی گئی۔ میں نے کہا۔ "تم کہا میں، میں میں اکیلا ہوں گا؟"

"شہر ہے۔" اس نے میں نے بتائی کہا۔

"تم کو تو کہی تھی کہ شہر ہے پکے نوٹ کا اور کیا جاتا ہے۔"

وہ خاموش رہی۔ چھتری کے باوجود اس کا لباس ایک طرف سے جھپک گیا تھا۔ لان کی بیس میں سے گھر سے گاڑی پین اور چلو کے قصبہ دروازہ اتر آ رہے تھے۔ میں نے ہولے سے اس کی اونٹنی درست کر دی۔ شاید اس نے بھر "شہر ہے" کہنے کے لیے سوچا تھا لیکن اسے خاموش رہی۔

بہن کی ساریاں بخری سے بوری ہوئی اور دروازہ اترنے سے نشست بٹھالی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر ان کا کہہ دیا۔ وہ وہاں نہ چلی آگیاں کہتے تھے۔

میں نے اسے ان کی کرتے ہوئے کہا۔ "عرمان امیں بہادر گھر چاہا ہوا۔ وہاں سے ہمارا آباد جانا گھر شہر سے ہمارے ساتھ ہے۔"

"ہمارا آباد؟ وہ کیوں؟" عرمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

میں نے نوٹ اس کے ہاٹھ سے ایک لاکھ اور چار سو نوٹ لکھ کر طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک لکھ بیس ہونے کے بعد تیرے سے مزید کر رہی طرف بڑھ رہی۔" دھڑک کے چبھتوں سے اس کی چاندی جگمگ کر رہی اور ہاتھوں کی لمبائیں بائیں ہمارے چبھی ہوئی تھیں۔ گھٹاس کی گہری یادیں گھولیں میں جب گریز اور عینان کے سنے بے اثر نظر آئے۔ ایک لکھ لکھت سے لکھی ہوئی تاحیر تھا گھٹک سے گھر میں میں آگئے۔ سہی دیر مائے در سے کی گئی۔ میں نے کہا۔ "تم کہا میں، میں میں اکیلا ہوں گا؟"

"شہر ہے۔" اس نے میں نے بتائی کہا۔

"تم کو تو کہی تھی کہ شہر ہے پکے نوٹ کا اور کیا جاتا ہے۔"

اس کا حال تھا کیا تھا۔

شہر خاموشی کے ساتھ چوکری سے باہر نکلتی رہی۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

دیر تک کچھ نہیں تھا۔ تاریکی اس اور اس میں دھڑک کے ہاتھ سے اٹھنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

اور ہم نے اے گوریا جیسے لوگوں کی کھٹکی اور وہ تمہارے گھر کی
برہادی... وہ سب جگہ میرے چنے پر انگاروں کی طرح
دبک رہا ہے اور دیکھا رہا ہے۔ مجھے اس پر غصہ وقت نے
دلا ہے ثروت جہاں سب کچھ اپنے ساتھ بھاگ کر لے گیا۔
اب میں وہ تائب نہیں ہوں۔ ابھی ابھی تو میرے لیے خود کو
بچا کر ابھی مشکل ہو جاتا ہے۔
"کسی سے انتقام لینے کے لیے اپنی زندگی کو قربان کر لینا
کوئی اچھا طریقہ نہیں بتائیں۔"

"اس زندگی کے تباہ ہونے سے مجھے کچھ فرق نہیں
پڑتا ثروت۔ میں اب اس سے کافی آگے نکل گیا ہوں...
خیر پھر وہ ان باتوں کو۔ میں اپنی ساری توجہ اس کام کی
طرف مرکوز کی ہے جو ہم کرنے جا رہے ہیں اور یہ کوئی آسان
کام نہیں ہوگا۔"
"لیکن... پھر بھی میں چاہتی ہوں تائب ہوں کہ ہم جو
کریں۔ قانون کے اندر رہ کر کریں۔ ہم... مجھے اس بات
سے نارنگ رہا ہے کہ آپ نے اپنے پاس ہتھیار رکھا ہو گا۔
اس کا سنسنی دہک رہا ہے آپ کے پاس؟"
"اس سنسنی دہک رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ صرف اپنے بھاء
کے لیے ہے ثروت اس کا کوئی لگاؤ اشتہال نہیں ہوگا۔"
"اٹھ کرے اس کا کوئی اشتہال ہی نہ ہو۔ ایک
شریف شہری کے خلاف جرم ہوا ہے، اب حقاری نہیں کی
وے داری ہے کہ اس کو ہار یا ب کرائے۔ ہم نے قانون
ہاتھ میں نہیں لیا۔"

"ہاں، اسے داری تو پھیس ہی کی ہے۔" میں نے
طنزی سانس لی اور پھر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ "ثروت!
مجھے ایک بات کچھ... پکڑ۔"
"تک... کیا؟"
"تمہارے دل میں کوئی شہ تو نہیں میرے بارے
میں؟"

"کس حوالے سے؟"
"سب کے حوالے سے۔ اسپتال میں آخری وقت
میں ہی اس کے پاس تھا۔"

اس نے فکھ کٹاں نظروں سے مجھے دیکھا اور بولی۔
"کیا میں آپ کو بھائی نہیں ہوں؟"
"لیکن تم خود ہی تو کہتی ہو، میں بہت بدل چکا ہوں۔
جب بندہ بدل جاتا ہے تو پھر اس کے بارے میں کچھ بھی
اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔"
اس نے گہری سانس لی۔ "اگر ایسی بات ہوتی تو پھر

اس وقت میں آپ کے ساتھ نہ ہوتی۔"
"میں تو زبردستی چل پڑا ہوں۔"
وہ ذرا توقف سے بولی۔ "آپ نے کچھ بولے
ہے۔ میں کچھ ہی کہوں گی۔ مجھے آپ کی طرف سے نہیں
آپ کے دوستوں کی طرف سے کچھ بدگمانی ضرور تھی۔
ان کو جانتی تھیں۔ نصرت نے بتایا تھا کہ وہ بار دہا کر
والے لوگ ہیں۔"
"اگر تم ان سے ملو گی تو تمہاری راستے بدل جائیں
ثروت۔"

"میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتی تائب اور...
ایک بار پھر کہوں گی۔ ہماری مکمل ملاقات جتنی کم ہوگی
ہمارے لیے بھتر ہوگا۔ میں اب شادی شدہ ہوں تائب! اس
سے وابستہ نہ رہتی ہوں۔ پکڑ... پکڑ! آپ میرے لیے
کوکاٹوں میں نہ ٹھہریں۔ میرے لیے وہ زندگی کا سب سے
خوشگوار دن ہوگا، جب آپ شادی کریں گے۔"
میرے دل پر گھونسا ساگا۔ میں نے کہا۔ "اگر کبھی
میں ابھی بس رہ کر کرتا ہوں؟"

اس نے سر جھکا لیا۔ رشتی رہنماؤں پر وہ آنسو رینے
لگے۔ "سوری۔" اس نے بھی اٹھا لیا۔

... بھاؤنگر سے ہم نے ایک گاڑی بکری۔ اس میں
میں کی حالت زیادہ ابھی نہیں تھی۔ اسے سے نکلے نکلے بھی
نے تقریباً ایک گھنٹہ لگایا۔ ایک دو بار عرصہ کی کال آئی تھیں
میں نے رسی نہیں کی۔ میں ثروت کے سامنے اس سے بات
کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ایک بار نصرت کی کال بھی آئی لیکن میں
نے جواب نہیں دیا۔ ہم آٹھ بجے کے قریب بارون آباد کی
گئے۔ یہ ایک چھوٹا شہر تھا۔ اس کی آبادی ایک لاکھ سے
تھیں ہوگی۔ مرکزی جامع مسجد کے چاروں طرف سے ہی
آ رہے تھے۔ اس کا شمار بھاؤنگر کے اہم شہروں میں
ہے۔ ہم ایک خوب صورت گھر کا نظارہ اپنی نگاہوں سے
سوئے ہوئے منزل پر پہنچ گئے۔

بیس اسٹینڈ پر اتارنے ہی ہم نے ایک قریب
ریستوران میں پکا پکھا ناشتا کیا۔ ثروت نے چائے کے
ساتھ بسکٹ لیے۔ میں نے اقل روٹی کے ساتھ اٹھنے کا
آہٹ لکھایا۔ بارش یہاں بھی ہو رہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ
ہلچل میں دور دور تک صبح ابھرتا ہے۔ ناشتے کے فوراً
ثروت نے ہی امو قانوی صاحب کے گھر پر کال کی۔ کال
رہی ہوگی۔ ثروت نے امو قانوی صاحب کو اپنا نام بتایا
انہوں نے فوراً پچھان لیا اور خوش دلی سے بات کی۔ ثروت

چاپ و طبع

اپنے ہی تیر سے شکار ہو جانے والے شکاری کا ناہموار کھیل ...

وکیل کا یہ مقدمہ دو دن پہلے ختم ہو چکا ہے۔

”میں شروت“ میں نے اسے سدا کہ ”ہم ہر کس کا
 کئے۔۔۔ وہی دوپہر اور آٹے لوگ اپنی جان بچانے
 میں شروت کے اصول سے اپنی جان بچاؤں گے۔ ہاں
 ہاں ہر خوف اعاد کے خوف سے نہیں زیادہ نہیں تھا۔
 میں شروت کو صرف پرستار اور خود انسانی کے پیچھے
 تاک تھا جبکہ شروت کی تائید کے احتیاج کے
 ساتھ صرف دیکھا۔ وہاں جبکہ شروت کی تائید کے دوران
 میں ہر کس پر تے کی آوازیں آتے تھے جیسے کسی کشتی
 سے ٹکرائی ہو کہ وہ کہہ رہا تھا کہ۔۔۔ دھنگا میں اعادہ ہو کر یہ
 آواز میرے کے اعادہ کے۔۔۔ ہاں میرے سے آگے سے۔
 کوئی دوسرے کے ساتھ موجود تھا۔۔۔ جبکہ اس شاپ
 اس کی اپنی آواز آواز پیدا کی۔ اس کی اپنی آواز سے پہلے معلوم
 کر رہا تھا کہ کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی کوئی پہلے ہر چھائی
 سے ڈاکٹر نے صرف اپنی ہوتی تھی۔۔۔

”جھے تو بالکل بھی ہلک نہیں، آپ نے کھانا ہے تو
 نہیں کھگوا لیں۔“
 ”نہیں، ہلک تو جھے بھی نہیں۔“ میں نے کہا اور ہنست
 کی طرح۔

میں نے کوئی بغل کو بائیں ہاتھ میں لیا اور اسے
 ہاتھ سے ڈھرتا کہ اسے ساتھ لے جائے۔
 ”ڈھرتا“ میں نے غصے سے غصے سے کہا۔
 وہ کہنے لگا کہ چار یا پانچ برس کی بچی ہے
 بعد وہ آج کل ہمارے گھر سے ملتی ہے۔
 چلو تو اس کے دائروں میں سفر کوئی حائل ہو کر
 داستان کے بغیر واقعات اپنے اندر ملا کر
 فرما لیں۔



خصلتوں کے دائروں میں سفر کرنے جانتا ہوں کی
داستان کے بقیہ واقعات آئندہ عادیلاحتہ فرمائی

[illegible]

بچے نے جس کے آنے کا انتظار کیا مگر بالکل گمراہی کو غائب ہونے کے بعد کہ اس نے صرف ان کو دھوکا دے کر بے گھر کر دیا جس کو ان سے سوال کرنے کی اجازت تھی۔ لیکن ان کی طرف سے ایک درجا کا نام اور ہوا۔ ”کڑھوڑ سہ ماہی کے دوران میں نے اپنی انٹیں کا اور دوسری کی دھرت میں ایسا بنا دیا تھا۔ لیکن بچے میں سے کہ سب سبز جوتوں کی مٹا کر سے اچھی طرح واقف ہو۔“ لہذا میں انھیں آپ سے ملنے کے موقع پر ہی ہوں گی۔ میں نے دھرت سے ایک کھارڈ ڈالیں گا کہ روٹی کا ٹھنڈا ہو گا۔ آپ سے کوئی

تھی ان سوا گت کا جواب دینے یا عداوت میں موجود رہنے کا
 لیے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ شہر سے نکل کر اور اس
 تھے اس کی کارروائی کے لیے اس کے واسطے اڑتے اور چڑھتے
 کے لیے اس کے اڑنے کے لیے اس کے اڑنے کے لیے اس کے اڑنے کے لیے
 گوشت اعلیٰ کا تھا۔ کیونکہ اس کے ہونٹوں میں چبنے

جیوری کا کارکن مقرر کر لیا گیا۔ سماعت جاری رہے گی اور یہ جیوری جانے کہ سنہ ۱۹۷۱ء سے کوئی ایسا کارکن کیا۔

وکیلے استغاثہ نے چٹ اور ٹیٹے سے بولا۔

وکیلے استغاثہ کے ساتھ حاضرت خلیفہ خلیفہ اور اس سے تھہرے کی سماعت جاری ہو چکی ہے۔

جیٹیس نے جو اعداد و شمار پیش کر کے طرف دیکھا

ہو گیا۔

اعت سے کوئی تعلق نہ ہے۔
 ”کالم نے چوری کے سمرے اور کان کے سامنے
 لپٹے بیٹھتا کان اٹھار کیا؟“ خائفے سے چمکا۔
 ”میں بارے میں اتن سے بھی پا چمکا چاہیے۔“
 بندر سے منہ ہٹا لیا۔
 ”جتنے سے خائفے اتنے اڑا کر۔“

میلڈس اسحاق جی کہتے ہوئے جے بیوہ۔ "آپ کو
فصل کی بجائے غور نہیں کرنا چاہیے ورنہ یہ عقدہ مایک
استاندارت میں گام۔"
وکیل ممتاز علی داس، اس تمام کارروائی کے دوران میں
مواظیہ نظر ہاں دیکھیں وہ کسی جانتا تھا کہ جس کا ہمارا
دوسری سے نکل جائے اور وہ ایک ایسے رکن سے عزم ہو
کہ جس کے اصول کو بے تصور کر کے لے لیا ہو اسے
شہرہ رسا۔ "وکیل استیلا سے تعلق ہوں۔ ہمیں سسر
کچن کو جیڑی میں دیکھنا چاہیے اور وقتے کے
جہاز کا رہتی جائے۔"

اور مجھے پانچ گناہوں سے بچ کر رہنے کی اجازت
 دے دی ہے، اور انھیں سے اس دولت میں جو میں اظہار
 اصل کا بھی انصاف کے کمرے سے نہیں آئے گا۔ مجھے
 اس موقع سے انصاف دیا جائے گا۔

”کے رہے مجھے بھلا کر جس سے تارو ہے“
 برہنہ دستوں کے پار سے معلوم حاصل کر جس میں
 جس اور اس کا کام رہے۔

ہم نے یہ معلومات غلط شروع کی تھیں۔ یہ سچ ہے کہ ان کے پاس کے کیم کے جو طریقے اختیار کروا رہے وہ کچھ بڑے ہی نیکو تھے۔ کراچی سے کہنے کے بغیر یہی سب بات ہو چکی ہو گی۔ ان باتوں میں کچھ تو کھوکھروں میں گھس چکی ہیں۔ ان کے اندام آجائے اس کے نتیجے میں جیل میں جا کر پھنس جائے۔ یہ سچ ہے کہ وہ نہایت کڑے اور ڈراما کا چارہ چاہتے تھے۔ ان کو یہ باتیں نہ تھیں کہ ان کے کراچی کے چاہنے والے تھے۔

کتنی کا پانی ہو جائے اور اس کے بعد بھی خریدار کے لیے اس رو سے بھی پیش پانی ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ ذیل میں کا پانی ہونے کے ساتھ ساتھ چھ لگانا کوئی اخیر بھی تھا۔

بہتر کسی میں مزید وضاحت کیا اور اس کی بھین تھیں۔ وہ کہہ سکتا ہے ہونے پلا۔ ”خرچہ اس کو لوگوں سے زیادہ معارفی ناکارہ اور اظہا میں لگتی کی۔ اس کے لیے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کڑیل کے ساتھ کیا ہوا۔“

جو میں نے اپنی نظر میں اس کے چہرے پر یہ عبادتیں اور پلا۔ ”کیا یہ بچ نہیں ہے کہ ذیل و اس میں فروخت کرنے کے خلاف تھا؟“

بہتر نے اہانت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”اس کا خیال تھا کہ میں کوئی کچلا کھیتا ہوں۔ وہ بے خوف تھا اور وہ بھی اس نے ہڈ کے اس میں کوئی اپنے حق میں قائل کر لیا تھا۔ مجھ اور مجھے اس کی رائے کے خلاف عمل کرنا پڑتا۔“

”لیکن نہیں واکس کے گل سے بہت کاغذ ہوا اور ہمارے جسے میں چار کڑو ڈالز سے زیادہ ڈالے۔ کیا یہ ہے؟“

ہوا میں ہمارے سے پرتز اور ڈالز میں کوئی اتنی صراط میں کے وقت کارے۔

”کیا لوگوں کے علم میں یہ بات تھی کہ واکس اس کتنی کی فروخت کے خلاف ہے اور اس طرح وہ جتنے کے لوگوں کو ایک بڑے کاغذ سے دور دیکھ رہا ہے؟“

بہتر نے ایک بار پھر اہانت میں سر ہلایا۔

”اس کا مطلب یہ ہے کہ جسے مارے پرتز اور ملازمین اور ان کے سرٹھے واروں کے پاس واکس کو لگنے کی وجہ سے ہو گئی۔“

بہتر نے پندرہ ڈالز میں کہا۔ ”میں جوں جی وہ واحد شخص ہے جس میں واکس کی لائی کے پاس آؤں گے بہت پڑا گیا۔“

جتنے سے گلا صاف کرتے ہوئے جو میں کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور بولی۔ ”ہمارے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ عظیم کرم کے اور واکس کو اس کی بات کو دیکھیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے لوگوں کے درمیان شہادت پکڑاؤ۔“

اس نے مجھے واکس کی کال موصول ہوئی۔ وہ ایک پراچہ سے سرائے میں تھا اور جو میں کے لیے بھی کئی فری

لاس کے طور پر چکا کر رہا تھا۔ وہ میری آواز سن کر مجھے اندر بولا۔ ”آہ بھئی! کیا تم بھی جیسے کے ساتھ حالت کو کر رہے ہو؟“

”نہیں۔“ میں نے جھوٹ بولا۔ ”لیکن میں تمہارا پیغام اس تک پہنچا سکا ہوں۔ اس کا کیا ہے؟“

”اسے دیکھنا کہ میں کس منٹ میں کچل رہا ہوں اور میرے جگ میں اس کے بہتے ہوئے۔“

میں نے اس طرح بے بات جو میں کو بتادی اور اس نے اپنا در کمر اہت کے ساتھ بچ کے کہا کہ وہ میں منٹ کے اندر قائل کو سامنے لے آئے گا۔ کاش۔ اسے ٹھوک لگا ہوں سے دیکھا جیسے اسے جو میں کی بات پر اضاہار کیا ہوا۔ پھر اس نے اسے باہر لے کر وہ لوگوں پر کمر چاڑھ کر گئے۔

جو میں نے اس بار دیکھ کر واکس کو کھانا کرتے ہوئے کہا۔ ”نہیں اس بات کا قلم کہ واکس تمہارے دونوں مستقبل کے عدائے شدہ کاوٹ ہے؟“

گھر کا آواز آ رہا تھا۔ ”دیکھا اور بولی۔“ میں صرف یہ جانتی تھی کہ یہ اڑھ چوری کر رہا ہے جسے وہ کھیتی کے لیے بھیجتا ہے۔“

جو میں نے اپنی بھین اوپر اظہا میں لکھیں کوئی اعتراض میں کیا پھر وہ انجینی ڈیکری جاکر مڑا اور بولا۔

”اور میں۔“

وہ گھر کی ایک اس کے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ تو میں نے اظہا میں سانس پھری اور میں سوال پڑا کہ واکس نے اس کے اس نے اس کے منٹ میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”میں جوں نے مجھے بتایا تھا کہ میں جتنے کی انجینی اور وہی میں جوں میں سے زیادہ پکھن کھاتی تھی۔“

”تمہاری شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا؟“

”دو سال۔“

”شادی سے پہلے وہ دب سے اس کتنی کے لیے کام کر رہا تھا؟“

اس کے چہرے پر انجینی کی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ کہنا چاہی ہو کہ یہ سوال اس کے شوہر سے پوچھا جائے لیکن پھر اس نے غرضی بتا دیا کہ وہ شرم سے ہی اس میں جھجھکتا ہے۔ وہ پھر جھجھکتا ہوا کہہ رہا تھا۔

”جوں اس کا بیٹا کھانا تھا؟“

”گو زیادہ سات سال سے وہی کام کر رہا تھا۔“

”میرا خیال ہے کہ اسے اتنا ضرر ہو گیا ہوگا۔“

”کیا تم نے شادی سے پہلے اسے معاوضے پر دیکھا

کے ہے؟“

اس نے اہانت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”میں جوں کو اپنے بیٹے دیکھ کر دھوکا دے گا کہ اس کو اس کے منٹ میں کچل کر بہت وقت دیا تھا اس کے اس کا حصہ کی بہت زیادہ تھا۔“

”اس معاوضے کی رو سے اگر تمہارا شوہر کسی کا قاضی معافی جرم میں قصور وار ہے تو تمہاری زندگی میں کیا ہوگی؟“

”میں نہیں جانتی۔“

”تم نے یہ جاننے کے لیے کسی دیکل سے مشورہ نہیں کیا؟“

”نہیں۔“

جو میں نے کھنکھارے اور بولا۔ ”یہ ایک ضروری سوال تھا کیونکہ اگر اس پر عمل ہیام جرم کو بوجھا تو اسے جوں کی ایک عیب کے لیے معاوضے کی رو سے میں نے زائد کاغذ ہو گا۔ کو بوجھا ہوا ہے پاس دوسروں کے متعلق میں ذیل واکس کو کچل کر اسے اور اپنے شوہر پر اس کا الزام ہما کر کے کارڈ اور جرم ہو گا۔“

اس سے پہلے کہ واکس کوئی جواب دیتی، اس نے حالت کارڈ اور دیکھا اور نام اندر اس کے ہاتھ میں کس اسے دیکھ کر چمک گیا۔ واکس کا چہرہ بھی زرد پڑ گیا لیکن اس نے غرضی اپنے آپ پر قابو پالیا اور اپنے شوہر سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی۔ ”میں اس کی بات مت سنو۔ یہ تمہارے ساتھ چلا کر رہا ہے۔“

”جوں رہا رہا۔“ جو میں نے ملاحظہ کرتے ہوئے کہا۔ ”میں نے ذیل واکس کو اس میں نہیں بلایا تھا کہ اسے گل کر سکوں اور میں میں نے تمہارے شوہر کو گل کر کے دیکھ بلایا تھا کہ وہ جوں کے ساتھ اس طرح بل کا نام اس کے سر آ جائے۔“

”یہ جھوٹ بول رہا ہے۔“ میرا کہیں کہ اس کی بات مت سنو۔“

جو میں نے نظر انداز کرتے ہوئے غلے میں جوں کی طرف بڑھا اور بولا۔ ”اب میں جان لیتا ہوں کہ کتنے وہاں یہی کی خدمت کی غرض سے نہیں بلایا گیا تھا کہ میرے شوہر سے جو یہ کوئی عیب نہیں تھا۔ واکس کو اس کے گل کرنے کی نیت سے اسے اس گل میں بلایا۔ تم نے مجھے دیکھ کر نہیں دیکھا کہ کوئی حالت میں بلے گیا ہے جس نے یہ پھر میرا دیکھا کہ میں چاہوں بلے چھوٹے ہو تمہاری بیوی نے اس معاوضے کے بارے میں اس سے مشورہ کیا تھا یا نہیں۔ تم نے اپنی بیوی کی کال میں خود کے لیے یہ بھی کئی اور

اس کی پکار پر اس گل کی جانب دوڑنے چلے گئے۔“

”میں جس نے اپنی انجینی نہیں دیکھ کر اسے اور تین سر ہلایا۔ اس کے بعد جو کچھ وہاں کا قاضی کھنکھارے گا۔ واکس اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے عالم میں جوں کی طرف بڑھی۔ میں جانتا تھا کہ واکس کا بچہ نہیں کھڑی غرضی اور جوں والے کے بڑے اور وہاں نے واکس کو کھڑا کیا۔ وہ کئی دیکھ اس کی طرح بچہ کر رہی تھی۔“

☆ ☆ ☆

”اس پر ابھی تو چمکی کا کچل رہا ہے جسے اور چمکی چال میں نہیں لگی۔“ میں نے کھنکھارے کر جوں سے کہا۔

”تم کیا کہہ رہے ہو؟“

”جوں جگہ جاتے ہیں کہ میں جوں سے گناہ ہے اور یہ اس کی بیوی اصل کا ہے۔ میں نے اسے اس کے دوران پوری کارروائی کا پتہ چلا دیا اور تمہارے لیے واکس کا کہ یہ حقیقت جان کئے جسے خود میں نے لکھا چاہ رہے تھے۔“

”تم نے نام کو اس دیکل کے پاس بیٹھا تھا کہ تمہارے اٹھ ایک کالی لکھتا ہے تمہاری قسمت تمہارے جسے کہ سب کچھ کہیے ہی وہاں جیتا چاہ رہے تھے۔“

میں نے دیکھا کہ کمر آنے کے بعد اس کا موز خاصا غرضی ہو گیا تھا۔ اس وقت میں وہ ایک کالی کا انتخاب کرنے میں صرف ہو گیا تھا کہ وہ اپنی کپڑے کے ساتھ ڈالز میں سے۔ کارڈ وہ ایک کالی پند کرنے میں کامیاب ہو گیا اور آئینے کے سامنے غلے ہوئے ہوئے بولا۔

”اور میں کوئی نہیں کھیل رہا تھا۔ مقدمہ کے کارروائی شروع ہونے کے کتنے بعد بھی میں جان لیا تھا کہ کارڈ کھینچا گیا ہوگا۔“

”میں جھنجھکتا نہیں آیا۔ کو کہو مجھ سے کہ جوت نہیں ہوں گے لیکن جو کچھ وہ بتا رہا تھا، وہ نامکمل تھا۔ میں نے یہ جتنی کے عالم میں چمکیا۔“

”تم یہ سب کہہ جاتے تھے۔“

اس کی کئی عبادت میں جب میں نے اخبار میں پڑھا کہ ذیل واکس کے گل کے صرف میں ہفتے بعد ہی کوئی فروخت کر دیتی تو مجھے اس کی میں معافی تک کھڑا آیا گیا وہ لوگوں کو اپنی کھنکھارے اور پیادہ سے اٹھا کر بے خوف بناتی تھی۔ حقیقت کے یہ سوا اور میں نے اپنے شوہر کی طرف دیکھ کر دیکھی لیکن میں نہیں سمجھ کر وہ پھر جگہ کی انجینی کھڑا ہے۔ جب میں نے اسے غلے میں سے جگہ کرتے ساتھ مجھے نہیں ہو گیا کہ وہ اسے مقدمہ میں پھنسا رہی

دور میں ایسا کہاں ہوتا ہے۔ ہاں، اسے کوئی نفسیاتی مسئلہ ہو اور مردوں کی حریت نہ پانچ سو گنت کی ہو تو ایک بات ہے۔

”اس مطلب سے کہ اس کے سر کی مرد سے خلیہ اعتقادات تھے اور ایسی اعتقادات کی وجہ سے وہ ماری کی؟“

”ہاں درست اس کے گل کا اور کیا جاز ہے۔ وہ ابھی پست پر مچی، ابھی غاصی دولت مند کی تھی۔ اسے ذات سے کوئی اسٹیبلشمنٹ بھی وابہ نہیں تھی کہ اسے اس معاملہ ابھی تک سب سے چھپا ہوا ہے اور قائل ہے اس کے بھڑے عام ہونے کے بعد شے کی وجہ سے شہرین کو لطف میں گل کر دیا۔“

”ابھی دیکھ لے۔“ ہری نے سر ہلایا۔ وہ آتے ہوئے کانے کا ایک کپ لے آیا تھا اور اب اس کے گھونٹ لے رہا تھا۔

”چنانچہ کل ایک ہفتا ابھی اس کا امکان ہے کہ قافل نے پہلے سے اس کی منصوبہ بندی کر لی ہو۔“

ہری نے اعتراض کیا۔ ”اگر کوئی... کیا ضروری تھا کہ شہرین آج جھڑا انک کا گھر آتی؟“

”قافل نے قسمت پر بھروسہ کیا ہوگا۔“ میں نے کہا۔

”ابھی اس کی تصدیق کر لیتے ہیں۔“

میں نے ٹوٹ بک لگا کر اس میں اس ایک کپ کا سٹیل ٹون ٹھہر دیکھا۔ اسے اپنے سٹیل ٹون سے لال کی۔ ”میں ابھی آدھرا ایک بک کر رہا ہوں۔ تم سے دو سال کر لے ہیں۔“

”ضرور دیکھ لیں۔“ اس نے کہا۔

”تو آج کرفٹ میں یہ خرابی آج ہی ہوئی یا اس سے پہلے ہی ہو سکتی ہے؟“

”اس سے پہلے تین چار بار ایسی طرح کی یاد دہانی ہوئی ہے۔ میں سٹیل ٹون کے سپر وائرڈز اس کی تحریر کی حفاظت بھی کرتی ہیں مسئلہ تک مل نہیں ہوتا۔“

”دوسرا سوال اب یہ ہے۔ کیا شہرین ہمیشہ بالوں میں جھڑا انک لگا کر تھی؟“

”میں نے اس کو سوائے جھڑا انک کے، بالوں میں اور کچھ استعمال کرتے نہیں دیکھا۔“ ہاں ہر گز ایک کپ نے لیجھنے سے اجازت نہ دی۔

ٹون بند کر کے میں نے ہری کی طرف دیکھا۔

”تصدیق ہوئی۔ لطف میں خرابی پر اپنی بات ہے اور ایک بے گناہ کی یہ کہ تم میں چار بار ایسی طرح کی خرابی کا مظاہرہ ہو چکا ہے۔ دوسرے اس نے لیجھنے سے کہے کہ شہرین ہمیشہ

جھڑا انک ہی لگا کر تھی۔“

”اس کا مطلب ہے کہ تمہارا مظهر درست ہونے کا امکان ہے۔“ ہری نے دیکھی بھر فرار لیجھ کر کہا اور میں دل ہی دل میں کہتا تھا کہ اگر ہاں اس کی دیکھی بھر فرار ہے۔

”میں شہر میں سے اس امکان کا جائزہ لیتے ہیں۔“ غرض کر لو ان تین مردوں میں کسی ایک سے شہرین کے اعتقادات تھے۔ خابہر سے مرد کی دیکھی عارضی تھی اور وہ صرف شہرین کے سمن سے غور و خیز کر رہا تھا۔ دوسری طرف شہرین اس معاملے میں تنبیہ تھی اور وہ بھڑی تھی کہ مرد کی تنبیہ تھی۔ کوئی بھی اذیت جب کسی مرد کو معاملے میں تنبیہ ہو تو اس کا مطالبہ کیا اور شہرین کی طرف جانے۔ شہرین نے صورت شادی کا مطالبہ کیا اور پہلے سے شادی شدہ اور بچہ والا تھا۔ وہ اپنی بیوی کا نہیں کوئی چھوڑ سکتا تھا اس لیے شہرین کو ان کا شہر ترک کر دیا۔ لیکن جب اس کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا تو ہری نے اسے عمل کر لیجھ کر کر دیا اور اس سے شادی نہیں کر سکا۔ وہ شہرین سے فعلی کر عارضی حیثیت دیتا ہے۔

ہری نے کانے کا ایک کپ خالی کر کے اسے بے پروائی سے کار سے باہر بڑک کر طرف چھپا کر دیا۔ قافل نے اس کا مطالبہ کر کے کھینچ کر سٹیل ٹون سے گھر لے کر اس کا سٹیل ٹون قافل سے اپنے ہاتھ میں لے کر۔ ”مردی طرف سے افکار کے بعد اب ہم آتے ہیں شہرین کے ٹکڑے ڈھلے پر۔ عام طور سے غور و خیز ان کی صورت میں کیا کرنا چاہیے ہوتا ہے؟“

”بہت خوفناک۔“ میں نے ہاشی کا ایک واقعہ یاد کر کے بھڑی بھڑی کیا۔ جب میں اس کی ایک مشکل میں پھنس گیا تھا اور اس نے وہاں کوئی دھڑلے سے ہاتھ دھوئے دوڑے رہ گیا تھا۔ وہ ابھی ایک ہی جہاز میں پھنسے چل رہا تھا۔ میں چلتی چلتی اس پر اپنے ساتھی کی ایک کپاڑا کرنے کی ہر گز کوئی فکر نہ تھی۔

”شہرین نے بھی کیا کیا کرنا چاہا لیکن پہلے اس نے مرد کو دھمکی دی تھی اور اسے بتایا ہوگا کہ وہ اسے بچوں پھوڑ کر اس کی جگہ میں جا سکتا۔ اسے اس کی کوئی بہت بڑی قیمت اور کیا پڑے گی۔ دیکھو، تین مرد اپنی بیٹیوں میں ایسے مہلوں پر تھیں۔ تینوں کی عمریں چالیس کے آس پاس ہیں۔ میں نے اس پر بھی ترقی کر کے آگے جانے کا ہاشی ہے۔ ہم غرض کر لیتے ہیں کہ تینوں اپنی عمریں زندگی میں ختم ہیں۔ اس صورت میں مذکورہ مرد کے پاس شہرین کی دھمکی سے بچنے کے لیے ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے۔“

”کہ وہ شہرین کو گل کر دے۔“ میں نے خوش ہو کر کہا۔

”بالکل۔“ ہری نے کہا اور پھر میرے گھر میرے بچوں کے بارے میں ساری ہوا لگا دی۔ ”اسی کے بچے میرا خیال ہے کہ کوئی ایک بچہ ہیں۔ شہرین کے بچے میں پہلے سے چار چھ ہی بڑی حالت میں کر سکا کہ اسے اس طرح عمل کرے جس میں اس کے بچے سے جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوں۔“

میں بھجلا گیا۔ ”جب تمہارے خیال میں کیا وجہ ہو کہ وہ بچوں سے کہ قافل نے شہرین سے کوئی ایسا خطرہ نہیں کیا کہ اسے اس کی دہانے میں دھکیل دیا جائے اور اس لیے اب ایک لکھ میں لائے گی تو اس نے موقع ہیثیت جان کر اسے گل کر دیا۔ ہاں شاید بے خطرہ ہو کہ اب شہرین کو موقع دیا اور وہ اس میں پھوڑے گی۔“

”یہ کیا بات ہوئی؟“ میں نے اعتراض کیا۔ ”ابھی میں یہی بات کہہ رہا تھا تو تم نے اسے سزا دے کر دیا اور اب خود یہی بات کہہ رہے ہو۔“

”میں نے گھر ہاں کو قافل کے سامنے شہرین کا خطرہ ایک سامنے آ اور اس نے فوری طور پر اس سے بچنے کے لیے اس کا سوا ہوگا۔ لیکن یہ کوئی حق ہے لیکن اسے میں نہیں سے کہہ رہا تھا مظهر درست ہو۔ خوف زدہ نہیں ہوا۔ لیکن اسے اس کا خطرہ دور ہوتا۔“

”مردی طرف سے افکار کے بعد اب ہم آتے ہیں شہرین کے ٹکڑے ڈھلے پر۔ عام طور سے غور و خیز ان کی صورت میں کیا کرنا چاہیے ہوتا ہے؟“

”بہت خوفناک۔“ میں نے ہاشی کا ایک واقعہ یاد کر کے بھڑی بھڑی کیا۔ جب میں اس کی ایک مشکل میں پھنس گیا تھا اور اس نے وہاں کوئی دھڑلے سے ہاتھ دھوئے دوڑے رہ گیا تھا۔ وہ ابھی ایک ہی جہاز میں پھنسے چل رہا تھا۔ میں چلتی چلتی اس پر اپنے ساتھی کی ایک کپاڑا کرنے کی ہر گز کوئی فکر نہ تھی۔

”شہرین نے بھی کیا کیا کرنا چاہا لیکن پہلے اس نے مرد کو دھمکی دی تھی اور اسے بتایا ہوگا کہ وہ اسے بچوں پھوڑ کر اس کی جگہ میں جا سکتا۔ اسے اس کی کوئی بہت بڑی قیمت اور کیا پڑے گی۔ دیکھو، تین مرد اپنی بیٹیوں میں ایسے مہلوں پر تھیں۔ تینوں کی عمریں چالیس کے آس پاس ہیں۔ میں نے اس پر بھی ترقی کر کے آگے جانے کا ہاشی ہے۔ ہم غرض کر لیتے ہیں کہ تینوں اپنی عمریں زندگی میں ختم ہیں۔ اس صورت میں مذکورہ مرد کے پاس شہرین کی دھمکی سے بچنے کے لیے ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے۔“

”کہ وہ شہرین کو گل کر دے۔“ میں نے خوش ہو کر کہا۔

”بالکل۔“ ہری نے کہا اور پھر میرے گھر میرے بچوں کے بارے میں ساری ہوا لگا دی۔ ”اسی کے بچے میرا خیال ہے کہ کوئی ایک بچہ ہیں۔ شہرین کے بچے میں پہلے سے چار چھ ہی بڑی حالت میں کر سکا کہ اسے اس طرح عمل کرے جس میں اس کے بچے سے جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوں۔“

میں بھجلا گیا۔ ”جب تمہارے خیال میں کیا وجہ ہو کہ وہ بچوں سے کہ قافل نے شہرین سے کوئی ایسا خطرہ نہیں کیا کہ اسے اس کی دہانے میں دھکیل دیا جائے اور اس لیے اب ایک لکھ میں لائے گی تو اس نے موقع ہیثیت جان کر اسے گل کر دیا۔ ہاں شاید بے خطرہ ہو کہ اب شہرین کو موقع دیا اور وہ اس میں پھوڑے گی۔“

”یہ کیا بات ہوئی؟“ میں نے اعتراض کیا۔ ”ابھی میں یہی بات کہہ رہا تھا تو تم نے اسے سزا دے کر دیا اور اب خود یہی بات کہہ رہے ہو۔“

”میں نے گھر ہاں کو قافل کے سامنے شہرین کا خطرہ ایک سامنے آ اور اس نے فوری طور پر اس سے بچنے کے لیے اس کا سوا ہوگا۔ لیکن یہ کوئی حق ہے لیکن اسے میں نہیں سے کہہ رہا تھا مظهر درست ہو۔ خوف زدہ نہیں ہوا۔ لیکن اسے اس کا خطرہ دور ہوتا۔“

”مردی طرف سے افکار کے بعد اب ہم آتے ہیں شہرین کے ٹکڑے ڈھلے پر۔ عام طور سے غور و خیز ان کی صورت میں کیا کرنا چاہیے ہوتا ہے؟“

”بہت خوفناک۔“ میں نے ہاشی کا ایک واقعہ یاد کر کے بھڑی بھڑی کیا۔ جب میں اس کی ایک مشکل میں پھنس گیا تھا اور اس نے وہاں کوئی دھڑلے سے ہاتھ دھوئے دوڑے رہ گیا تھا۔ وہ ابھی ایک ہی جہاز میں پھنسے چل رہا تھا۔ میں چلتی چلتی اس پر اپنے ساتھی کی ایک کپاڑا کرنے کی ہر گز کوئی فکر نہ تھی۔

”شہرین نے بھی کیا کیا کرنا چاہا لیکن پہلے اس نے مرد کو دھمکی دی تھی اور اسے بتایا ہوگا کہ وہ اسے بچوں پھوڑ کر اس کی جگہ میں جا سکتا۔ اسے اس کی کوئی بہت بڑی قیمت اور کیا پڑے گی۔ دیکھو، تین مرد اپنی بیٹیوں میں ایسے مہلوں پر تھیں۔ تینوں کی عمریں چالیس کے آس پاس ہیں۔ میں نے اس پر بھی ترقی کر کے آگے جانے کا ہاشی ہے۔ ہم غرض کر لیتے ہیں کہ تینوں اپنی عمریں زندگی میں ختم ہیں۔ اس صورت میں مذکورہ مرد کے پاس شہرین کی دھمکی سے بچنے کے لیے ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے۔“

[illegible]

”ابارمنٹ تو بڑا شاعر ہے۔ ہری اکیا تم رشتہ لے کر شروع کر دی ہے؟“

”یہ اس خستہ کار کا ابارمنٹ ہے جو آج تک قتل کی قتل کی ہے اور اس کا قاتل بھی قتل میں موجود تھا۔“ میں نے جلدی سے وضاحت کی تاکہ ہری کا منہ بند نہ ہو۔

جلدی ہی ناراض ہو جاتا تھا۔ ”اب امکان ہے کہ قاتل میرا کلاں دور کرے گا اور دور کو قتل کرے گا کہ خبرن کے پاس اس ابارمنٹ کو کتنی چیز ہے تو یہاں سے نکال لے جائے گا۔“

”ہرقت اس کی طرح بھی کرے گا کہ آگے وہاں لڑائی کرے گی کہ وہاں آگے۔“

”میں سمجھ گیا۔“ ہری نے کہا اور ستانے چڑھا کر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اس نے اٹھنا بھی نہ دیا اور اس میں سے سائیکل سوار کے اوڑھی قسم کے جاسوئی کے آلات نکال کر اپارمنٹ میں آگے لائیں۔

دیکھ کر سنا تو ہری وہاں بات کا بھی خیال ہی رکھتا تھا کہ ہری آگے والے کو ٹیکرے یا دوسرے آلات دکھائی تو دیکھ اس نے پتھر اور آٹا دکھایا اور اپنا منہ بھٹ بھٹے میں کر کے اور اس سے پتھر وہاں سے کھینچ کر اٹھائے۔

اس نے کلاں کے رولڈ کے رولڈ پر نوٹ پریم ڈھانپا اور اس کے سامنے کالے تھے، جب اسے پتا چلا کہ یہ کلاں خشابہ اعلیٰ کے پائپ کیس ہے۔

”میں نے اس سے کہا۔“ ”یہ ایک اہم شے ہے سامنے لیں۔“

”میں کسی شکل میں نہیں بن سکتا تھا۔“

اس کے جانے کے بعد ہی ہری نے اٹھ کر ابارمنٹ کے باہر نکلتے ہی مگر جانے کی بات کی۔

”اب آج سناختے بہت اچھا ہر زمانے کا طالعان کا ہے۔“

میں نے ہری کا رشتہ میں ایک سب سے زیادہ اہم کام کہا جہاں سے وہ مگر جانے کی بات نہ کر سکا تھا۔ میں وہاں سے ہری کے پاس گیا۔

میں کلاں کا رولڈ اپنا چھوڑ کر خود اپنی کار کے کمرے کے لیے روانہ ہو گیا۔

انگلے روز کچھ پہلے میں خبرن کے ابارمنٹ میں آگے وہاں ایسی ہی کچھ آٹا اور ہری مگر دیکھتا تھا کہ کلاں کے سامنے اس کے دو کھنڈر ہری کے سامنے لائے گئے تھے جاتے ہوئے دھڑلے سے کر گیا۔

میں کلاں کو دیکھ کر اٹھا اس لیے ہی کہ وہاں کا کلاں استعمال کر رہے تھے۔ اس طرح تو ہری ایک سے بڑھ کر ایک میں ایک گاڑی کی کوئی کچھ نہیں ہے کہ خبرن کے ابارمنٹ پہنچے تو ہری کی گاڑی چلا گیا۔

اسے قاتل سے زیادہ اہم شے تھی کہ ہری کی گاڑی کو ہری کی گاڑی کے ساتھ لے گیا۔

دروازے کا لاک کھولنا چاہا تو وہ کسی قدر مشکل سے کھلا گیا۔
 خوشتر روز دیکھا کہ فوراً اصل کاپ تھا۔ اس نے سخت سے
 دھڑکی طرف دیکھا۔ ”گلٹا ہے، ناگ کے آنے سے پہلے
 واکس کروں گی پتے کی۔“
 ”یہ عین کا ڈانڈی اپارٹمنٹ ہے؟“ میں نے پوچھا۔
 ”ہاں، اس کے باپ سے سنا ہے کچھ ہوا ہے۔“
 اس دوران میں ہی لاک کا مکانہ کرا رہا تھا، اس نے
 ”لاک شراب پینے میں ہے۔“ سے اپنے برادر کو کھلنے کی
 روشنی کی۔ اور سنے گا کہ اسے پتہ ہے کہ ”گٹا ہوا“
 ”اچھا، یہی ہو سکتا ہے؟“ میجر نے جلدی سے کہا۔
 ”جی ہاں کوئی غیر محتاط نہیں آ سکتا۔“
 ”دیکھو، تالے کے سوراخ پر پٹا لگاؤ۔“ جی۔اے۔اے کا
 مطلب ہے کہ کسی نے درست چابی کے بجائے اسے کی اور
 جڑ سے کھولنے کی کوشش کی۔
 ”یہ صرف حرف ہوئے ہو اور تم چاہتے ہو کہ میں
 ہوں۔“ اس نے کوئی غیر محتاط رہا ہے۔ آسانی سے اندر
 آ سکتا ہے۔“ میں نے ذی سے کہا، اگر کزنش روز کی طرح اندر
 آکر وارہ نہ بن گیا۔ میجر بھی پاور ہاؤس کا تھا۔
 اپارٹمنٹ کی حالت گریبا و پتہ تھی جس کی کزنش روز کے
 بھی کسی عمر جہاد کی خبر ہے کار کاٹوں نے خصوصاً کر لیا کہ کون
 آیا تھا اور اس نے نہایت احتیاط سے تلاش کی تھی۔ اگر میں
 اندر کی کچھ تلاش میں حاضر کر کے نہ جاتا تو شاید میں بھی پتا نہ
 پاتا۔ یہی نے نہ فضا سمجھنے کے انداز میں تاک اور پر کر کے
 کہہ۔
 ”جیسا کہ کوئی آیا تھا۔“
 ”کہا تو اب یہ رہا؟“ ”ایسے ہی دنوں میں کہ اس نے
 جاتے تھے کہا۔ اس نے اپارٹمنٹ میں بڑے سیرے اور اردو
 لگائے تھے۔ یہ سارا تاتہ عمل طور پر خود کا تھا۔
 کہتے تھے کمرے سے R چلتے تھے کبک کبک تھیں رنجی پینڈی کی
 جڑ سے موٹی بنا تھے تھے۔ چوتھ میں مایہ کی تھے
 سیرے اور رنگ لال تھے اور میں رنجی کی طرف روانہ ہوا۔
 کچھ اسی اپنے غصے میں کہ اس نے ایسے ہی پہلے کمروں
 کی دکانوں میں کچھ کچھ لیا تھا۔ کچھ کچھ لیا تھا۔
 اس کے بعد، خودی چلا کر دکھانے لگا۔ اس میں سخت دھت کی
 آیا تھا۔ اس نے دروازے کی تیز کردی تھی اور بڑے سارے
 کی لکڑی پر سب واضح دکھائی دے رہا تھا۔ پہلے سب واضح
 دروازے کے کمرے کی دیواروں کی کچھ ہے تھے۔ اچانک
 کئی تیزی سے اندر آیا تھا۔ اچانک ہی فوراً دھن دہا

[illegible]

سیرات

سکیم انور



بعض اوقات مختصر سی ملاقات میں قربت کا کبیرا احساس ہو شیدہ ہوتا ہے... اور کبھی زندگی کی کئی ماہ و سال ساتھ بتانے کی بار چود ایک ہوسو کے مزاج و عادات سے ناواقفیت ہی رہتی ہے... ایک دوسرے سے وابستہ کی جان والی فوجات کا شاکسناست...

ایک چاندنی دیکھنے والے انتظام سے حرم... جرم اور محبت کا کوکھا انجم

سیرت کا وہاں تھا اس وقت تک کہ وہاں سے تھے۔
ساہن نامی کے تیر ہر بیٹا ایمان سے اختیار ہر دا
قہ چینی کان ہونے کی وجہ سے ہر جاہنے کی جلدی کی
تھیں کی وہ کرشمہ شفق کا مگر زبانی کے سوا خاصا تنک چکا
تھا اور آج چینی کے دل میں آرام کرنا چاہتا تھا۔
اسی ہی کئی سال میں بن تھا تیار کرنے میں صرف تھی۔
وہ شب خرابی کا لباس بھی تبدیل نہیں کیا تھا اور رینگ
گاؤں پہن ہوتے تھی۔ یہ ان دنوں کے لیے ایک مخصوص
چینی کا دن تھا۔

”آج تمہارا کیا بیان ہے، سہل؟“ اس نے اظہار

قہار دہشت دہ ایک سطر تھا اور لوگوں کو لہجہ تھکن کے
لئے استعمال کرتے وقت ان کی قافیہ اعتراض دے جاتا تھا تو
اور پھر انہیں ایک سطر کے کرم وصول کرتا تھا جو در خواہ
تھیں سے پہلے ہی ہوتا۔ ان سے ذرا کو قطرہ لانا ہو گا تو
کہ وہ اس کا راز قافیہ کر دیں اور وہ قانون کی گرفت میں
آجائے گا۔ وہ اب تک بڑی قانونی اور معافی سے اپنا کام
کرتا تھا۔ یہ نہیں پتا تھا کہ اس کا کسی بھی قسم کا بھرا
ریکارڈ نہیں کی گھر میں آئے اور وہ جس جگہ سے

اس نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی اور دونوں لوگوں کو
ایسی تندرست دیکھ چکے تھے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت
کے کئے اس لیے وہ صاف دیکھ گیا اور پھر دونوں لوگوں
کے قافیہ کی سرخ زبانی سے۔ تھیں کا معاملہ ایک قہار
ذرا کی اس کا قاتل تھا تو ہوتی تھی اور بظاہر راج دے
صرف اپنی تھکن کا سامان کیا تھا۔ تھیں کو ایک سطر کرنے کا
اس کا ارادہ نہ تھا کیونکہ اسے کم نہ تھا تھیں دہشت منہ
ہے۔ وہ صرف اس کے کسم کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہوا
تھا اور وہ تھیں بھی تھیں قافیہ ہو گئی تھی تھیں ان
اجانک اپنے سامنے پا کر اس کے ارمان خطا ہو گئے اور وہ
تھیں میں جتا ہو گیا۔

تھیں کا شاید ایسا کوئی ارادہ نہ ہو لیکن طبع و جہ کا مالی
کے ہو گئے تھیں وہ اس کے کوئی خطرہ مول نہ تھا۔ سب
تھیں۔ اسے سطر تھیں ہوا تھیں ان کا کہا ہوا ایک تھیں ایک
اشارہ تھی اسے تیار کرنے کے لیے کئی ہو گئے۔ تھیں کو
سامنے دیکھ کر وہ آج دعویٰ ہوا کہ جب اچانک تھیں کی
لائی تھی، اس نے رکی اور اندر اچھڑا ہوا تھیں تو اس نے بے
اختیار تھیں کے پاؤں سے جڑا ایک کال کر اس کی تھیں
میں صوبہ دی۔ وہ جان دیتے ہوئے رو رہا تھا اور اسے اپنی
تھیں کی قرار دے رہا تھا۔ اسے سڑے موت ہوا تھیں
تھی۔ اس کی زندگی صرف ایک تھیں کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی
اور وہ تھیں کی گرفت میں آ گیا تھا۔

”سوچے مجھے تھیں قدم اٹھانا آخر اوقات نصیحت کا
باعث بن جاتا ہے۔“ تھیں نے کہا۔ ”مگر وہ راجل سے کام
لیتا اور تھیں کے دو کمال اعزازہ کرنا تو میں تھیں سے اس کی
کی موت میں نہ آئی۔“
تھیں سے سوچا، تھیں کی ایک کبریا تھا تھیں جب انسان
کا مالی کے پیچھے انحصار نہ تھا کہ شرع کرتا ہے تو سب
سے پیچھے رواں کا دان ہی تھیں سے پھڑکتا ہے۔

بغیر تھیں اس کے ہاتھوں میں ڈال دی۔ اگر میں اسے
گمانے کے تھیں براہ راست روکنے کی کوشش کرتا تو مجھے
خاصی جہاد چھوڑنا پڑتی۔ طبعاً چینی پائی آٹھوں سے پورا
مندر کھینچ گئی۔ تھیں میں سے ذرا کو قطرہ کھینچ پڑا۔ وہ
کر پی تھیں پیچھے ہٹے ہوئے تھیں۔

☆ ☆

”بے چاری لڑکا۔“ میں نے جگہ پر چری کا ساتھ
دیتے ہوئے اس سے کہا۔

”بے چاری کہاں سے؟“ تھیں کی دگر بگر کا مطالعہ
کرتے ہوئے لڑکا۔ ”اس کی قسمت ابھی کی کہ وہ کئی
ورنہ دے تھیں سے کہا بید کر تھیں کے بعد اس کی دولت
جانکا تھیں کے لیے اس کی کڑا تھیں اس نے تھیں
کو گھات مہارت سے چل گیا تھا۔ اس نے اسے تھیں سے
جوڑا ایک تھیں۔ شاید اسی وقت تھیں نے کہا تھا کہ یہ کیا کر
رہے ہو اور اس سے زیادہ کہ اسے مہلت نہیں کی تھیں تو
ی ذرا دے جوڑا ایک اس کی تھیں میں اتار دی تھی اور وہ
بغیر آواز کے تھیں ہو گئی۔ تم اندازہ کر سکتے ہو کہ اس نے
کتنی قوت سے دیا کیا ہو گا۔“

ذرا تھیں طاقتور آدمی تھا۔ اس کا اندازہ مجھے اس کو تھیں
کرتے ہوئے غریب ہو گیا تھا۔ اس نے گزرتاری کے بعد
دیکھ کر تھیں وہ اسے اسراف جرم کر لیا۔ کئی ماہ
چل گئی کہ کرشمہ سوس گز تھیں چلیاں گزارے تھیں طبعاً
تھی۔ وہ ہر سال کر پی کی تھیں میں تھیں جاتی تھی۔
غور بڑا میں اس کی عاقبت ذرا تھیں سے ہوئی اور دونوں
عاشق تھیں میں جتا ہو گئے۔ دونوں نے تھیں دن ایک
دوسرے کے ساتھ نہایت تھیں تھیں گزارے۔ اس کے بعد
تھیں دانی آئی اور اپنی چاب میں لگ گئی۔ تھیں نے دگر
برگ کا قاتل کرتے ہوئے سر آہ بھری۔ ”میرا اور تمہارا
اعزازہ طاعت تھا ہوا تھا۔ تھیں چٹ جانے والی صورت تھیں
تھی۔ وہ ذرا کے ساتھ صرف وقت گزارتی کر رہی تھی۔
دانی آکر وہ اسے بھول گئی تھی، ایسا وہ ہر گز میں
کر گئی تھی۔ اس طرح وہ بغیر کسی سیکڑیل کے اپنے تھیں
تھیں پورے کر لیا کرتی تھی مگر بد قسمتی سے جب ذرا نے
طبعاً کو کھینچا اور اس سے تھیں تھیں کرنے میں کا سیاب ہوا تو
تھیں تھیں سے سامنا ہو گیا۔“

ذرا کا تھیں بھی صاف نہ تھا۔ وہ اس سے قتل وہ
تھیں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ اس کا اصل مقصد
تھیں کو اپنے تھیں کے حال میں چسپاں کر دہشت کا حصول

[illegible][illegible][illegible][illegible]

نے شازین کو دارالامان سے باہر جانے کی اجازت دینے کے لیے انھیں بطور رشوت لی گئی۔ اس اعتراض کے بعد اس نے اپنی عمری کے ساتھ سر پرستی سے باز پرس کی مگر جس نے جیسے میں معلوم ہوا کہ انھیں نے اسے ہمارے ملک کے عوض شازین کی قتل کرنا تھا اور ایک رات کے بعد اسے گھر لائے گئے۔ اسے وہاں پہنچا اور ایک اطلاع ایک مہاجر مہاجر نے ہر پہنچائی۔ وہ سبھی نے شازین کا اپنا حال جانے کا پروگرام لیا۔ پھر اس نے موصوفیہ پر اطلاع دے دی۔ اور اس نے شازین کو اس کے گھر لے کر لایا۔ وہاں شازین نے اپنے چاہنے والوں کو بتایا۔ وہ پہلی کا ملازمت کے دوسرے سال کی ایک کم عمری سے بے بس بزرگ ہو گیا ہے اس لیے ہم اس بزرگ کو دیکھ کر حیرت ہو گئی۔ سرخ ریش کی کتے، البتہ اسپتال سے دارالامان تک کے روٹ کا جائزہ کر کے اس بات کا یقین کر لیا گیا ہے کہ اس بزرگ کو ایک روٹ کر کے وہاں کوٹا کر لیا ہو گا۔ اس سے مراد ہمیں گولیوں کے خول سے کے علاوہ روٹ کے دونوں جانب کے راستے پر اپنے نکلتے تھے لیکن جن سے اعزاز ہوتا ہے کہ بزرگ وہاں موجود تھے اور سبھی طور پر وہ ان کو اغوا کر کے جنہوں نے پہلے سے گھات لگا کر ایک ویران سرگرم پر اپنا کارروائی کی تھی۔

انہماج اے تصفیات سے آگاہ کر رہا تھا اور اس کے دل میں ایک ہول کی انھری دیکھ کر اس طرح اس کا کافی فوکی کر کے چھوٹا چھوٹا بڑا کر کے ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ سے اس کے دل پر چھائی تھی۔ صورت کا ایک قدرے بڑھ چلا ہے جس کے باوجود اسے یقین تھا کہ شازین پر بے چارہ بزرگی، اسی کی وجہ سے بزرگی ہے۔ وہ کسی ذاتی کی یا عام بھرتیاں کارروائی کے لیے اسے اس وجہ سے مصیبت میں گھسی ہے کہ اس کا جاپا ہی علی سے قطع ہوا تھا۔ اس جاپا ہی سے جس نے دشمن کے روپ میں دارالامان ایک خفیہ فضا پر کھڑا کر کے ساتھ ساتھ انھیں اپنے ہاتھوں... اس کے ایک بڑا ذخیرہ تیار کر دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اپنے انہی خیالوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ انہماج کے ساتھ میں موجود ہوا سیٹ ٹھکانا۔ انہماج کے مرنے کی صورت کی تو اس کے چہرے پر موجود تجویز کی تھی۔

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

”سر آپ کو دوسرے سر کرے میں جلا رہے

”میں نرس نے اسے اطلاع دی اور وہ سبلی پتھر پر نکل ہوئے تھے۔ یہاں سے وہاں سے آگاہ کر رہا تھا اور اس کے دل میں ایک ہول کی انھری دیکھ کر اس طرح اس کا کافی فوکی کر کے چھوٹا چھوٹا بڑا کر کے ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ سے اس کے دل پر چھائی تھی۔ صورت کا ایک قدرے بڑھ چلا ہے جس کے باوجود اسے یقین تھا کہ شازین پر بے چارہ بزرگی، اسی کی وجہ سے بزرگی ہے۔ وہ کسی ذاتی کی یا عام بھرتیاں کارروائی کے لیے اسے اس وجہ سے مصیبت میں گھسی ہے کہ اس کا جاپا ہی علی سے قطع ہوا تھا۔ اس جاپا ہی سے جس نے دشمن کے روپ میں دارالامان ایک خفیہ فضا پر کھڑا کر کے ساتھ ساتھ انھیں اپنے ہاتھوں... اس کے ایک بڑا ذخیرہ تیار کر دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اپنے انہی خیالوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ انہماج کے ساتھ میں موجود ہوا سیٹ ٹھکانا۔ انہماج کے مرنے کی صورت کی تو اس کے چہرے پر موجود تجویز کی تھی۔

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

”سر آپ کو دوسرے سر کرے میں جلا رہے

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

انہماج کے کمرے میں موجود بزرگ کوٹا کر رہا تھا اور اس کے دل میں ایک ہول کی انھری دیکھ کر اس طرح اس کا کافی فوکی کر کے چھوٹا چھوٹا بڑا کر کے ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ سے اس کے دل پر چھائی تھی۔ صورت کا ایک قدرے بڑھ چلا ہے جس کے باوجود اسے یقین تھا کہ شازین پر بے چارہ بزرگی، اسی کی وجہ سے بزرگی ہے۔ وہ کسی ذاتی کی یا عام بھرتیاں کارروائی کے لیے اسے اس وجہ سے مصیبت میں گھسی ہے کہ اس کا جاپا ہی علی سے قطع ہوا تھا۔ اس جاپا ہی سے جس نے دشمن کے روپ میں دارالامان ایک خفیہ فضا پر کھڑا کر کے ساتھ ساتھ انھیں اپنے ہاتھوں... اس کے ایک بڑا ذخیرہ تیار کر دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اپنے انہی خیالوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ انہماج کے ساتھ میں موجود ہوا سیٹ ٹھکانا۔ انہماج کے مرنے کی صورت کی تو اس کے چہرے پر موجود تجویز کی تھی۔

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

”سر آپ کو دوسرے سر کرے میں جلا رہے

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

”سر آپ کو دوسرے سر کرے میں جلا رہے

”میں راد ہوں۔“ یہاں تک کہ اس نے یہ مختصر جواب دیا اور جاپا ہی کے شانے پر جھکا دیتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد ہی یہ بداعوا جی سے موجود سبیل نرس ایک ویلن پتھر کے اندر داخل ہوا۔

کر رہا ہو کہ اس کی عمرانی کو چیک کیا جاسکے گا یا نہیں
 نے بھی اس حساب سے اپنی منصوبہ بندی کی تھی۔ ورم کو
 گاڑی میں بیٹھنا بھی اسی احتیاط کے تحت تھا۔ البتہ اسے
 وہاں بیٹھ ہونے پر بار کردادیا تھا کہ گاڑی گڈے اور
 کوئلے سے شہر دوڑے گا۔ ذرا بھی داماں یا مین ہونے کی
 کوشش کی تو پتہ چلا کہ گڈے۔

قدیم کے دنوں میں ورم کو جس سے پناہ دینی دیاؤ گا
 سامنا کرنا پڑا تھا، اس کے بعد یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ صدمہ
 روگردانی کرنے کی جرأت کرتا چلتا۔ وہ جہاں سے جہاں
 پر جا پھرتا۔ راولپنڈی میں اس کی ایک کپڑا لٹائی ہوئی اور گرد
 پر نظر پڑے تھے لیکن اس کی نظر میں کسی شخص کی
 تکیہ رسائی حاصل نہ کر سکی۔ یہاں تک کہ وہ بھاری کے
 چیلے میں موجود پائڑ سے بھی ہٹ گیا۔ یہ کھلے
 اہلحق تھا کہ اگرچہ کچھ سے کھلے پائڑ سے نہ بنی خیر
 سے بھیک مانگتی تھیں، ان میں اس کی لپکا لٹائی تھا۔
 پائڑ کا تکبہ اب بھی عمارت سے لپکا تھا کہ اسے
 قہقہہ بھی نہیں کر دیا کہ بھاری راکا ایکٹ ہو سکتا ہے۔
 بھاری کے ورم تک جانے والے اس سے کھڑے ہونے کا سطر
 کے مطابق سے صرف اس کی نظر اٹھا کر دیکھا کہ اس کے کچل
 کے سبب اس سے پناہ دینی دیا گیا تھا کہ اس کا کسی
 بھاری کو دھکا دینا کوئی بات نہیں تھی۔ چونکہ وہ اس
 وقت جب بھاری بنا چکا تھا وہاں سے آگے بڑھ گیا اور چند
 منٹ کے بعد سے ورم کی طرح لڑا ہوا تھا۔ اس پر آگرم۔
 کے کہیں گئے کہ اس کی عمرانی پر موجود وہاں چاروں افراد
 کے لیے حیرت انگیز تھا کہ اس میں صبح پر انہیں اپنے کرنے
 والے سے کھل مندی کا مظاہرہ کیا اور آگرم میں شامل کے
 لیے استعمال ہونے والے پریش پر یہ ہوا کہ کئی اہل ان
 میں سے کوئی بھی ورم کے نزدیک نہیں جا سکے گا۔ بعد میں
 ورم کے گرد گھومتے تھے کہ لپکا لٹائی وہاں میں شامل ہو کر
 جائزہ لے لیا کہ وہ اپنی جان سے چا چکا ہے۔ بہت سے
 دوسرے افراد کی طرح وہ بھی خاموشی سے اس سے دور ہوت
 گئے البتہ اس دوران میں اس نے یہ ضرور لپکا تھا کہ ورم کو
 کے بعد وہ اپنی طعنتوں سے ڈراتا ہے۔ اس کا معلوم تھا کہ
 تھے۔ ورم کی لاش کے پیچھے جانا ہے۔ یہی تھی۔ یہی تھی
 قاضی طور ورم سے دور کرکے اس کی عمرانی کا کاہد یا
 تھا کہ اس کی عمرانی سے دور کرکے اس کی عمرانی کا کاہد یا
 چھٹی سے دوسری تک نہیں تھی۔ اس کے بعد ورم کوئی نواد

قادیان اس کا ہم کی خبر انہوں نے ڈیٹان کو حرف پر حرف
 تحصیل کے ساتھ لپکائی۔

"تم چاروں کے چاروں اپنی ہو۔ آخر تم نے اس فقیر
 کو کھڑا کر دیا ہے کہ کیا؟" اچھے فیصلہ سمجھنے سے کسی نے ورم
 کے ساتھ کوئی ایسا کردار کیا کیوں جس کی وجہ سے وہ اپنی
 جان سے چلا گیا۔ "تفصیل اس ڈیٹان کی طرف پڑا۔
 "میری سراسر اس فقیر کا کھڑا کرنا عجیب تھا کہ ہم کسی
 طور اس پر شک نہیں کر سکتے کہ بڑا کا احساس اس وقت ہوا
 جب ورم کر۔ اس وقت تک وہ اپنے وہاں سے ٹپا نہ ہوا
 تھا۔ یہی تھی جس نے اپنے طور پر اسے اصرار سے کی کوشش کی
 لیکن وہ کوشش دنا۔ "کم کو اپنے کرنے والے سے شرمساری
 سے اپنی تعلیم کی۔

"یہاں سے وہ وہاں کی طرح حق تو نہیں کہ
 ایک بار کچھ سے بعد آتا تھا۔ اسے تو پناہ کا کر کے ان
 چھوڑ دیا تھا۔ حق تو کوئی بھی تھی۔ وہ اپنی آسانی سے
 اپنا کام کر کے کھل گیا۔ اپنی تالی کے لیے حق سے حق نہیں
 دیکھ دے کہ اس فقیر کا انڈا انڈا عجیب تھا کہ کھل چکی
 نہیں ہوا۔ انھوں۔ "وہ واکر تبت یا انڈا کھل گیا تھا، کسی جھڑ
 کر کے کھل گیا تھا۔ اسے کچھ تو نہیں خود بخود کرنا تھا لیکن
 نے اپنی حماقت سے اسے گھرایا۔ "ڈیٹان اپنے انھوں پر
 اتنی ہی طرح گردن پر لیا تھا۔ "اصلی اس ایک ہی میں
 آئے کے بعد یہ پناہ صبح تھا جب اس کے چاروں
 کے لیے ایک خواب کا پرکھ کر دیا کہ مظاہرہ کیا تھا کہ اس
 مرکب زیر عتاب افراد سے بھلائے گئے اس کی کھن میں
 تھے۔

"نی اپنی حال میں تم چاروں کو معطل کر دیوں۔ آرم۔
 سے اپنے سر پر کچھ۔" شہنشاہ میں جیسا کہ ایک ہی میں
 رکھا جانے گا کہ جس، اس بات کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔
 آفراس نے ایک سخت فیصلہ کیا تھا جس پر احتجاج کرنے کا
 ان چاروں میں ہی حوصلہ تھا۔ یہی تھی کہ اس دوران میں
 ساتھ وہ اس کے کمرے سے باہر گئے تھے۔ ان کے باہر تھے
 کے بعد ڈیٹان نے ایک کپڑا لٹائی پائی بی کر خود کو پر سکون
 کرنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب
 ہونے کے بعد اس نے سب سے پہلے اس بات پر ایمان کا
 سانس لیا کہ ورم کو کھڑا کرنا پاکستان کے پیچھے کے بھڑا کر
 استہلال کی ورم کی عمرانی کی اس کے گاڑی کے درجے
 ان کا کوئی نہیں لپکا یا جاسکتا تھا۔ دوسری ایمان کش بات یہ

تھی کہ اس کے ہاتھوں نے اپنی ملکی حماقت کے بعد دوسری
 حماقت نہیں کی تھی اور ورم سے دور رہے تھے، ورم وہ دہر
 فکر کرنے لگے تھے خود کو دکھانا ہوتا ہے۔ یہ بات جو اس پر
 واضح ہوئی تھی کہ کچھ وہ ورم کو چاروں کے گرد اہل ان کو کھلے
 کی کوشش کر رہا تھا، بالکل اس طرح یہاں ورم کے ورم کے
 ڈیٹان نے اسے کچھ پتہ چاہیے۔ جسے طور پر وہ اس طرح
 اس حقیقت تک پہنچے تھے کہ ورم کا کسی اور جگہ شقت ہو
 جائے گا۔ اپنے غلط ہے اور وہ کر لیا گیا۔

ورم کے ہاتھ سے لکل جانے اور اپنے ہاتھوں کی
 حماقت کی حماقت اس حد تک جاتی رہا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اٹھ
 کر یہاں سے کمرے میں جا پہنچا جہاں وہ بار کو کھلا تھا۔
 گردن کی کے بعد سے اب تک وہ اسے کوئی قابل ذکر شخص
 نہیں کی تھی اور فی الحال صرف اپنا کار کاہد اس کے
 اصحابی طور پر پتہ چھوڑ کر خود لپکا جاتا ہے۔ اس شخص کے
 سب سے پہلے پر یہ استعمال کیا جا رہا تھا کہ ایک ہی کے
 لیے کسی اسے سونے نہیں لپکا جا رہا تھا۔ روم کی جگہ کوئی عام
 آدمی ہوتا تو یہ حال ہو جاتا لیکن اس نے تہذیب یا تہذیب
 ہونے کا کجوت دیکھ ہونے خود کو دیکھنا اور تہذیب پر ایک
 اور جس کا استعمال کیا تھا، اور وہاں تو اس نے صرف کی کھل
 لپکا دیا تھا۔ روم نے اپنے تعلیق بھی کھلی کی تھی لیکن وہ
 تہذیب تھا کہ اس کے ساتھ یہ سب کرنے والے اس کے کھل
 پر پیچھے نہیں تھے؟ وہ سخت فکر اس کے پیش نظر آ رہا تھا
 جانے اور ڈیٹان کی حماقت سے اس کا کھل کر رہا تھا۔

"پانی میں سر نہ دھو۔" اس کے پاس ایک گول کر اس پر اسے کن
 کی سر نہ کر لے آئے۔ "وہ روم کے کمرے میں داخل
 ہونے سے پہلے ایک ایک اور خود کو دیکھنا تھا اور ہمارے
 سامنے پڑا تھا۔ اب اسے ابھی یہ حرف کی کھل سے رہتا یا
 کیا تھا جس کی وجہ سے وہ پناہ دینا چاہتا تھا۔

"اسے گری پٹاؤ۔" اس نے سر دھری سے ہم دیا۔
 اس کے ہم پر کھل گیا جانے کہ اور وہ اس کو ایک کچھ بڑے
 سامنے اٹھا دیا۔ کیا کر کے تھے اسے آرام محسوس ہوا تو
 خیر کے بھونے گئے لیکن اس سے بڑے سے بڑے اور وہ
 پر چڑھ گئے اسے سونے نہیں دیا۔ اس کی وہ چھوڑاں سے
 نہیں کھل گیا تھا کہ ڈیٹان نے اپنی کار کردہائی شروع کر
 دی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سر دھار والا ایک پٹا سا چاقو تھا
 جس سے اس نے روم کے اوپر پریا پناہ دینا چاہتا تھا کہ
 کا کھڑا کر دے۔ وہاں تک کہ وہاں تک کہ وہاں تک کہ وہاں
 اچھے سے دیکھتے اس کا جسم خون میں نہا گیا۔ سب کچھ اس

کا کردار میں معروف ڈیٹان نے ابھی تک اس سے کوئی
 سوال نہیں کیا تھا۔ بڑے کے گئے کے بعد اس نے اپنے ہاتھ
 سے دوسرے کے ان میں شک اور سر پر سر پر اس کا مفلول
 موجود تھا اور اس مفلول کو روم کے دونوں پر اس کے کھڑا
 کر دیا۔ اڈم کو روم کے ڈیٹان میں شہنشاہی پتہ ہو
 کر دیا اور وہ لپک گیا۔

"ابھی یہ پتہ ہے، وہاں میں تیرے ورم دیکھ گیا
 آگ برہو کر۔" ڈیٹان نے آخرت سے کہا اور اس پر
 گھبراہٹ کر کے کھلا گیا۔ اس کی طرف کر دیا۔ "یہ کان کے
 سواں بار کھڑا کر کے تھے اس پر سے نیچے میں مفلول کی دھار
 سے بھی کان کے کھار دے تھے کھل کی اس باروں کی کراہ
 زور دہندگی کیان ڈیٹان نے وہاں کی اس کی اور دوسرے کان
 کے ساتھ کسی ملوک کی دے رہا تھا۔

"تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو؟" "تکلیف برداشت کرنے
 کی کوشش کرتے ہوئے اس نے ڈیٹان سے پوچھا۔
 "کوئی نہیں۔۔۔ میں شہنشاہ سے ان سارے کو کوئی
 تعلیق کا بدلہ لینا چاہتا ہوں جن کی کوئی کھن کا چرچہ
 تھیں اور جب سے تھیں اور وہاں کے لوگوں کا ابھی انھیں
 چاروں کے لیے تو پتہ تھا۔ میں اس مفلول کو تھار یا اسے
 اور کہ سمیت سب کے ہر سواں میں بھروسہ کا کھڑا کر
 کے تکلیف کا کوئی اور ہر چھپا ہوا ہے کہ جس کو تک
 کے خلاف اپنی ذکاوت کا کردار اپنی کر رہے ہیں کہ کھل
 والے اس کی انڈا اور انڈا آسانی سے کھینچ پھوڑنے والے
 نہیں۔ "وہ ان کو اب دینے کے بعد ڈیٹان نے اس پر اس کے
 اس کی ناک کے تھنے سے گا دی مفلول ناک صوم میں
 پٹا تو کھل گیا جس کے تھن دن میں آگ لگ گئی اور وہی
 طرح تھن سے پٹنے لگا۔

"بھوان کے لیے مجھے کوئی بار دھر میرے ساتھ یہ
 سلوک مت کر۔" اس نے گڑبگڑ کر ڈیٹان سے درخواست
 کی۔

"تمہاری کھن اس صورت میں آسان ہو سکتی ہے کہ
 تم میرے ہر سواں کا جواب بلیر کے کچھ دیتے جاؤ۔"
 "پاؤ ڈیٹان مطلب کیا بات پر آگیا۔
 "میں چاہتا ہوں۔" وہ نے ہتھیار ڈال دیے اور اس
 کے بعد ڈیٹان اس سے وہ سب بھگوان کا پتہ کیا کہ اس کے
 علم تھا۔

☆☆☆

"آج شہنشاہ اور اس کے شوہر کو مات کے کمانے پر لگا

سنگرم میں دبائے ریاض اور نے اپنے ساتھ کئے تھے
 تو جہان کا بغور جائزہ لینے ہوئے اسے پہلے کی منتقلی ضرور
 کی گئی ہے جتنا ضروری سمجھا کہ وہ بے وقت آیا ہے۔
 ”مجھے بھی شوق نہیں ہے کہ ہر اسے میرے ساتھ
 بھروسہ ہے۔ وہاں کا کارڈ تھا اس نے بھر کیا ہوں ورنہ
 دن بھر آجائیں دلوں کو بھگتے رہ سکتے تھے ورنہ بھی ہو گیا
 ہے۔ اوپر سے آؤ رشتہ ہوتا تو دن کی بھی آرام سے
 اپنے گھر میں سو رہا ہوتا۔“ تو جہان نے اس کے رعب میں
 آئے بغیر کسی کو لینے کے خواہش نہ کی۔
 ”میں جتنا ہی بھڑکی بھڑکی ہوتا ہوں۔“ ریاض انور اس
 کا اعزاز دیکھ کر ڈرا تھا ہوا۔ ”نرگس کے چند برسوں میں
 اسے پھٹنے پھرنے کیلئے کہ ان کے نام کی یادگار منظمی ہو گیا
 ہے۔ لیکن ہر ایک کا خیال رکھنا چاہتا ہے ذرا جو کسی کو
 نظر انداز کر دو تو کارڈ بھر کر دے۔ ہم سیاست دانوں
 ان کا خصوصی کارڈ ہیں لیکن وہ صرف جارے منتقلی کئی
 تجربہ دیں گے اس لیے جی جی انٹرو سائنس آجائے۔ اسے
 پکار کر بلو جاتے ہیں۔ کبھی اس لیے گھر لے گئے۔
 اپنے گھر سے اس کے اعتماد میں اس کی اسی بے حدود تہہ و
 کیا تھا۔ وہ موقع پرست آدمی تھا اس لیے ضرورت کے
 مطابق ان کا تبادلہ دلچسپی سے بدل لیا کرتا تھا۔ تو جہان
 کے جرد و کچھ کر اس نے سمجھ لیا تھا کہ وہ اپنے رعب میں
 آئے والے انداز پر کسی اس لیے اس سے دوستی نہ کرے نہ
 کری گا کہ وہ اٹھا یا پھا سکتا ہے۔
 ”کام کی بات کر۔“ غامض سے کچھ تو اپنی ٹھوڑی دوسرے
 بھی لگا۔ ”تو جہان نے کب جہاب دیا، اسے سن کر ریاض
 انور کو احساس ہوا کہ اس کا بھی دھڑکی غائب بندے سے
 واسطہ پڑا کیا ہے اس لیے گا گھٹھارے سے یہ سیدھا ہو کر بیچ
 گیا۔

”تمہارے میرے درمیان دو طرح کے معاملات
 دیکس ہونے لگے۔ پہلا معاملہ حیدر آباد مختصر ہے۔ مجھے
 انہیں کسی منتقلی کے ملازم سے روانہ کیا گیا تھا۔ یہ کام
 سمجھو کہ ہو گیا۔ لیکن میں بیڑ یا اس سلسلے میں اعلان کر کے
 کے ساتھ تمہارے لیے نالی امداد کو بھی اعلان کر دوں گا۔“
 ریاض انور اسے اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ ٹھوڑی آنکھ
 سے دیکھ رہا تھا کہ اس کے منہ کی کتنی سہرا بھائی ہے۔ لوگ
 تحریف کریں گے کہ جہان بعد میں اسے سے آؤ اور ہو کر
 آئے والے تو جہان کا کسی کو خیال آیا تو صرف ریاض انور کو
 روزمرہ سرت سے کسی کو کوئی ایسی ہی نہیں۔

”فکھ ہے، دوسری بات ہو۔“ تو جہان جو کہ
 تھا اس پر ریاض انور کی صبر پائی کا مطلق انہیں بھی لگا
 ہے۔ اس طرح تھا کہ دست پائی امداد اعلان کو کسی کرے
 اصل انداز تھا تو اسے اس کے دسی آقا کر رہے تھے جنوں نے
 اس کے اندر غلط کردار لایا مگر جہان میں اتنا تھا۔
 ”دوسرے معاملے میں نہیں میری دھڑکی ہو گی۔“
 ریاض انور نے کچھ جھکا کر گئے اسے جہاب دیا اور بھر
 نقشہ لال کر پیر پر پھیلا دیں پر جہاب سٹھپا کے سر
 دازے سے کھڑے تھے۔ نقشہ کی دوسرے دو سطر کو گمانے کی
 کہ وہاں کسی قسم کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔
 اس پر سٹھپہ ہو گیا اور پورے الجھا کہ اسے اس کی بات
 سننے لگا۔

”سٹھپا کی بات دہرائیں۔“ اسے تعصیل سننے کے بعد اس
 نے سوال کیا کہ جہاب میں ریاض انور اسے بتانے لگا کہ اس
 کے پاس کوئی نوان سلسلہ کی تعداد میں موجود ہے۔
 ”سٹھپا کی بات دہرائیں۔“ اس کے ساتھ ہی نئی
 وین کا کچھ اور دوسرے برسوں کا افتتاح بھی کر لیا تھا کہ
 جارے آئی اور کام کا طور پر عمل کر رہے تھے ساتھ
 وہاں سے آسانی سے لگے بھی تھیں۔ ”اس نے مشورہ دیا اور
 بھر دوہرہ دھانے کے ایک ایک بچے کے بارے میں اس
 طرح ذہانت دینے لگا کہ ریاض انور کی ستار ہو گئے بغیر
 دوسرے سطر کو کھنڈ کر رہیں گے بھی نہیں کیا تھا کہ وہ
 نہایت کم عمری میں یہاں سے چلا جانے کے بعد ایسا دہائی
 آیا ہے۔ اس کا اعزاز ایسا تھا جیسے وہ ان کی کچھوں میں ہی
 شیل کو کر پڑا ہوا ہے۔ واصل سے دوران تربیت
 کا نشان کے خلیق شہزاد کے بارے میں بہت تعصیل سے
 معلومات دیں تھیں کہ کوئی نالی ہے۔ خصوصاً بڑے سرکار
 تو عمل نقشہ اسے اذہر تھا اس لیے اس وقت وہ ریاض انور
 سے بڑے اقدار سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے نقشہ میں چپ
 دیا لیے مقامات کو نشان زد کیا تھا جنہیں سطحی نظر انداز کر دیا
 تھی۔ اس کا نظریہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بھی ادا کیا
 کیا کہ نہ مقامات پر کسی قسم کا تسلط اور نہ مقامات کے
 افراد کی موجودگی کی ضرورت ہے۔ غرضیکہ وہ گفتگو کے اتمام
 تک ریاض انور کو پورے طور پر متاثر کر چکا تھا کہ وہ وہاں آگیا
 تھا کہ سٹھپا نے اسے یہ سلسلہ سے طاقت اور مشورہ کے
 لینے کی بات کی۔
 ”میں جی جی دیکس ان علاقے میں قائم چھٹی
 اسکولوں کے لیے بری طرف سے فریجہ کرتا ہوں۔“

پیشتر دھیرے لے کر جا رہے تھے۔ ان لوگوں میں ہی ہم
 ضروری اس طرح عمل کر رہے تھے۔ میری ساتھ لکھا ہے کہ
 بھی ان کی انٹرکس کی صفائی لینے کی کوشش نہیں کرے گا ورنہ
 یہ بعد میں بے شک کیا جائے گا کہ اس کام میں میرا ہاتھ تھا۔
 سلسلے کے ایک سوال کے جواب میں اس نے بتایا تو اس نے
 جہان سے سہرا پڑا اور ایک دوسرے دوسرے جیسے کہ بعد
 رہانے کے لیے الٹے ٹھکانا ہوا۔ اس آہستہ میں اس کی حیثیت
 ایک مذہبی شہر کی تھی اور وہ اس میں براہ راست صحتیں
 تھے۔ ہاتھ کھینچ کر اس کے چہرے میں اسے اس کے
 چہرہ دوا قارب کے ساتھ کرانے کی اجازت دینے لگی۔
 لوہا اس دوران اسے اپنی آہستہ اس کا نکلے کر رہے ہوئے
 منتقلی کے لیے منصوبہ بندی کرتے رہتا تھا۔

”بیلا آج آئی دیر سے جا رہے ہو۔“ دو دہائی
 سوئی تھی اس نے خیال سے میری سے بام آ رہا تھا کہ اس
 کے گھر کو بھی اس نے اسے دیکھتے ہی خوش بھی لگے گھٹکر
 آکر دیکھ لیا۔ رات پچاس پچاس تھیں سال کی ایک بگڑا ہوا صحت
 تھی جو صحت مزاج کو کی جاس لائبریری میں ہی ملازمت کرتی
 تھی۔ وہ سبک دھانی کی فرائض سے منتقل اسے اسے قلاب
 اس سے دو سال کی آواز ہوا تھا کہ اس کے پیچھے وہاں دو وقت
 صحتوں نے اس وقت کو کرانے میں غامض مدد کی تھی اور
 اس کے بعد وہ دو روز مرست بنے پر ساتھ چھ کرانی یا موسمی
 ملازمت سے کوئی دوسرا شہر چلے گیا کرتے تھے۔
 ”اب کام کا بھگڑا دھکا اور ہے۔ ہر حال میں اسے آج
 ہی عائد تھا اس لیے میں آئی زیادہ دیر بے بیچارہ۔ اب اس
 عمری جا رہا تھا۔“ آفتاب نے سرکراتے ہوئے اس کی بات
 کا جواب دیا۔
 ”تو پھر میرے ساتھ ہی چلو۔ میں بھی گھر ہی جا رہی
 ہوں۔“ لارا نے اسے پیشگی کی۔ اسے مطلع تھا کہ آفتاب
 کے پاس اپنی ذاتی سواروں موجود ہیں جو اس وقت افغان
 سے وہ آفتاب کے برابر دالے اپارٹمنٹ میں ہی تھے۔
 ”اس امکان بھی دراصل ان کی دہائی کا ہی نتیجہ تھا۔ اپنے
 موجودہ اپارٹمنٹ میں سبک دھانی سے بھی آفتاب شہر کے
 جاس تھا جس اپارٹمنٹ میں تھا، اس کا کرہ پائی زیادہ تھا
 جبکہ کھانا پختہ نہ تھے۔ اس پر مستزاد اس کی لینڈ لائی
 نہ تھی کہ چڑی موت کی جو بری ہے کرہ یہ وصول کرنے خود
 لیا اور اس ساتھ ہی اپارٹمنٹ کا قیام نہا کر لینے کے
 ہو کر کوئی اعتراض کر ضروری بھی تھی۔ اس کا یہ دیر

کھڑا ہوا
 آفتاب سے زیادہ شہر کے لیے ذہنی کوفت کا شکار ہوا
 تھا۔ ایک دن لارا کے ساتھ بیٹھنے سے ہوئے اس نے اس
 سے اپنی لینڈ لائی کے روپے کا ذکر کرتے ہوئے کی اور
 مقبول اپارٹمنٹ کی تلاش کا ذکر کیا تو لارا نے اسے اپنے
 چڑوں کا اپارٹمنٹ ہونے کی اطلاع دی۔ یہاں سے اور
 لارا لائبریری کے دوست کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی بھی
 گئے۔ شہر کو ان دونوں کی دوستی کا طرہ قیاس لارا کے
 باوجود اعزاز نے اسے بھی کی تھا یہ صحت صحت صحت صحت
 اس لیے وہ اس وقت پر محض نہیں بلکہ ایک طرح سے
 خوش تھی کہ اس نے یہ ایک جیسے شہر میں ایک مقبول
 پڑوسی میرا آگئی ہے۔

”نئی اور پچھ پچھ۔“ کچھ چھوڑتے تھے صحت بھی
 نہیں تھی کہ اس کا تھا وہاں کوئی اور کرسکوں۔ اپنے کام کا
 کچھ حصہ بھی آج ہی گھر پر بھی ملنے لگا۔
 لے، اسے جہاب دیا اور خوش بھی اس کے ساتھ ہوا۔ کلاؤ
 میں لائبریری سے ان کی اپارٹمنٹ بلڈنگ کا راستہ چھوڑیں
 کا تھا۔ ان چھوٹوں میں ان دونوں کے درمیان کوئی
 قافیہ نہ گھٹکتی تھی۔ ہوتی۔ اس لیے لارا نے اس سے شہر اور امید
 کی تحریک پر دیر تک اسے غامض کا اظہار کیا کہ ضرورت
 ہوتے پر لوگ کسی ایک ایڈ پر ساتھ ہوتے نہیں گے۔
 آفتاب نے بھی اس کے اس پر کام کی تہنیت۔ ”آئی دیر
 سے وہ لوگ اپنا منزل بن چکے تھے۔ پارک میں گاڑی
 روکے گئے بعد وہ دونوں ایک کی دوسے کی منزل پر پہنچتے
 اور پھر رات کے ”بائے“ کہتی ہوئی اپنے اپارٹمنٹ میں
 گئی۔ اس نے بھی اپنے اپارٹمنٹ کا رخ کیا جاس شہر نے
 اپنے گھر کو نہیں تھا اس کا احتیال کیا۔ آفتاب کو اپنی ساری
 تھیں ٹیکسٹوں میں دور دراز میں محسوس ہوئی۔ اس کے ساتھ
 بکری تائی ایک ایک کر کے گھر کو لائی، اس کے گھر کو
 لیا اور اسے خوب یاد کرنے لگا۔ وہ بھی باپ کی گھر میں آکر
 خوب کھانا پڑاں لے لگا۔
 ”آفتاب آپ نے کب سے لگا دی۔“ باپ بیٹا کو انہیں
 میں لگا کر کہے دیکھ کر آفتاب نے آہستہ سے گھوما۔
 ہوا گئے کی۔ وہ تو گھر سے کہہ رہی تھی۔ لارا اس کی
 گاڑی میں آئے کی وجہ سے پھر حذر سادگی کی گئی۔ اس
 نے امید کے ساتھ گاڑی چا رہی رکھے ہوئے گھر کا جواب
 دیا۔
 ”وہ تو فکھ ہے لیکن آپ میری لیکچر دیکھ سکتے ہیں۔“

آخری ڈنر

مختار آثار

بعض حقیقتیں ایسی ہوتی ہیں جن پر خواب کا ساکمان ہوتا ہے... ایک ایسے ہی شخص کا المیہ جس کے دل میں خوابوں کی دکانیں سمجی تھیں... مگر اچانک ہی اس کے حسین سپنہ اور خوابوں کا شیش محل چکنا چور ہو گیا...!

ایک خوبصورت و پر غلوس زندگی کا پروردگار... جس کی زندگی ایک پلہ میں ختم ہوگئی

[illegible]

ایک کام کرنا پڑتا تھا۔ کشور اور امید کے جو جانے پر اس نے
 انہیں بند کر دیں اور خود بخوبی لپک کی روشنی میں کام کرنے
 لگا۔ کام مکمل ہو گیا تو اس نے خود اسی اعتراض کی حد سے
 اسے پاکستان میں لے کر دیا۔ یہ سارا کام کرتے ہوئے وہ بہت
 احتیاط سے کام لے رہا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ کوئی معمولی
 سی آواز نہ پیدا ہو کہ کشور اور امید کے فیصلہ میں غلط واسطے
 سبب نہ بنے۔

[illegible]

”بیٹو لارا! خیریت تو ہے... تم نے اتنی رات گئے کیوں کال کی ہے؟“ لارا کی طرف سے شوش میں جھٹکاس نے فکرمندہ سے بوجھا۔

[illegible]

جب سے مراد بھائی کے گھر پر ابائی سے سامنا ہوا ہے، میں بے حد خوف زدہ ہوئی ہوں اور ہر وقت کی لگتا ہے کہ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ جائیں گے۔" اس نے پیپ چارگی سے اپنا منہ ہاتھ لگا کر۔

”کچھ نہیں ہوتا۔ آپ بیکار میں پریشان ہو رہی ہیں۔ چودھری صاحب کتنے ہی منصوبے والے تھے، نیو یارک کی حدود میں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے کیونکہ جیسے میں وہ خود بھی برے انجام کو پہنچ گئے تھے۔“ آقا ب مطمئن تھا اور اسے بھی دلگہرا سا دھڑکاؤ تھا۔

”میں ابھی آپ سے بھڑکتی ہوں آفتاب! وہ ہم دونوں کو قبر میں پہنچانے تک ہمارا دیکھا نہیں چھوڑے گا۔“

”اور میرا ایمان ہے کہ طے شدہ وقت سے پہلے کسی کوئی ایسی تقریب نہیں پہنچا سکتا جس میں آپ کو ایک بار مگر بھی شہرہ دوں گا کہ پریشان ہونا چھوڑ دیں اور جلدی سے کھانا لے گئیں۔ بھوک سے اس غریب کی جان نفی جاری ہے۔“ اس نے کشمیری ناک دھاتے ہوئے جان بوجھ کر ٹھٹھکو کارڈ شیل دیا۔

”کھانا تیار ہے۔“ منہ ہاتھ دھوئیں اسٹی دیوے
میں ٹھیل پر کھانا لگائی ہیں۔“ حسب توقع وہ چمکا ہوا مٹوس
بول کر اس کے کھانے کی طرف میں جتا ہوئی اور اس کے چہرہ
اسید کرکھی اس کی کوسہ پر۔ وہ منہ ہاتھ دھو کر اس کے
آرام دہرے دھو کر اس کے پانی پکھلیاں دے گا۔ وہ کھانا
اس نے نہایت درجست سے کھانا شروع کر دیا۔ کڑے وقت
کے ساتھ ساتھ شرم کی لہر اس کے پانی پکھلیاں دے گا۔ وہ
اجھا کھانا کھانا پانے کی لہر اس کے پانی پکھلیاں دے گا۔ وہ
کھانا کھانا پانے کی لہر اس کے پانی پکھلیاں دے گا۔ وہ
کھانا کھانا پانے کی لہر اس کے پانی پکھلیاں دے گا۔ وہ

وہ لوگوں میں رہے اور شیروادی جس نے شاید یہی کلمہ
 دہرایا ہو اور انہیں کیا تھا، جب اس کی خاطر اس کی محبت میں اپنا
 لائق حاصل کر لیا کرتی محبت، انہی کی طرف سے وہ دیر
 بدلتا دکھاتا تھا، کیا کہنا تھا۔ وہ اس پر تو شرم کی ہی خانی میں
 غاص ہو گیا تھا۔ وہ ہوتی تھی کہ اس کے خرافات کے بعد وہ
 ایک بار پھر اپنا کام کر کے چھوڑ گیا۔ سکھو امید کو اس کے
 ٹھکانوں کے ساتھ مصروف کر کے جان بیٹھنے لگی۔ اس کام
 کے قیادار ہو کر وہ امید کو کر کے دیو میں رہی اور اسے
 سلائے سلائے تو خودی خند کی گادوں میں تھرتی۔ اور افرامنت
 میں چھوڑ گیا۔ اس کے خرافات کے آگے اس کی ہمت ہو رہی تھی۔

یہ پریچ و سنسنی خیز داستان جاری ہے
مزید واقعات آپندہ ماحول حلقہ فرمائیں

لڑکا نلے کی حالت میں چوری چھپے گھر میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے باپ کی آواز آئی۔ لڑکا ڈر گیا کہ باپ کی سخت گھوٹی ہوئی۔ اس نے جھٹ لیپ باپ کو دلا اور ایک خط باپ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔
 فرادر بعد ہی باپ کرے میں آ گیا اور آتے ہیٹ کر بولا۔ ”کھاتے میں ہے؟“

”نہیں... ابا جان!“ وہ پوچھ لگا کر یوں۔
 ”ابا جان کے بچے؟“ باپ دانت میں کر
 آیا۔ ”پھر یہ سوٹ کیس کھول کر کیا ٹائپ کرنے کی
 شش کر رہا ہے؟“

میں اور اعلیٰ سام آکر کھڑے ہوئے۔ میں نے
پہنچائی ہوئی نگرانی ڈالی۔ دو تیرے چادر مشرب آ کر
ہو کر بکروں اور ہوادار کر رہا۔ اچانک میرے اندر
میں آگئی تھی۔ میرے لیے بہت مختصر طہر کا
میں تھا اور وہ بھی جرم میں لپکتی ہوئی دیکھنے
بار بار میرے کھلے منہ کی آکھ چادر ہر گز
تھی کہ صرف رشتہ داروں کی توجہ سے ہو۔ وہ
بے ہوش کی پانچویں میں توجہ کی کامیابی
تو دیکھ رہا تھا۔ اسے تو میں نے جب کام کرنے
اور دودھ پر غور نہیں کر رہا تھا۔ میں سمجھ کر کھا
ہے اسے دیکھتا ہے چاہے وہ میرا دوست تھا اور
وہ نہ تھا۔ اگرچہ میں نے اسے شہادت کے

”اعذر آؤ۔“ جیسن نے میرے شانے پر ہاتھ لگائے بار سے کہا میں اپنے خیالوں سے جھٹکا اور حال اچھل گئی میرے پیچھے پیچھے اعدا داخل ہو گئے۔ بے کے لیے آرام دہ صوفے تھے۔ میں اور اچھل گئی۔

”میں ابھی آتا ہوں۔“ یہ کہہ کر جیکسن کمرے آیا۔

ہوئی تھی۔ میری بھرپور مدد مل گئی۔ اس لیے مجھے اپنا نالہ
کے لیے نہیں کوہر پستی کی اجازت دینا پڑی۔ سربراہ
رہاں نے مجھے اس وقت میں کھڑے کر دیا تھا۔ انہوں
نے وہاں پہنچنے سے پہلے دو سو سال کا ماضی مجھے بتا دیا
پھر مجھ کو ایک خاص کام کی اطلاع دی کہ میں اسے رات
میں ایک وقت نہ جاؤں۔ اس کے لیے میں نے دو سو سال کا
چھپ کر کھڑے رہا تھا۔ دو سو سال بعد وہاں سے دو سو سال
نے ان کا کام چھپ کر رہا تھا۔ میں نے دو سو سال کے بعد
وقت نکال دیا۔ اس وقت وہاں کے دو سو سال کے بعد
جس کا مطلب تھا کہ اس وقت چھپنے میں رات کے دو سو سال
ہوئے۔ میں نے اس دوران سربراہ رہاں نے جس کی کمال
گئی۔ آئی جلدی سو نے کی یاد میں۔ اس لیے میں نے
بیتے کے بعد کمال اپنے ہوئی تھی۔ اس لیے میں نے
میرے دیکھے۔ اپنے خدا کے بعد اس نے آئی کو ساری
میرے حال سے آگاہ کر کے پڑاں لینے کی اجازت مانگی۔
مجھ کو کھڑے ہو کر میری توجہ سے ان کی بات سن رہا ہوں
شیر کے گرد گھومنے میری طرف ہی رہا۔
”ہیلو۔۔۔“

”تم عینک تو جو میرے سینے پہ لگاؤ گاہوں نے جھوٹے سے
 پوچھا۔ لیکن وہ داسا کس طرح کی تھی۔“
 ”کئی تھان... کئی تھان، میں بالکل عینک ہوں۔“
 میرا نے اس کے پاس ڈاکڑ کی دکان میں لے جیسن کی سو راجی
 کے باعث میں ابھن محسوس کر رہا تھا۔ جانتا تھا کہ یہ لوگ ہاں
 وہاں سے اس طرح رہاں بھی نہ گئے۔ میں نہیں چاہتا تھا۔
 ”مجھے کسی وقت تمہارے پاس رہنا ہے یہ تمہارے جھوٹے
 ہے۔“ ان کی لہجہ میں دستور پر خوش تھا۔ ”میں کس دے اے تم سے
 ہے۔“ پوچھیں، انہیں کچھ بتا رہا تھا۔ ”ان کا اعزاز سمجھت آؤ
 تھا۔“

[illegible]

میں خاموش ہوا تو اچانک غور سے تصور کو دیکھنے لگا اور پھر
گہری سانس لے کر بولا: "مجھے کچھ کہیں اے، انا کچھ کم کیا
چاہتا ہوں، البتہ کیا بات اچھی طرح سمجھا لیوں۔" "یہ کہہ کر
اس نے گہری سی طرف دیکھا۔" "جو کہ جو کہہ رہا ہے،
وہ دوسری ایک طرف سے دیکھ رہا ہے۔" "میں نے اس کی طرف
رسماں سے ہاتھ رکھا تو کہوں کوئی کس پر کام کر رہا ہے۔
وہی کیسے کیا بات سننے کا خیال ہے۔" "یہ کہتے ہو گئے اس نے
خوش سے جواب دیا تو میں لگا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔
پھر پہلے بدستور دیکھا۔" "اس نے چپ سے سے پریشان نظر
آ رہی۔"
☆☆☆

[illegible]

ہم جس کمرے میں بیٹھے تھے، وہ خاصا کشادہ تھا۔ کھڑکی کے باٹھ کھلے تھے جس کی وجہ سے فریڈ کا خوبصورت کونج نظر آ رہا تھا۔ کمرے سے چار بڑی دوائی پیریں ایک دوسرے سے جوڑنے کے طور پر درمیانی تھیں۔ وہ دوار کے ساتھ دلوں کے قطار الماریاں اور ایک کمرے سے جوڑتے تھے۔ کمرے کی ایک دوار پر ہم کے گفتگوات کے عاری تھا۔ باسوٹے ایک بڑے سے کوس پورڈ کے جس پر مختلف چھوٹے بڑے کافہ نو کوچوں کی مدد سے اڑا سکیا تھا۔ کونے میں اینٹلرک ڈانکر لگا تھا۔ سراغ رسائی میں میر کھڑکی کے نیچے تھی۔ میری اور انکلی کی آنکھوں پر روشنی برابر راست پڑی تھی۔

والدین کی وفات کے بعد میری سربسٹ مسز مورہ سن
 تھیں۔ ۱۹۰۱ء میری ماں کی رشتے میں بہن لگتی تھیں۔ اُن دنوں وہ
 اپنی ۱۲ بیٹیوں کے ساتھ چھٹاں گزارنے کے لیے شھنائی تھی

”ہاں... دیکھنا ہے۔“
”مگر یہاں دیکھو۔“ میں نے تصویر کی طرف اٹھی سے اشارہ کیا۔ ”جانی بھی مانگن رکھی ہے اور کلب کی مخصوص جگہ بھی اس میں لپی ہوئی ہے۔“ یہ کہہ کر میں نے گاڑی کے در پہلے تصویر کو گوار بڑا کیا۔

مارگرٹ حیرت سے تصور دیکھ رہی تھی۔ وہ بالکل خاموش تھی اور کمری سوچ میں ڈوب کر نظر آ رہی تھی۔
 "اس کا مطلب ہے کہ روایات کے وقت ہی نے جلی باندھ کر رکھی۔" مین نے خاموشی توڑی۔
 وہ روایات بڑا کر کچھ دیر خاموش رہا اور پھر نظر سے

میرے چہرے پر بھانپتے ہوئے بولی۔ "اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔"

"خدا میں جان کا ہوں کہ تم کسی کو کس نے قتل کیا ہے۔"

"کون ہے وہ؟" اس نے جلدی سے کہا اور دوسرے قتل کے اس چہرے کا رنگ بدلا گیا۔

"مجھے نہیں پتا، میں جانتا ہوں کہ وہ ایک شخص کی سی ہے۔"

"کیا؟" میرے کہنے پر وہ بڑھاپا اور دباؤ میں نصب قانون اٹھا کر اپنے سامنے کھڑا ہوا۔

"جنگجو! جو خدا کا من و ملامت آئے۔"

فقیری نے دیکھ کر اس کے چہرے پر ہنسنا شروع کیا۔

وہاں مارکر گئے کہ اس کے پیچھے اس کے سوالیہ نگاہوں سے

”تم نے ابھی ابھی جو کچھ مجھ سے کہا تھا، وہ انہیں بتاؤ۔“ مارٹر بیٹ نے ہری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سن کر میں کچھ نہیں بولا۔ خاموشی سے کچھ دیر بائیں کی طرف اٹھائی جہاں میں سکرین پر سائبر ریکب کی ویب سائٹ پر تصویر نظر آ رہی تھی۔ ”یہاں دیکھو۔۔۔“ میں نے اس کی تصویر پر اشارہ کرتے ہوئے کھل کتاب کیا۔

”تم نے پہلے تصویر دیکھی تھی؟“

وہ خواہش رہا کہ تم کہاں جا سکتے ہو؟
 ”یہ تو عجب مسئلہ ہے میری رات بچنی کتنی تھی۔“ میں نے
 کہا شروع کیا۔ ”وہ کب کوٹ جتے ہوئے ہے اور کیا بھی
 جس پر جانیوں کیا؟“ میں اس صورت کو دیکھنے کے بعد کہ
 سب لوگ اس رات اس جا پہنچا۔ ”میں نے کہا ہوا۔“ کہہ کر
 میں تھک کر رہ گیا۔ ”میں جان چکا ہوں کہ اسے کس نے
 مارا ہے۔ ویسے ہی ایساں کے ساتھ ہی ضرور باعث تھا۔
 کب سے اب تک وہ کس کو دیکھ رہی ہے اسے ہوتے ہوئے
 حیرت انگیز طور پر چلیں گے کس کی لاش جا چکے وہ دار سے
 چلے جا رہے ہیں۔“

ایک صورت میں تھی۔ اس نے بھی پریس ورڈی پہنٹی ہوئی تھی۔
 ”جیٹل آفٹر ٹیکس۔“ جیسے نہ سکرانہ نہ سکرانہ ہال
 اور کچھ ناگوار اور محترم کا حریف کیا۔
 ”ہائے۔“ جیسے ٹیکس نے ہم دونوں کی طرف دیکھتے
 ہوئے سکرانہ کرنا۔ وہ ہمارے سامنے چوڑی اور جیسٹن ویڈیو
 گیمز کرتے لگا۔

”صفت چاہتا ہوں، جیسے کہ وہ راکر کر رہا ہو۔“
 گیمز سٹ کر کے وہ پلٹا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ ”ہاں تو ہے
 .. بات تو یہ کہ کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے کئی کے بارے
 میں۔“ اس نے میرے پیچھے سے پرانی ٹاکل ٹیبل پر گزرتے
 اس کی بات سن کر میں نے گیمز کے کمرے کی طرف دیکھا۔
 کمرے کے اوپر ہی تھے پر پھولی ایس سرائی جی بل رسی کی
 جس کا مطلب تھا کہ گیمز کے ایسیر سے لے لٹائی کی ویڈیو
 راکر ڈانک ہوئے جا رہی تھی۔ ”بات یہ ہے کہ میں آج
 فرائز تک لیب کیا تھا مار کر پٹ سے لئے۔“ میں نے گیمز سے
 فرائز تک ہمارے کچن کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ شروٹ کی
 اور پھر اس وقت تک کی ساری روداد سنا ڈی جی لیب
 انچارج سے مار کر پٹ کی بات سن کر اسرار میں جیسٹن کو
 فون کیا تھا۔ اس فون کے جواب میں ہی اس وقت میں اگلے کو
 عماروں کے پریاں چھوٹا تھا۔ مجھے یہاں دیکھنے کی دیرت جیسٹن
 لے لی کی۔

”تم نے کہا کہ میرے جانتے ہو کہ وہی کس نے فون کیا
 تھا۔“ میں خاموش رہا تو جیسٹن نے اشتہار لگا ہواں سے
 مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”کون ہے وہ؟“
 میں نے کہا کہ میں جانتا تھا۔ اپنے سچے پریاں ہوئے پر
 فرت میں ہونے لگی تھی۔ میرے پیچھے سے میرا حذر اور ہر
 تھے۔ مجھے لگے کہ مزید کہو یہ سنگلر اور توپا پر چڑھاؤں
 گا۔ ”شاید میں غلطی پر ہوں۔“ کافی دیر بعد میں نے جیسٹن
 کے سوال کا جواب دیا۔

”تھوڑے ہی بعد۔“ جیسٹن نے فوراً کہا۔
 ”جیٹل ہے۔“ اگلے سامنے نہ مداخلت کی۔ شاید
 وہ میری کیفیت بھاگتے گئے تھے۔ انہوں نے میرا دہانہ تھا
 اپنے ہاتھ میں تھا ہوا تھا۔ ”تم جو کہنا چاہتے ہو یا مجھے ہوتا
 سب کچھ بتا دیجئے۔“ جیسٹن نے کہا۔ ”یہ کہہ انہوں نے حوصلہ
 بڑھانے کے لیے میرا شان چھوٹا کیا۔

میں نے کہہ جواب نہیں دیا اور غالی غالی کہاں سے
 کمرے کو گئے۔
 ”کیا خیال ہے؟“ جیسٹن نے خاموشی توڑی۔ میں

نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سکرانہ تھا۔ ”ساری باتیں جو
 تم پہلے ہی کیا رہا تھو، وہ دوبارہ سب کچھ ایک بار پھر شروع
 سے شروع ہو چکے ہیں۔“ اس کے سامنے میں نے جیسٹن کوئی خاص
 وضاحت نہیں کی۔ ”یہ کہہ اس نے فور سے میری طرف
 دیکھا۔ ”تم نے کہا تھا کہ وہ ب سات پر جاتا تو وہ دیکھ
 تھا۔ جیسٹن اس تصویر میں کیا خاص بات میں ہوتی کی؟“

”یہ کہ میں نے اگلے سامنے کی طرف دیکھا۔ انہوں نے
 جیسٹن میں سرائے ہوئے میرا ہاتھ آہستہ سے چھو لیا۔
 ”تصور میں نے لے لیا تھا۔ میری فکر جیسٹن سرائے
 اس کی لاش اور یافتگی سب اس کے مجھے بھی لگی تھی۔
 مانا کہ وہ تصویر میں جیٹن کی ہی چپ وہ کب سے جانے والا
 تھا۔“ پلٹ کر اس کی بیوی کی جلی کا بھی اس وقت مجھے یہ کہہ
 کب سے لٹنے کے بعد تو میرا ہچکچا اور سی لیں اور کیا بلکہ
 سامنے سے قابو ہو کر تھا۔
 ”ہمارا بیٹا ابھی نکلا ہی ہے۔۔۔“
 ”اور وہی بات تھی۔“ میں نے کئی غلطی کرتے ہوئے

تصور کیا۔ جیسٹن نے فور سے میری طرف دیکھا۔ ”مگن ہے اس
 نے کب سے لٹتے ہوئے یا لٹنے سے پہلے ہی اس دوری ہو۔“
 اس نے اگلے ہی پلٹ کر کیا۔
 ”کیا ممکن ہیں نہیں۔۔۔“ میں نے فوراً ہی میں سر ہلایا۔
 ”یہ کہہ اس نے اپنے ہاتھ وہم سو لٹکے پلٹ کر پٹ کوٹ یا پھر
 پکڑے تھم کر اسے دھتے ہو دینا لے گا۔“ اس نے فوراً ہوا

پیش کر لیا میں سر ہلایا۔ ”اس کی بات کی حد تک
 تھی۔“ یہ کہہ میں گیمز کے لیے نکلا۔ ”اس کی بات کی حد تک
 اس کی بات میں اس کی جانتی ہے کہ وہی کوئی طرح جانتا ہے۔
 دہائی بات ہے اتنا کہ اسے تو وہ راکر اتنا تو اس کی کار میں
 ہوتی۔ یہ کہہ میں گیمز کے لیے نکلا اور پھر کہا۔ ”کیا نہیں
 جواب کی کار سے لے لیا اور جیٹن کی ہے۔“

میری بات سن کر جیسٹن صوفے میں پر کیا۔ آفیسر
 ٹیکس کی پیشانی پر بھی پلٹے ہوئے تھے۔ کافی دیر
 بعد اس نے توڑا کہ میں گولی۔ ”تفصیل سے بتاؤ۔“
 نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تمہارے خیال
 میں جب اسے کب سے نکلا تو پھر اس کے ساتھ کیا واقعہ
 پیش آیا ہوگا؟“

”جب یہ گھر جانے کے لیے کب سے لٹتے ہوئے
 اس کے کانچا کیا۔“ میں نے کہا شروع کیا۔ ”ایک سناٹا
 مقام پر وہ اپنی گاڑی اس کے برابر لے آیا اور شاید کوئی

سے ہاتھ پلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور گاڑی روکنے کا
 کہہ میں چپے کی اس نے اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا
 کافی سناٹا تھا۔ وہ تمام برٹ سے کئی سوچا کہ وہ
 منتخب کیا ہوگا۔ وہ جان ہوا کہ کہیں یہاں کوئی دیکھنے والا
 نہیں۔ جب اسے گاڑی روک کر باہر نکلا تو پھر اس کے سامنے
 بحث ہوئے تھی۔
 ”بحث۔۔۔“ جیسٹن نے قطع کاٹی۔ ”مگر کس بات

پر؟“
 ”بیوی پر۔“ میں نے سادگی سے جواب دیا اور پھر
 تفصیل سے بتانے لگا۔ ”برٹ، ریستوران اور فروخت کرنا چاہتا
 تھا میری اس کے قتل میں نہیں تھا۔۔۔“
 ”مگر اسے یہ کیسی آئی شے ضرورت کس لیے پیش کی
 تھی کہ وہ اپنے پانچ کواریت کے اس پھر روکے اور پھر اس
 معاملے پر بحث کرے؟“ جیسٹن نے پھر غصہ کی۔

”وہ ایک حادثی زہری سے اور جسے کی بات سے اسے
 بری طرح اپنی گرفت میں پکڑ رکھا ہے۔“ میں نے کہا شروع
 ”مگن ہے کہ اس کی بات کے باعث وہ کس بات بڑی حالی
 متعلق میں چھٹا ہو جس سے لٹنے کے لیے اس کے پاس
 ریستوران کی فروخت کے سو کوئی اور راستہ نہ ہو۔ اب وہ
 ریستوران کا پھر ایک توڑ تھا جس اور اس کی مرضی کے بغیر
 اسے فروخت کر نہیں سکتا تھا۔

”سن کر جیسٹن نے سر ہلایا اور نوٹ ٹپ میں جھک گئے
 کے بعد اس نے پھر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ ”تمہارا
 ان کے سامنے بحث و جھگڑا ہوئے تھی۔“ اس کے بعد کیا ہوا

”وہ دونوں گاڑی سے باہر نکل کر بحث کر رہے ہوں
 کے کہ ریستوران بچا جانے یا نہیں کر غلط نہیں ہو رہا
 ہوگا۔“ میں نے کہا شروع کیا۔ ”بات آگے بڑھی اور پھر
 ہائی پراڈیجی میں جھک پڑی۔ برٹ نے مجھے اس کی
 ہائی پکڑ کر لیا۔ جواب میں برٹ نے بھی اس کی
 کر میں ان کی طرف ہاتھ بڑھایا ہوگا۔ میں نے کہہ برٹ کی ہائی
 باہن اس کی بھی میں آئی ہو۔“ یہ کہہ میں گیمز کے لیے
 نکلا اور پھر اس کی طرف دیکھا۔ ”میں طرح ان روز وہ لاش
 لے لیا۔ جیٹن کو فور سے دیکھ رہا تھا اس کے کہہ کوئی شے کی
 حق میں ہے جیسٹن نے کہا میں ان کی تلاش کر رہا ہوں، جو
 جھگڑے کے دوران یا پھر لاش نکالنے لگے تھے وقت نہیں
 کر رہی ہو۔“
 جیسٹن فور سے میری بات سن رہا تھا۔

”ہماری گردن پر درخشم کے زہرات پائے گئے ہیں۔“
 جیسٹن نے انتہا میں سر ہلایا۔ ”میں جانتا ہوں کہ کوئی ہاتھ
 کر رہے ہیں کہ زہرات ہوں گے جو کئی شے کب سے
 لٹتے ہوئے ہیں کہ جان رہی۔ برٹ کی ہون کے ساتھ
 ساتھ ہماری ہی کئی تلاش کر رہا اور اس کی گردن سے لٹنے
 ساتھ درخشم کے زہرات کلاس سے موازنہ کر رہا۔ میری بات
 ثابت ہوئی۔“ یہ کہہ میں نے گہری سانس لی اور خاموشی
 سے اسے دیکھ لیا۔

جیسٹن بھوکے رنگ خاموش رہا اور پھر مزے لیتے میں کہنا
 شروع کیا۔ ”یہ بیوی کی بات تھی کہ جانتے ہو؟“
 ”کیا تم کو پتہ ہے۔“ میں سکرانہ۔
 ”تم ذہن ہو۔“ وہ بھی سکرانہ۔ ”تم نے اگلے ٹپک
 کہا۔“ واردات کے وقت ہائی نے ہائی میں ہون کا بھی سکی
 وہ اس کی کار کے کمرے میں بیٹھ لے تھی سے اور ایک ہون اس
 کی کئی میں ہون کی ہوئی کی کیم سے جان ہو کر پھر یہ بات ان
 والوں کو نہیں بتائی۔ ”یہ کہہ وہ گھر کے لیے نکلا اور پھر
 اشتہار سے لیتے میں کہنے لگا۔ ”تم یہ کہہ سکتے ہو برٹ
 قاتل ہے۔“

”بیوی جان والی بات صرف یہ نہیں جانتی ہے۔“ میری
 بات سن کر اس نے تائید میں سر ہلایا۔ ”کسی کو یہ معلوم نہیں
 کہ وہی نے ہائی میں پین لگا رکھی تھی یا نہیں مگر برٹ جانتا تھا۔
 اس نے بھی اس کے بعد ہائی سے ہون لال کر گاڑی میں جھکی
 ہوئی تاکہ گاڑی واردات سے چوٹ نہ لے۔“

”جیٹن۔۔۔“ وہ بڑبڑایا۔
 ”واردات کے تیسرے دن وہ پھر کے وقت برٹ اس
 مقام پر پہنچا جہاں وہی کی لاش پھینکی تھی۔ وہ در سے
 اس زمین پر بچھوڑے ہوئے کوشل کر لیا تھا۔ اس کے گاڑی کے
 فرائیج میں کچھ چیزیں تھیں۔ وہ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ
 ریستوران سے نہیں نکلا کسی ایسے علاقے کی طرف سے ہوتا
 ہوا وہاں پہنچا تھا اس کی ریت، کوئلہ وغیرہ ہو سکتی ہے۔ وارن
 وہ ریستوران یا اپنے گھر سے آتا تو پختہ ہو کہ کچھ کار کا
 کام۔۔۔“ یہ کہہ کر میں نکلا۔ ”وہ سنا ریت کی طرف سے ہوتا
 ہوا آیا ہوگا۔ اسے اس کی ہون کی تلاش کی۔ وہ اس کے ہوتا
 خلاف میں نے شہادت ہو سکتی ہے۔“

جیسٹن نے کچھ تائید کیا۔
 ”نہیں۔۔۔“ میں نے فوراً اس کی بات مسترد کی۔
 ”برٹ کہہ رہا تھا کہ وہی کی موت کا صدور برداشت نہیں
 طوبیسی انٹسٹ 210 214 اکتوبر 2012

کار بارگہ بھیجے تھیں ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا اس کا لہجہ
لفظوں کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ جسے بھی نظر میں ملانے
سے کھڑا ہوا تھا جسے ہاتھیں کرتے ہوئے اس کی نظریں
ہستہ اس کی جگہ میں تھیں وہ پسینے کے دھاری دار فیتہ لکڑی
مٹھو کا ہے۔ اسے صرف ہائیڈروجن کی تلاش تھی۔
"ہاں، کیسے کہہ سکتے ہو کہ اسے صرف ہائیڈروجن کی ہی
تلاش تھی؟"

"اس کے سوا اور ہو سکتا ہے؟" یہ کہہ کر میں
سکرایا۔ برٹ جانتا ہے کہ اگر وہ جن اس سے پہلے کہ
لی تھی تو وہیں اس تک بھی پہنچ جائے گی۔ اسی لیے وہ شجرت
میں گر جلد سے جلد میرا سے دور چلا ہوا چاہتا ہے۔
میں اس کی طرف سے سب سے چڑی پر غارت خانہ نظر آلائی۔
اگلے، جیسٹن اور اسٹین دم بخود بیٹھے تھے۔

"ہائیڈروجن پر غبر... جیسٹن نے کہا۔
"ہاں ہاں ہاں۔" میں نے اس کی بات کہی۔ "میرے
والد بھی اس کلب سے کر گئے تھے۔ ان کی ڈیوٹی میں برٹ
نمبر 118 کنڈہ چیرے میرے پیپا، تھی اور برٹ نے ایک
ساتھ کلب کی ریت سے حاصل کی تھی۔ برٹ کا ڈیوٹی نمبر 119
اور وہی 120 تھا۔"

"تو بات ہے کہ جس پین کی برٹ کو تلاش ہے وہ...
"خود اس کی اپنی ہے، نمبر 119۔" میں نے قطع
کلائی کی۔ "اس راستہ کو پتہ تو خوش برٹ ہی کی ڈیوٹی
لگے گا۔" میں نے کہا۔ "جیسٹن نے جب برٹ اور اس کا ویران
مقام پر پہنچا اور پتا چلا کہ اس نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈالا
اور اس کی ڈیوٹی تھی اس کی جگہ میں آئی۔ مجھے یقین ہے
کہ وہ اس کی جگہ میں جاتا تھا اور یہ بات اس کی پر
کنڈہ نمبر 119 ہے۔ برٹ کو حیرت ہوئی کہ کدے سے اور نہ
ہی پسینے کو وہ ہائیڈروجن ایکٹ میں پانی سے اسی لیے وہ
اس کی تلاش میں ہے۔" وہ دونوں آخیر منہ موئے میری
طرف حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر تک خاموشی سے سوچنے کے بعد جیسٹن نے
گردن موڑی۔ "فرائڈک لیب کو کون کرو؟" اس نے
آپریٹنگ جیسٹن کو پوچھا۔ "وہ روز آرمی اور کرسے سے باہر
نکل گئی۔"

"ہاں تو ہے..." آخیر ہمیں اس کے جانے کے بعد
جیسٹن نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "ہائیڈروجن کی
دہاڑ لگتا ہے، جیسٹن نے کہا۔ "وہ آپس میں الجھ رہے
ہیں۔ ہائیڈروجن کی تلاش میں آئی اور وہ جن کی جگہ میں
ہیں۔"

دلی رو تھی۔ "اس نے تقریباً ساری رات دوا دے کر ڈالی۔" اس
کے بعد وہ میری جیسٹن کی طرف دیکھا۔ "اس نے سواں کیا۔
"برٹ نے اسے دیکھا تھا اور وہ اس کے ساتھ سے اس کے
گلا ڈالیا۔" میں نے ہاتھ دھو کر اسے کھانا خرما کر لیا۔ "برٹ
کا ڈیوٹی تھی اس کی جگہ میں آئی اور جب اس کا دم لگنے لگا تو
اس کی ملیاں قدرتی طور پر نکلی تھیں۔ اسی دوران وہ بے دم
ہو گئے۔" اس کی بات کا کاربہ کرنا تھوہ ہو چکا تھا۔ برٹ
نے پانچے ہوئے اسے چھوڑا مگر اس میں کچھ سانس باقی
تھیں۔ برٹ نے اس کی ڈیوٹی بڑی۔ "وہ سچے کلمہ دہی،
اس کا ڈیوٹی میں چھپک اور پھر تائی کے سر سے پکڑ کر کھینچے
اور اس کی گلا میں اس کا دم لگ گیا۔ برٹ نے اس کی ہائیڈروجن
کا مٹھا کر لیا۔ وہ پکڑا تھا۔"

"جب برٹ نے اسے قتل کر دیا تو اس کی لاش کو جانے
واردات سے دور رکھنے کی ضرورت تھی؟" سراسر سوال
جیسٹن نے ایک اور سوال کیا۔
"اسے ڈھک کر اس مقام پر قتل ہوا، اگر کاش وہیں
سے تو وہیں کو وہاں سے کی اور شجرت میں سے ہی مٹھا
قائل کے پانی یا کچھ اور اس سے ڈیوٹی ان سے لے سکتے تھے
ہو سکتے۔" یہ کہہ کر میں ہومبر کے لیے رکھا۔ "ایک بات
ذہن میں رکھیے۔ ٹریسیا ان برٹ کے ارد گرد ہی تھیں ہوا
ہے۔"

"وہ؟" اس نے کہا۔
"قائل واردات کے بعد اس کا پتا ہوتا ہے کہ وہ اس کام
کے لیے بہت دور جانے کی تھی سوئی تھی۔"
جیسٹن نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تجربہ کی بات میں
وہ ہے۔" یہ کہہ کر اس نے میری طرف دیکھا۔
"ہائیڈروجن کی تلاش میں برٹ سے ہی کی تھی۔" میں نے
کہا۔ "برٹ نے اس کی گلا میں ڈھک کر اس کی لاش
لے جا کر شجرت اور پھر وادی آ کر گائی تھی یہ سارے پتے
انگلیوں کے نشانات پر واضح تھے۔ جانی جاتے واردات پر
یہاں تک پہنچا کر پتہ چلا کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ
مٹھی کی۔ جیسٹن کو اسے مجھے ہی یاد تھا۔

"میرا سوال پھر وہی ہے کہ اگر اس نے لاش کو گودام
کے سامنے اس کے بیڑم میدان پر ہی کیوں چھپا کر... جیسٹن
نے سوچے ہوئے تھے۔
میں نے اگلے سام کی طرف دیکھا۔ "جس میدان سے
لاش لی ہے، اس کے سامنے ان کا گھر ہے۔" میں نے اگلی
سے اگلے کی طرف اشارہ کر لیا۔ "یہاں نے ہائیڈروجن سے
ڈھکے ہوئے تھے۔"

"جیسٹن مسکرایا۔ "تم ضرورت
"ہائیڈروجن کی بات... جیسٹن مسکرایا۔ "تم ضرورت
نے زبردستی ذہن کو بھڑکے۔" یہی بات اس کے چہرے پر
اظہار نظر آ رہی تھی۔

کئی سال پہلے ریشورٹان میں ایک سرمایہ کار کی قہر
ہے کہ برٹ کی پیش کارش اس کی طرف مولدہ چاہتا ہو۔ وہ
بھی رقم کی لین دین پر تو عموماً اس ہوتے ہیں یا گھر...
میں کچھ کہتے کہتے کہ وہ گھر کی ساسی کی اور اس کی طرف
دیکھا۔ وہ میری بات سن کر تائید میں سر ہلا رہے تھے۔
"مگر کیا؟" جیسٹن نے سے تالی ہے کہا۔
"مکمل ہے کہ وہ اگلے کو چھاننے کے ساتھ ساتھ اس میں
دھکا بھی رہا ہو کہ زبان دہانہ اور دم نہ لگتا، وہ دیکھ کر
چھڑا بھی ہو سکتا ہے۔" یہ کہہ کر میں نے ایک بار بار اگلے کے
چہرے پر نظر ڈالی۔ "کوئی بھی معاہدہ کی زد سے ہائی کے
بعد اب برٹ اس میں دم کرنا کہنے کا چاہتا ہے۔" اگلے سامنے
ایک بار پھر تائید میں سر ہلا دیا۔

مگر سے خاموشی کا راج تھا۔ میری نگاہیں جیسٹن پر
تھیں جس میں وہ گھر کی سوچ میں ڈوبا تھا۔ اس کی نگاہیں
روسیاں میں اس کی گزیر رہی تھیں۔ ابنا گہرا تھا کہ وہ ہمیں
چھپکا کر بھی بھول گیا ہو۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور میری
طرف بورد بھیجے ہوئے لگے۔ "تم نے جیسٹن کی جان
کی وہ صرف ایک گروپ ڈو کی بنیاد ہے جس میں ہائیڈروجن
کھو گیا تھا۔"

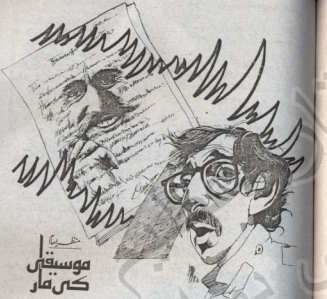
میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "میرا خیال یہی ہے کہ
چھو کچھ دیر دور سے ہے۔ برٹ، ہائیڈروجن اور اس کا
ریشورٹان کو فروخت کر دیا جاتے ہوئے وہ اس کے حق میں
تھیں۔ وہ بھی طرح طرح جاتا تھا برٹ جیاد ہے اور
پوری طرح جوئے کی لذت کا شکار تھی۔ وہ ریشورٹان کو
اس کو دیکھ کر جانا چاہتا تھا۔ وہ مکمل پیلے اس نے مجھ سے
بھی یہی کہی تھا کہ وہ سوا ہوتے ہی اس کو دیکھ کر اس کے
گھر جاتی کے پاس اس کی رقم تھیں کہ وہ برٹ کی اس کا
ادارہ کر کے ریشورٹان کو فروخت ہونے سے بچا سکے۔ اب
ایسے میں برٹ کے پاس یہی راستہ تھا کہ اسے ہی سے
ڈال لے۔" دیکھتے ہی برٹ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ ہائیڈروجن
بہتر ہے کہ ریشورٹان میں کوئی دیکھیں اور وہ اگلا ہے
تھیں چلا پانچے گا۔" میں نے یہی کہی تھی کہ ان اسکاٹ کو
جیسٹن کی بات سے برٹ کو ہائیڈروجن کا قائل ثابت کرنے کی دلیل
مزید مضبوط ہوتی۔ "مگر یہ ہائیڈروجن... میں مسکرایا۔
"اب وہ نہیں بچ سکتا۔"

"وہ بھی سچ تھی کہ ریشورٹان کو فروخت کر کے
نیو یارک کے اس مقامات کو کچھ دے اور اس کے پرفٹ مقام
پر ہائیڈروجن کی ذمہ داری کرے۔ وہ بھی اس کام سے اس
کے لیے...
"جیسٹن نے کہتے ہوئے "اگلے کے سوال کیا۔
"اس کے لیے کوئی کیسٹ سے دو ہفتے پہلے میں نے
نگھڑا ٹپک مال سے گھر تک ہفتہ دی کی۔" راستے میں
وہ دونوں ہاتھیں کر رہے تھے۔ ہائیڈروجن کا کارڈ اور
اسے دھکا دے کر اس کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ برٹ کے لیے

دوست کبھی نہ تھی۔
 ”مگر یہ بات حق ہے سراج رساں سے تو میں کی؟“
 ”کوئی بات تو نہیں تھا۔ میں نے اسے بات نہیں کر سکتا تھا۔“
 ”بہت سارے بار عورت میں مل کر جو وقت بنایا گیا ہے،
 اس وقت تک تک نہیں تھی۔۔۔“
 ”کب میں بھی مرد ہو جاتی تھی کہ اس رات ٹائی کا تکل
 ہونے والا ہے۔“
 ”تیرے لیے کبھی ہوا؟“ اگلے نے پوچھا۔
 ”جی بہت خوش حراج عورت ہے مگر ٹائی کے ساتھ
 اس کی آخری تصویر کو گور سے دیکھو، وہ ذرا اور اصرافی
 دیا۔ میں نظر آتی ہے۔ اس کے چہرے سے اندرونی
 کیفیت نظر آتی ہے۔ دیکھنے کی وہ جان بول چہ رکھتے ہیں کہ
 اور ٹائی کو کیا کہنا ہے دیا۔ بہت اور وہ فیصلہ کر کے
 کر کے آ کر بیٹے کے سامنے تو اسے لکھ کر بھیج دیا۔ شوہر کی
 موت کے بعد وہ ریسٹوران میں نصف صبح کی لاکھ بن
 جاتی۔ اسی کی مضامندی سے برٹ اس کے کپڑے کے ہفتہ
 دن دن کے اندر اندر ریسٹوران فروخت کر کے لاس
 وگاس لے گیا تھا چاہتا تھا۔“
 ”بڑا اشیانیانہ دانش ہے تمہارا۔“ اگلے نے کہا۔

اسی دوران میں میرے موبائل فون کی بجلی گئی۔ میں
 نے نمبر دیکھا۔ کال سراج رساں۔ لیکن کے نمبر سے آ رہی
 تھی۔ ”ہیلو۔۔۔ میں نے فون انیڈی کیا۔
 ”ہی ٹی ٹی کیس کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے۔“ اس نے
 چوڑھے سی کہا۔
 ”بہت ہی اچھا ہوا۔“ میں نے ہنس کر جواب دیا اور
 اٹیکر آن کر دیا تاکہ اگلے بھی سن لیں۔
 ”اے گے ستو۔۔۔ لیکن نے کہا۔“ میرے ٹائی کی تیرہ
 کوئی گرفتار نہیں ہے۔ وہ اس کی لکڑی ہانڈنگ کی۔
 ”مگر کیسے؟“ میں نے کبھی بری طرح چمک کیا۔
 ”جکل اور اس کی فکالے کانے کے بعد برٹ نے اسے
 فون کر کے کام ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔“ لیکن بتا رہا
 تھا۔ ”جب میں نے برٹ کے موبائل پر پیشی کی تو پتا چلا کہ
 پوسٹ مارٹم میں کل کا وقت اور فون کال کے درمیان صرف
 چھ گھنٹے کا وقفہ تھا۔ فون اس نے نیلی کو اطلاع دینے
 کے لیے کیا۔ میں نہیں، اس وقت بعد اس نے نیلی کو اس اہم
 ایس پیج کیا کہ ٹائی جیون شاید جانے وارادات پر کوئی
 ہے۔ اس پر خبر نہ ہو کہ تھا نہیں کی دوسرے وہیں اس تک پہنچ
 سکتی ہے۔ اس نے وہ ایس اہم ایس نیلی کو بھیجے۔ ایک دن

وہ کوسے ہونے اور مغربی پر نظر ڈالی۔ ”شام کے سوا
 سات بج رہے ہیں اور میرے ذرا کم کی وقت ہو رہا ہے۔“
 ”مگر یہ بعد امدادی کا رہا ہے تفتیزی سے ٹائی اور برٹ
 کے ریسٹوران کے جانے سے گزری۔ میں نے نظر ڈالی۔
 ریسٹوران۔۔۔ چنانچہ اسی وقت وہ خیریاں نکال گئی تھیں،
 پارک کے لیے کھینچیں گئی تھی، آج وہاں ہر طرف اٹھ رہا
 اور سنا سنا چھٹا ہوا تھا۔ برٹ کے جوئے کی لت نے میں
 زنگوں کی تباہی نہیں بلکہ گولوں کے پینڈے پر ریسٹوران
 کو بھی ویران کر دیا تھا۔ میں نے اگلے کی طرف دیکھا۔ وہ
 ایک بار میرے منہ دیکھ رہے تھے۔ ان کی نگاہوں میں بھی
 اندر دیکھ گئی۔ میں ان کے دل کی بات بن کے بھی سمجھ گیا تھا۔
 آخروہ ریسٹوران ان کو پتہ نہ رہا۔



موسیقی کی تار

ہر زمانہ ہر شخص موسیقی جیسے شغف رکھتا ہے۔۔۔ بلکہ پھلک دھوم
 شوق والی موسیقی دل کی نرم و نازک احساسات کو محض و جاوید
 کر دیتی ہے۔۔۔ آپ کے جانے پہچانے کو رانگی چھلک۔۔۔ اس دفعہ انہوں نے
 کلاسیک موسیقی کو چھلکے کا قصہ لکھا تھا۔۔۔!

دلوں کو ان کی گونج دینے والے شور بنگے۔۔۔ استاد محرم کے سے کارنامے

”آسان کر دیں۔“
 ”نیکو آسان میں تان میں ہے۔ اس لیے ٹیل
 ہر تان پائش راگ مہار و میرو دی ہے جو اس پیچہ آخری
 اقل ہر بازو کو جو بڑا مکان و میروں کان ہوئی ہے۔
 ”استاد برائے تان میں تو یہ عرض کر دیں کہ اب اور زیادہ
 مشکل ہوئی ہے۔“
 ”یہ تو استاد کے سارے ہی کارنامے کمال کے
 ہوئے ہیں جسے یاد میں اور سے بھول جائیں۔“ استاد کو
 ان دنوں کانٹا لگنے کا شوق ہو گیا تھا۔ اس شوق کا سبب
 انہوں نے یہ بتایا تھا۔ ”گزشتہ مہرکان سے یہاں
 تان میں پندرہ سو دو دوں میں عام بندہ نہیں۔
 ”استاد ذرا پکا ہاتھ رکھیں۔ میرا مطلب ہے ذرا

استاد نے اس بات پر مجھے برا بھلا کہا شروع کر دیا۔ یہ استاد کی حادثی جیجی میں یہی عذر پیش کرتا کہ میں ان کی بات نہیں سمجھ پایا ہوں تو وہ اس طرح مجھے برا بھلا کہتے۔ ان کا خیال تھا کہ میں اردو ادب سے دور ہوتا جا رہا ہوں۔

نے ہاتھ جوڑ لیے۔ ”تمہاری کوئی بات میری
 نہیں آتی۔“
 ”چشمک ہازگان آل تہور ہوں میں۔“ استاد
 یا۔“ انقلاب کو کرو تازہ افکار کی ضرورت ہے جاسے
 دروہاز کرو۔“

سردارانِ استقامتِ خان کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔
 میں ایک میں ہی اسے کچھ متعلق آدمی
 پایا۔ اسی لیے اس نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔
 جان ڈرامہ کی بات تھی۔
 میں نے اس کے پاس جا کر

خدا کے لیے اس آدمی سے میری جان چھڑوا
اس نے استاد کی طرف اشارہ کیا۔ "اس
ملکی خدایاں کر دیتی ہے۔ یہ کیا یوں ہے،" میرے
بھٹے میں بھی نہیں آ سکتا۔"
استاد اس دوران خاموش بیٹھ رہے تھے۔

استاد یہ بے چارے آپ کی قاری سے
 ہو گئے ہیں۔ میں نے استاد سے کہا۔ ”آپ
 لیے ذرا آسان ہو جائیں۔“
 ”تو نظریہ ہے محالہ ہے۔“ استاد نے فرمایا۔
 ”استاد سے یہ گزارشت کرو کہ چونچ ہتھیار کو
 اٹھانے کو کہیں۔“ دلیانہ کر دیں اور رنگ بھیر دیں
 ”اگر جائیں۔“

مفتی نے کہا کہ استاد بین خان اپنے کلام کی یاد دہکانا شروع کر دیں کیونکہ لوگ یہ تاب لیا۔ استاد بین خان نے ہارسونمیں اور خطے کو نے استاد سے کہا۔ ”اب میں کیاں کا سر لگاتا ہوں۔“

بہر حال اس دن کی جنگ کو کامیاب ہی قرار دیا
گیا۔ لیکن اس واقعے کے بعد کہیں کہیں ان کے
کے خواب میں آکر انہیں یہ یاد آنا چاہتا تھا۔
میاں تان میں مرحوم کا یہ کہنا تھا کہ چونکہ ہر مغز
بادشاہ نے کھلی کھلی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کی ہے۔
اسی لیے استاد پرانی لازم ہے چونکہ استاد مفلوک کے
آخری پتہ کو جاننا ہے۔

بیس استادوں و محسن سوار ہو گئی تھی۔ انہیں میاں تاج
سین کے علم پر عمل کرنا تھا ورنہ بقول ان کے آئیہ
گوشتیان ہر گھنگھری ہو جائے گا۔“

اب چاہیے کیا تھا۔ بہر حال میں سے اس کا
 طلب جانے کی کوئی غلطی نہیں کی۔

اس سوال یہ تھا کہ استاد کو کھاسیکل کون سکھائے
 گا۔ میں نے اس بار سے میں جب دریافت کیا تو استاد
 مسکرا کر بولے۔ ”عاشق بے قباب کا گھر ہے قذیر کے چکا
 ہوں۔ استاد بین خان سے شرف مریدی کرنے کا
 استحقاق ذہن نامداس کا رہا ہوں۔“

اس جھگڑے میں آجاکہ استاد نے کسی
استاد بہن خان کو تڑپا ہے اور وہ ان سے کھابیل سیٹھلی
چاہتے ہیں اب یہ ہیں خان کون تھے، یہ خود میں بھی نہیں
جانتا تھا۔

بہر حال ایک دن جب میں استاد کے محل میں پہنچا تو وہاں ایک قضا کا گواہ تھا۔ استاد کے کمرے میں درسی کتب بکھری تھیں۔ ایک طرف دو درود گواہ بھی تھے۔ ایک جاس کھجور کی عمر کے بیٹے مہار با مومنی سنبھالے ہوئے تھے۔ ایک برابر میں ایک مرلہ سا چنگی تھا۔ جس سے ابلے سنبھال رکھا تھا۔ استاد ان دونوں کے سامنے تھے اور ان دونوں سے مرے منہ سے نکل رہے تھے۔

مفت کا یہ تراشاد کہنے کے لیے منہ ہو گئے تھے۔
 میں بھی ایک طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔
 ”چلیں استاد بذلہ فرمائیں۔“ استاد نے استاد
 کوں خان سے کہا۔

اسے تقریباً شروع کر دی۔ "اسے ہاسپٹل درخواست
دے موت عام تھے کیا کہ رگب موسیقی کے علاوہ
کے ہے، رنگ ہے، آہنگ ہے اور رنگ ہے۔ تو
خون کی اولاد ڈانڈہ ہے جو کے قرے دار جاہ
ہے بے دھڑک ہے اونچی سڑک ہے مجھے کیا
کے ملت بھاری ہوئی ہے۔"

استاد مقرر کر کے لئے جسے کہیں جسے کہیں
س ہی نہیں ہوا کہ استاد جن خان اپنے طبلے والے
رمزا و سمانا کو لے کر وہاں سے فرار ہو چکے ہیں۔
بہر حال یہ تھا استاد کے کاغذیں لیکن ان کا قصد اس
بعد میں اتنا نیا نہیں رہا کہ استاد کے خواب میں نہیں
آئے۔ اگر آئے بھی ہوں گے تو استاد نے نہ کر وہیں

اور وہ کارنامہ یہ تھا کہ استاد نے ایک وجوہ کی
تحتوی سے عشق کرنے کا پروگرام بنالیا تھا۔ بہت اٹوٹی
تھی۔ استاد کے مزاج اور کردار کے بالکل خلاف۔

پانچویں دعویٰ نے اپنی بی بی کا ایسا نام کیوں رکھ دیا
بہر حال ارشاد ایک بد صورت لڑکی تھی اور اس شخص کی
خاص بات یہ تھی کہ اس کی عمر زیادہ سے زیادہ پندرہ یا

اور استاد نے اس پر عاشق ہو جانے کا باقاعدہ اعلان کر دیا تھا۔ انہوں نے یہ انوکھا اعلان اپنی فخرناک شاعری کے ذریعے کیا تھا۔

ایک شام استاد محلے کے چوراہے پر کھڑے ہو کر
 فروزہ ور سے اپنی تعلیم سنانے لگے۔۔۔۔۔ استاد کی وہ نظم کچھ
 یوں تھی۔

[illegible]

شاوی سے پہلے

شیر کی شادی ہو رہی تھی۔ برات روانہ ہونے لگی تو ایک چہرہ برات کے آگے بڑھے گا۔ شیر نے پوچھا۔ ”تم چہ ہو، شیر کی شادی سے تمہارا کیا تعلق ہے؟“

چو نے مسکرا کر جواب دیا۔
 "شادی سے پہلے میں بھی شیر تھا۔"
 (مرسلہ: وسیم احمد کراچی)

”وہ تو ٹھیک ہے۔“ استاد یکنے یہ قہر تہا مناسب بات ہے۔ وہ تو ٹھیک ہے۔“

”خدا پرستوں میں صحراوردی کو ان گری مت بناؤ۔“ استاد کو کہہ کر بولے۔ ”جائے ترازو کے کمرے اتلائے ہوئی کرو۔“

”مطلب یہ تھا کہ عشق کے معاملات کو عمر کے ترازو میں مت لو۔“

”بھئی استاد۔ تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے۔“ میں نے کھانے کی کوشش کی۔

”یہ مناسب احوال درست اقدام ہے۔“

”استاد نے فرمایا۔“

”نہ جانے کیوں استاد اس معاملے میں باطل اڑے ہوئے تھے۔ بالکل اس سے پہلے کی اربابا ہو چکا تھا کہ جب میں نے استاد کو کھانے میں بھیجے گی کوشش کی تو انہوں نے فوراً میری بات مان لی مگر لیکن اس بار وہ اکرہ کر رہے تھے۔“

”استاد! دھونی نہیں جان سے مارو گے۔“

”میں نے عاجز آ کر کہا۔“

”عشق دار مسکون ہے۔ بے ستون ہے۔ زندگی بعد مرگ ہی اور بعد الموت ہے کیونکہ یہ عالم ابوت ہے۔ روزگار فقیر ہے۔ دردیش ہے۔“

”مطلب یہ کہ عشق میں یہ سب ہوتا رہتا ہے۔ اس میں زندگی کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔“

”میں نے ابھی کہی تھی کہ وہ میری عمر اور میری عمر نہ جانے کی باتیں انہوں نے ایک ماس میں کہہ دی تھیں۔“

”میں سمجھ گیا کہ اس بار ان کا مرض لا ملان ہو چکا ہے۔“

”میں نے اس کی لڑکی کو دیکھا۔ وہ تو ایک عام سی لڑکی تھی۔ لڑکی کا بیٹی کی جی جی کی ہم جو میں نے ساتھ کھائے تھے۔“

”میں نے پھر دیکھی کہ اس بات سے مجھے کس دور کا ایک انوکھا انسان پریشان کر دینے سے کران ہو چکا ہے۔“

”میں نے ایک بار پھر استاد کو کھانے کی کوشش کی لیکن استاد دھمکتے کھٹے کھٹے سوڑی میں نہیں تھے۔ اس لیے میں ان کے حال پر چھوڑ کر واپس آ گیا۔“

”استاد پر مجھے اتنا غصہ آ رہا تھا کہ میں نے ان کی طرف چلتا ہی چھوڑ دیا لیکن ان کے معاملے سے مجھ پر کتنی دقت تھی۔“

”آج استاد نے مرغام اس لڑکی سے اپنے عشق کا اظہار کر دیا۔“

”یہ بات ہے کہ وہ بے چاری ان کے بناتی

اظہار کو سمجھ نہ سکی لیکن استاد نے اپنا فرض پورا کر دیا تھا پھر یہ خبر ملی کہ استاد دھونی کے درمیان چکر بھڑکا ہوا ہے۔“

”بات اتنی بھی کچھ دھونی اپنی باروری والوں کو لے کر آئی۔ وہ استاد کو دھونی سے کہنے کے اگر استاد نے اسکو تحریک نہیں کی تو وہ پولیس میں رپورٹ کر دیا۔“

”کے۔“

”صورت حال واقعی خراب ہو گئی تھی اسی لیے میں استاد کو سنبھالنے اور کھانے کے لیے ایک بار پھر ان کے پاس آ گیا اور وہاں میں نے جو پھر دیکھا اس سے یہ اندازہ ہو گیا کہ استاد کا دل میں بھی خراب ہو چکا ہے۔“

”استاد کے کھانے میں ایک نئی پڑی ہوئی کھانے کی برسات ہوئی۔ ”ارشد! لکھا ہوا تھا۔ ارشد دھونی کی لڑکی کا نام تھا اور استاد اس نئی کھانے میں لنگے کے عیون رہے تھے۔“

”استاد نے اپنی اس نئی حرکت سے چارے مٹے میں ڈاکی کیفیت پیدا کر دی تھی۔“

”خود شروع میں سب میں بھی سمجھتے رہے کہ یہ دو باروں کا مذاق ہے خودی ختم ہو جانے کا لیکن استاد مجھے کسیرس ہی ہوتے چہ چارے تھے۔“

”خود میں نے استاد سے پوچھا۔ ”استاد! آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔“

”استاد نے فرمایا۔ ”استاد نے فرمایا۔“

”لیکن اتنی چھوٹی بیٹی سے کیوں عشق کر رہے ہیں۔“

”کیونکہ یہ دستور ہے کہ نہاد اور بے فریاد ہے۔“

”استاد نے کہا۔“

”استاد آپ کی اس حرکت سے لڑکی بدنام ہو رہی ہے۔“

”بدنام زمانہ فرمایا یہ بھانگر ہے۔“ استاد نے فرمایا۔

”اعزازہ ہو گیا کہ استاد کی کیفیت اب دوسری ہو چکی ہے۔“

”نہ جانے ان کیسے عشق کا بخار چڑھا گیا تھا۔ وہ کسی کو نہ نظر میں نہیں لیا لاسے تھے۔ اس زمانے میں انہوں نے ایک کھنکھناتی لہو ڈالی تھی۔ جس کی ابتدا اسید میا سادی کی تھی۔“

”چنانچہ استاد کا مطلب تھا لیکن انشاء خدا کہ وہاں کے اس بے چارے سے دھونی کو کسور ہو پاؤں گا۔“

”وہ اپنا کاروبار سمیٹ کر کسی اور محلے میں جانے کا ارادہ کر رہا تھا۔“

”ایک بار خود اس کی لڑکی نے بھی استاد پر پتھر پھینکا۔ لیکن استاد کو ایسی باتوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی وہ اس کے خلاف ہر بڑے سے ہوتے۔“

”ایک دن میں ان پر برس پڑا۔ استاد آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بہت غلط ہے۔ آخر آپ کو کیسے نکالے گا۔“

”اس لیے کہ یہ تحریک دھونی ہے۔“ استاد نے بتایا۔

””کسی مطلب۔“

””یہ رات بھر چاروں دن زار اور منت کش تا پھیندیں دھونی ہوئی ہے۔“

”استاد کی اس بے گناہ بات سے میں نے یہ اندازہ لیا کہ استاد کو کھانا چاہو ہے۔“

”کہہ دیا استاد دھانی ہے۔“

””استاد میری سمجھ میں آپ کی بات نہیں آئی۔“

”میں نے کہا۔ ”وہ دھونی خود آپ کو راستہ کیوں نہاتے گا۔“

”اس لیے کہ خود دھونی اپنی تم ایک ہوا عشق ہے۔“

”استاد نے فرمایا۔“

””استاد! خیر یہی ہو سکتا ہے۔“

””تم سلسلہ بچان دھونی کرو اور اسے حاضر آتی تجھ پر پتھر مڑواتے گا۔“

”مطلب یہ کہ میں اس دھونی کو ان کے پاس لے کر آؤں پھر استاد تا میں کے معاملہ میں۔“

”دھونی نے مجھ کو تو وہ بے بسی سے بھجایا بیٹھا تھا۔ اپنا زار استعمال کر استاد کی نشان میں قہید سے چڑھا ہوا۔“

”میرے ساتھ چل چڑا۔“

””ہاں یہ سب تاہم کیا کیا ہے۔“

””خود عشق کو خار اور پھل اکنار ہے۔“ استاد نے فرمایا۔

””خیر یہ سب مومن میں آپ پائی فرمائی۔“

”مطلب اس مجھ میں دوش دھونی کے ساتھ کہ رنگ زمانہ بدلتا دکھارہا۔“

””خدا کے لیے استاد کچھ کہو۔“ میں نے آواز لگائی۔“

”اس ناپاس دھونی۔ مراد یہ کہ وہ اس کے ساتھ جانا تو میری زبان کی دختر ہے پروا اس آرا کے ساتھ کیا کھانے کا ہے۔“

”میں حیران رہ گیا استاد نے اپنی بناتی زبان میں ایک بندے کا نام بتایا تھا تو میری زبان جو اس کے خفاش کی ایک بیٹی کی جو جوتی معذور کی۔ وہ دن بھر مجھے میں کھوتی پھرتی تھی۔“

””ہاں تاہم استاد کیا ہوا تھا؟“

”پھر استاد نے ایک تاہم شروع کر دیا جس کا لب الہاب یہ تھا کہ استاد نے ایک دن اس دھونی کو اس وقت معذور بیٹی کے ساتھ تاہم چل کر میں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔“

”میں نے جب استاد کی بات دھونی کو سمجھائی تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ وہ بھلا نہ گا۔“

””وہ تو تم ویسے ہی اس کے تنگ خان کی ہے۔“

””تو میں اسے اپنے فخر خوں۔“ جب تو ایک بیٹی کے ساتھ خوں کی شاہ ہو سکتا ہے تو پھر اس عبادت بدور بازو نہ۔“

”مطلب یہ تھا کہ جب تو کسی کی بیٹی کے ساتھ ایسی حرکتیں کر سکتا ہے تو کوئی تیری بیٹی کے ساتھ بھی کر سکتا ہے کیونکہ بھول استاد یہ کفران ہے مجاہد و انصاف فرمایا اور میرا بہن تھا۔“

”دھونی کی اخلاقیات غیر ہو چکی تھیں۔ اس نے استاد کے سامنے اسے اپنی بات پھر لگائی۔“

””تو اس نے اپنی بیٹی کی بیٹی سے کوئی کچھ نہیں کہی۔“

””میں نے صرف اس دھونی کو احساس دلانے کے لیے یہ فرمایا تھا۔“

”اس دن کے بعد سے استاد نے ارشاد و ارشاد کی پکار ختم کر دی۔ دھونی بھی شرمندگی کی وجہ سے زیادہ دھون تک نہیں مل رہا۔ وہ کادھلے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔“

””لوگوں کا خیال تھا کہ شاید وہ دھونی استاد کی زبانوں کی وجہ سے خلع بھی کر چلا گیا ہے۔“

”اس باتوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔“

”وہ اپنی دھون میں اتنے اور پھر سے ان کی زندگی اسی دھون سے لگ گئی جس پر وہ پڑے تھے۔“

”میں نے اس کو اس دھونی کا ایک بڑا کارنامہ بتایا ہے تو کیا یہ بڑا کارنامہ نہیں تھا؟“

آفت ناگہانی

سرور قصبی

آج کے ترقی یافتہ دور میں کوئی ایسا دن نہیں گذرتا کہ کوئی نئی بات سامنے نہ آتی ہو... ہرگز روتے وقت کے سامنے جدیدیت میں اضافہ کا عمل مسلسل جاری ہے... اس جہد اور ایسی دور میں کہیں نہ کہیں... کوئی ایسا واقعہ ضرور سامنے آجاتا ہے جو انسان کو بلا کر کھو دیتا ہے... سائنس کی کرشمہ ساز یوں میں سے ایک کرشمہ... جو ایک انسان کی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے... اسے عروج کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے... ایسی کرشمہ کا دوسرا رخ... کسی الجھے شخص کو ہستوتوں میں دھکیل دیتا ہے... ذہن کو الجھا دینے والی کہانی کے تانے بانے... جو آپ کو طلسم کدہ کا لہریں بتا دیں گے...

دن کے کھواہوں کا گناہ ڈاکھیل جراتے دن کو بدن رکھنے کے درپے تھے...

ذیشان نے آج پھر وہی دیکھا کہ اس کی بیب ایک ویران مندر کے سامنے آ کر گر گئی تھی۔ جب میں اس کے ساتھ کوئی اور بھی بیٹھا ہے لیکن اس کے بعد وہاں داغ نہیں تھا۔ ایک صندوق سا جاتا ہے۔ یہ مندر بہت قدیم و کمالی دیتا ہے۔ اس کی دیواروں پر خشک پتلیں بھی پھیلی ہوئی ہیں۔ کسی زمانے میں شاید اس کا دروازہ آدھرتے کے لیے استعمال ہوتا ہوگا لیکن اس وقت اس کے سامنے انڈین کے ڈھیر تھے۔ مندر کے پیچھے اس کے آگے ہر طرف ویرانی تھی۔ جہاں اس کی بیب آ کر گھڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک ویران سا راستہ تھا۔ بالکل اٹھا۔ ایک ہوا کا بھاڑی ٹک کہیں جانت جرت اچھیر طور پر مندر کے پیچھے اٹھے اٹھے اور دست کھڑے ہوئے تھے۔

ذیشان کو اس وقت غصہ ہوا اور ہاتھ پھر مندر کے آگے آ کر کھڑی ہو گیا۔ وہ اپنے بستر پر تھا اور اس کی ہاتھیں اس کے پاس تھیں۔ اس نے ذیشان کو جھجھکا

کر چکا دیا تھا۔ "ارے کیا ہو گیا تھا آپ کو؟" اس نے پوچھا۔ "آپ ایسی ڈری آری آواز میں کیوں نکال رہے تھے؟"

"مٹھل! پھر وہی خواب۔" ذیشان نے ایک گہری سانس لی۔ "میں نے پھر وہی خواب دیکھا تھا۔ وہی ویران مندر، رات ایک آدھی بجیں کی آگہیں بہت روشن تھیں۔" "اسی لیے تو مجھے ہوں کہ ہمارے گیس نہ دیکھا کریں۔" مٹھل نے کہا۔ "وہی گیس آپ کے ذہن پر نقش ہوئی تھی۔"

"میں یار! میں نے مجھلے کوئی ایسا کوئی ہار موسیقی نہیں سنی جس میں اس قسم کا کوئی مٹھو ہو۔ پھر خواب ایک بار نے دو بار آئے... یہ بار بار کیوں آتا تھا۔" "کیوں! تو اس کی پھر کچھ تعلق میں اس مندر کے پھر وہی دیکھ رہے ہوں؟" مٹھل نے اس کا ٹولف دوڑ کر لے لی۔

"ہوسکتا ہے کہ یہی ہے۔" ذیشان بھی مسکرا دیا۔ وہ بہت خوبصورت لڑکیوں سے ملتا تھا۔ ہاتھ اس کی کھمبے میں آتا تھا کہ اس کے لاشعور میں اس مندر سے مٹھل کی یاد آتی تھی۔

ذیشان ایک بڑھاپا انسان تھا۔ وزارت دفاع میں اس کی حیثیت بہت اہم تھی۔ ایک بہت اچھا مہم جو تھا اس کے پاس اس کی سیاسی اور فنی صحت کی شاندار درجہ۔ ذیشان ایک آسودہ زندگی گزار رہا تھا۔ مٹھل اس کی بہت محنت کی اور یہی تھی۔ ایک خوب صورت، لکھا بکھا پی ڈی سی گیسو کی شوبہ ذیشان کے دل کے کچھ کی ساقی تھی۔

خوبصورت مکان ان کا اپنا تھا۔ زندگی میں کسی کو بھی زندگی گزارنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ سب ان کے پاس تھیں۔ ان کی شادی کو ابھی صرف ایک سال ہوا تھا۔ ابھی انہیں بچے جنم کے باریک میں نہیں ہوا تھا۔ وہ پہلے بچہ امین کے بچے کی زندگی گزارنے کا لہجہ کرتے تھے۔

"جتنے سے فارغ ہو کر ذیشان نے مٹھل سے کہا۔ "آج میں خیر نہیں پھاؤں گی۔"

"کیوں؟" "میں لکھی۔ دل پر ایک بار مجھ سے پہلے کی اور یہ کہ اس کے لیے سوچا ہے کہ آج بہر حال ہر گھر کی



بیکر کریں گے۔" "کیوں... میرا مطلب ہے پھر کسی مقصد کے؟" "ہاں یار! پھر کسی مقصد کے۔ کیا ضروری ہے کہ ہر وقت یہ بخت ہمارے ساتھ رہے۔" "مٹھل نے لکھن میں نے ایک مقصد نکال لیا ہے۔" مٹھل نے کہا۔ "میں پہلے سے اسٹور ہاؤس کے وہاں سے بکھلنا ہے۔ اس کے بعد یہ ہوگی۔"

"مٹھل! جیسے آپ کی مرضی۔" ذیشان کو اسٹور ہاؤس کے عامل اور بیکر بھاڑے دشت ہوئی تھی اس لیے وہ ہاں ہی بھڑا رہا۔ مٹھل اس کی اس عادت سے واقف تھی اس لیے اس کے خدشے میں کمی تھی۔

ذیشان آنے جانے والے لوگوں کا جائزہ لیتا رہا۔ زندگی کی کئی کئی دواں دواں سوس ہوئے تھے سب بیکہ بیکہ۔ لیکن سب بیکہ بیکہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ادھر ایک بیکل بھی رہتی تھی۔ ایک طوفان سا بھڑکا تھا اس لاکرنا ہے۔

ایک ذیشان کے سامنے سے ایک مٹھل اس پر ایک پکائی ہوئی لکھ ڈال کر مار دیا۔ وہ صرف ایک لمبے کی بات تھی۔ صرف ایک لمبے کی بات تھی۔ ذیشان کو احساس دلایا تھا کہ یہی مٹھل ہے۔ وہی اس کے خوابوں والا۔ وہی آگہیں تھیں۔ وہی مٹھل پر پڑائی دیتی ہوئی آگہیں... جو ہمارے وجود پر پھیل رہی تھیں۔ وہ آدھی اپنی شان دار زندگی کا دروازہ کھول رہا تھا۔

وہ ابھی صحت کا ادھر مر آدھی تھیں نے بہت قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا اور ہر بالوں سے غالی تھا۔ مٹھل بھی تھا۔ ذیشان نے جنون سا سوار ہو چکا تھا۔ اگر یہ وہی آدمی تھا تو پھر

رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹ کاہل رہے تھے۔ "جانی
 خواہر کیا ہے۔" اس نے دے ہوئے بتایا۔
 "کیا؟" قادر نے پوچھا اڑ گئے۔ جانی کا اگلوتا چٹا
 تھا۔ ابھی اس کی عمر صرف بارہ برس کی تھی۔ "یہ کیا نکال
 کر دیتی ہو؟" یہ کیسے ہو سکتا ہے... اس نے خواہ کیا ہے اس
 کہ؟
 "یہ میں نہیں جانتی۔ اس کا لون آیا تھا مایہ کیلئے وہ
 مٹھکوں سے غائب ہے۔ وہ اپنے کسی دوست کے یہاں
 گاڑی لے کر گیا تھا۔ راستے میں ایک اسٹور پر اس نے گاڑی
 رکوائی۔ اسے شاید کچھ یاد تھا۔ ڈرائیور کو انکار کرنے کے
 لیے کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔ یہاں اس کی والدہ بھی ہوئی تو
 ڈرائیور نے پورا اسٹور چھان مارا۔ جانی نہیں نکلی نکلی
 دیا۔
 "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ اسٹور سے کیسے غائب ہو
 سکی؟
 "اس اسٹور میں کئی دروازے ہیں۔" اس کی بیٹی
 نے بتایا۔ "ڈرائیور نے والدین آکر یہ خبر سنائی اور اسی وقت
 کسی کا لون آ گیا۔"
 "کیا کہہ رہا تھا وہ؟"
 "کہہ رہا تھا کہ جانی اس کے قبضے میں ہے اور وہ آپ
 سے بات کرے گا۔"
 "یہ کب سے تھا؟"
 "اس کے قصور میں بھی نہیں تھا۔
 اسی وقت خون کی مٹی بن چکی۔ اس کی بیٹی نے
 ریسپورڈر کا کچھنا اور ریسپورڈر کی طرف رخ عدا دیا۔" یہ
 اسی وقت ہے۔
 قادر نے سمجھ کر ریسپورڈر لیے لیا۔ "کون ہو تم؟
 میرے بیٹے کو کہاں لے گئے ہو... تم نہیں جانتے کہ کون کون
 ہوں؟"
 "میں نہیں جانتا ہوں قادر صاحب۔" دوسری طرف
 سے کہا۔ "آپ اطمینان سے میری بات نہیں کریں۔"
 "ہاں کیو۔"
 "میں بات تو یہ ہے کہ آپ مجھے لیں نہیں کہیں کہیں
 گئے کہ کوئی خون ہوں اور کہاں سے بیل رہا ہوں۔ دوسری
 بات یہ ہے کہ آپ کی کو اس واقعے کے بارے میں مجھے نہیں
 بتائیں گے۔ یہ آپ کی اصل مندی ہوگی۔ تیری بات یہ ہے
 کہ آپ کا چچا اپنی بیٹی سے ہے۔ اسے کوئی نقصان نہیں
 پہنچا دیا گیا۔"

"نہیں کیوں... کیوں خواہ کیا ہے اس کا؟"
 "آج آپ نے بیٹنگ میں جو جھجڑ دی ہے اسے ہر
 حال میں منظر ہو جاتا ہے۔"
 "میں یہاں تھرا ہوا ہمارے معاملات سے کیا تعلق ہے؟"
 "میں یہ نہیں بتا سکتا۔" اس نے کہا۔ "میں یہ
 منظر ہو جاتا ہے۔"
 "مجھ سے تیرے توجہ دے دی ہے۔ اب منظر
 کرنا پڑتا ہے اور یہ والوں کا کام ہے۔ اسے اتنا تو مجھ جانتے ہو
 گے۔"
 "ہاں یہ تو مجھ بھی جانتے ہیں۔" اس نے کہا۔ "آپ
 کا کام یہ ہے کہ ہر طرح پر اوپر والوں کو یہ یقین دلایں کہ
 موجودہ حالات میں اس سے بھر راستہ اور کوئی نقص ہو سکتا۔"
 "اس سے تمہارا کیا کام ہوگا؟"
 "اس کی ہر گز نہ کریں۔ اس کے بعد آپ کا کچھ
 آپ کے پاس بقی چاہئے گا۔"
 ☆☆☆☆
 دلا بھر نے کسی سوچا بھی نہیں ہوگا کہ اس کے ساتھ
 بھی والدین کی ہو سکتا ہے۔
 وہ اپنی جان بچانے کے لیے دوڑ رہا تھا۔ اس کے
 پیچھے کسی لوگ جو کہ گلیاں چلا رہے تھے اور وہ ایک اجازت
 میدان میں اپنے آپ کو بچانے کے لیے دوڑتا چلا جا رہا تھا۔
 یہ سب مجھ پر کیا ہو رہا تھا۔
 وہ معمول کے مطابق اپنے دفتر سے روانہ ہوا تھا۔
 گاڑی کی پہلی نشست پر بیٹھ ہوئے وہ بھروسہ کی نگاہات
 بھی دیکھتا ہوا تھا۔ آج سے دیر ہوئی تھی اس لیے ہر طرف
 اندھیرا تھا۔
 وہ اس علاقے سے گزر رہا تھا، یہ اس کے راستے میں
 آتا تھا۔ ایک طرف دو رنگ بیلہ ہوا میدان اور دوسری
 طرف کے کچھ مکانات بنے ہوئے تھے۔ اس علاقے سے
 گزر جانے کے بعد ہر شہری آبادی شروع ہوتی تھی۔
 وہ ایک اپارٹمنٹ میں چاہ کر رہا تھا۔ بہت اہم
 اور حساس ادارہ تھا اس کا۔ لیکن اس کے ساتھ آج تک جیسا
 کوئی وارد نہیں ہوا تھا۔
 وہ گاڈفادر کے حاسنے میں مصروف تھا کہ اجاگ
 ڈرائیور کی آواز اچھٹے سے گاڑی روک لی۔ اس نے کھینچے
 کے بعد راستے کی طرف دیکھ کر دیکھ کر اس کی دین اس طرف
 نکلی تو کوئی بھی اس کی گاڑی کے لیے کھینچنے کا راستہ نہیں
 تھا۔

پھر اس گاڑی سے تین چار مسلح افراد اتر آئے۔
 وہ گاڑی میں دو صاف دھکیلا دے رہے تھے۔ وہ
 تباہی کے لیے تھا۔ اب اس کے ڈرائیور نے آواز نکالی۔
 "صاحب بھاگ جاؤ۔"
 اور اس نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر
 اندر سے چھٹا کر گاڑی اور میدان میں اتر پڑا۔ وہ
 اس کے گولیوں کی آواز بھی نہیں سنی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا
 کہ اس کے ڈرائیور کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔
 وہ نہیں دوڑتا چلا رہا تھا۔ میدان میں اونچے نیچے ٹپکے
 ہوئے تھے۔ وہ بزدل نہیں تھا لیکن شاید اس وقت
 کے ایک اضطراری عمل سرزد ہو گیا تھا۔ شاید وہ خوف زدہ
 تھا۔ اور اس کا کڑا حاتمہ کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
 اب ایک ایسی اندھیرے میدان میں ایک دوسری سی
 نمودار ہوئی۔ وہ کسی باغی کی روشنی میں جیسے اپنی طرف
 آئے گا اشارہ کر رہی تھی۔ دلا بھر نے سمجھے کہ اس کا کوئی
 ہو سکتا تھا اس لیے اسے میں اس طرف سے ہٹانے والا کون
 ہو سکتا تھا؟
 وہ بھاگ کر روشنی کی زد سے بھاگ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ
 وہ وہاں ہو جائے یا کسی اور طرف رخ کرے۔ اب اس کا
 یہ کسی کی آواز تھی جسے باغی والے اس کے پاس سے لے لیا
 جانے لے ہوئے۔ "وہ دہلی مت کرنا۔ وہ لوگ ہر طرف
 پھیل کر کہیں بھی آ رہے ہیں۔ اسے تمہارا دوست ہوں۔
 مجھ کو ہر دوسرا کو۔ آؤ میرے پاس... جلدی۔"
 اب ایک ایک تہذیب میں تھا۔ کیا کرنا چاہیے اسے؟
 باغی والا بظاہر دشمن معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے ایک لمحے
 کے لیے کھینچ کر بعد باغی والے کی طرف دوڑا دیا۔
 قریب آنے کے بعد باغی والے اس کا ہاتھ قلم
 لیا۔ "پلو آؤ میرے ساتھ مجھ آؤ نہیں۔" اس نے اپنی
 باغی قلم آف کر دی تھی۔ "وہ لوگ روشنی دیکھ کر ہمارے
 طرف بھی آئیں گے۔ اس لیے میں نے باغی قلم آف کر دی
 ہے۔"
 وہ دلا بھر کو لے چلا۔ باغی والا کی نکالی پر اس کے
 باغی قلم آف کی اسے خاص مستعد ہو گئی۔ وہ اسے نکال اور ہتھیار
 نکالنے سے بچتا ہوا لے جا رہا تھا۔
 کچھ دیر بعد یہ سطر ہو گیا۔ اب وہ ایک منزل مکان
 کے سامنے ٹھہرے تھے۔ باغی والے نے دروازے کو دھکا
 دیا اور باغی کی طرف ٹھہر گیا۔ اس نے دلا بھر کا ہتھیار
 اٹھا۔ "اب چاہو، یہاں کوئی خطر نہیں ہے۔"

اندھیرے کی روشنی میں دلا بھر نے کھینچ کر بائیں کا چہرہ
 دیکھا۔ وہ ایک تہذیب اور بڑا کھلا اور کھرا انسان تھا۔
 خاص بات یہ تھی کہ اس کی آنکھیں بہت روشن تھیں۔ اس کی
 آنکھیں کچھ شیشے سے دکھ رہی تھیں۔ ان آنکھوں کی
 طرف دیکھا جس میں جانی تھا۔ جانی کی آواز بہت نرم اور
 اندھروں کی۔ "میں اسی مکان میں رہتا ہوں۔" اس نے
 بتایا۔ "پوچھتے تو یہاں تک آنے کا راستہ دوسرے مکان میں
 خام طور پر اسی میدان کے پاس اتر میدان میں اس کا رہتا
 ہے۔ آج تک آ جاتا ہوں۔ یہ میرا معمول ہے۔ آج بھی میں
 اپنے راستے میں تھا کہ اس نے گلیاں پھینکی آواز نہیں
 پھر اندھیرے میں نہیں بھاگے ہوئے دیکھا۔ اس نے کچھ
 لیا کہ اس کی اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ رہے ہو پھر میں
 نے انسان ہونے کا فرض ادا کیا اور وہیں اپنے ساتھ یہاں
 لے آیا۔ بہت بہت یہاں کھڑے ہوئے۔"
 "اب ہم ہر طرف سے آپ کا۔" دلا بھر نے کہا۔ "کیا میں
 اپنے بھران کا کام معلوم کر سکتا ہوں؟"
 "ہاں اس کیوں نہیں۔" وہ سکر دیا۔ "میرا نام سمار
 ہے۔" اس نے بتایا۔
 "سمار؟" دلا بھر نے اس کی طرف دیکھا۔
 "ہاں بھئی، والدین نے مجھ کا نام رکھا تھا۔ اب ہم تمہارا
 چہرہ ساتھ ساتھ کی گزری؟" کون لوگ تھے وہ؟
 "میں ان کو نہیں جانتا۔" دلا بھر نے پورا حاتمہ دیا۔
 "ہاں انہوں نے آپ کی ہاک ی پھر ادا کیا۔"
 "میں کھینچنے سے تعلق ہے تمہارا؟"
 "اب ایک لڑکی نہیں ہیں ہوں۔" دلا بھر نے بتایا۔
 "بہت ہی حساس شخص تھا۔ ہو سکتا ہے اسی لیے
 نہیں گھبرا گیا ہو؟" اس نے کہا۔
 "میں شیشے میں کیا کر سکتا ہوں۔ ویسے یہ میری
 زندگی کا پہلا واقعہ ہے۔"
 "اب تم پھر ہاتھوں کے موہاں سے فون کر کے مدد
 کیے ہو۔"
 دلا بھر نے اپنی ساری زمین ٹول ڈالیں۔ اس کا
 موہاں راستے میں نہیں کر چکا تھا۔ کھینچے میرا موہاں نہیں
 کر چکا ہے۔ اس نے بتایا۔
 "اود۔" اس آواز نے اپنے ہونٹ نکلیے۔ "میرا تو
 جھینس میں کچھ انکار کر چکا ہے کہ کچھ مجھے موہاں دیکھنے کی
 عادت نہیں ہے۔"
 "کوئی بات نہیں۔" دلا بھر نے کہا۔

”اسے شاید اعزاز ہو گیا ہو گا۔ اس لیے وہ دوسری سے دیکھ کر چلا گیا۔ اس نے ان کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔“

اس کا ساتھی کاہن بھونکا۔ ”میرا پردہ بونزل سنو۔“ قور نے اس سے کہا۔

”میرا قور میرے لیے چلا گیا ہے۔ اب تو میرے لیے چلو ہر گز۔“

”ہم نے تمہارے بچے کو پہلے ہی رہا کر دیا ہے۔“ اس آدی نے کہا۔ ”تم آکر اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔“

”گنگ... کیا مطلب؟“ اس کے لیے نے قور کو پیشان کر دیا۔

”گنگ... ہمیں یہ معلوم ہے کہ تمہاری عورت پر ایک سارا شے قوت چھوڑ کر جا رہی ہے۔“ اس نے کہا۔ ”اور وہ سارا شے ہے کہ جب کچھ ہوا جائے تو مجھے یہ آرڈر کیسل کر دیا جائے۔ لیکن کیا بات ہے؟“

قور سناٹے میں رہ گیا۔ ”جہاں سے بھگتے ہوئے سہوا تے جب جاتے ہو تو ہمیں بھی معلوم ہو گا کہ بچے کے انوار سے پہلے ہی میں نے یہ پردہ بونزل چلی کر دیا تھا۔ یہ اس سے اعزاز ہو سکتے ہو کہ میں اس سلسلے میں کتنا سلیبہ آؤں۔“

”ہاں۔ اس بات کا تو ہمیں احساس ہے۔“ اس نے کہا۔ ”اس لیے انعام کے طور پر ہم تمہارے بچے کی ناش تمہارے حوالے کر رہے ہیں۔“

”کیا؟“ قور چیخا۔ ”ہمیں... تم جیسے کر سکتے کیونے...“

”اب تو یہ ہو چکا ہے۔“ وہ ایک چھپے کے ساتھ بولا۔ ”میرا... جہاں سے کمانڈر کا شہر شروع ہوتا ہے وہاں ہم نے اس کی لاش ڈال دی ہے۔ جا کر لے آؤ۔“

وہاری طرف سے ایک شخص ہو گیا۔ ”قور کی تفتی سن کر اس کی پیٹی کر کے میں آئی۔“ قور کے سنے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اس نے چٹن شروع کر دیا۔ ”کیا ہوا تمہیں؟ کیا بات ہوئی؟“

”گنگ... کچھ نہیں۔“ قور نے اپنی پیٹی کے شانے پر چھلکی دی۔ ”میرا ایک کام ہے جا رہا۔ تم پریشان مت ہونا۔“ ابھی وہ اپنی آہاں آ رہا تھا۔

”آپ بتاتے کیوں نہیں؟“

”میں نے کہا تھا کہ میں وہاں آ رہا ہوں۔ کوئی بات نہیں ہوئی۔“

”آدی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔“ ہمیں نے کہا۔

”کی۔“

”آدی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔“ ہمیں نے کہا۔

”اور کیوں؟ اس آدی نے ایسا مطالبہ کیوں کیا تھا؟ گنگ کے ساتھی سائل سے اس کا کیا واسطہ ہو سکتا تھا؟

اور سب سے بڑی بات تو جی کہ قور کا دے اس قسم کی خبر جی جی کی اس آکر اس آدی کا مطالبہ کیا تھا تو پھر اسے قور کو پتہ نہ تھا کہ چاہے قور اس کے بچے کو انوار کیا تھا۔

پھر ایک ہی بات اس کی بھوش آئی کہ اس نے زیادہ سے زیادہ دیا ڈاڈا ڈاڈا کے لیے یہ حربہ استعمال کیا تھا۔ قور نے اپنے حشر پر اپنے بچے کا پتا چلانے کی کوشش کی لیکن اس کا مطلب نہیں ہو سکا۔

وہ کسی کال آفس سے نون کرتا تھا۔ اس کے پاس بی رہت فیمم نے بھی اس کی مدد کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے ایک ڈک بک اپ اس لگا دی تھی۔ ”آواز سے نہیں کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس آواز کا وہ نہیں کے پاس کی ریکارڈ نہیں تھا۔ وہ ایک بھرائی ہوئی آواز کی سی سے نکال رہا تھا۔

قور اپنی آواز بدل کر بولنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے پاس بی دوست فیمم کا فون آ گیا۔ وہ بتا رہا تھا۔ ”قور! ایک چیخ رفت ہوئی ہے۔ ہم نے اس کال آفس کا پتا لیا ہے جہاں سے وہ فون کرتا ہے۔“

”مجھ کو شاید وہ قور میں آجائے گا کیونکہ وہ صرف ایک ہی وقت میں شام کو پانچ بجے فون کرتا ہے۔“

”ابھی چار بجے ہیں۔ اگر تم میرے پاس آجئے تو تو آجائو۔“

قور بدھت میں انس پی کے پاس بھی گیا۔ ”میں نے سادہ لباس ڈالوں تو کسی پاس بھلا دیں۔“ فیمم نے بتایا۔ ”اور تم خود بھی اس طرف سارے ہیں۔“

وہ کال آفس آئی چلی ہوئی مارکیٹ میں تھا۔ پانچ بجے اس سینٹر میں تین چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ قور اور فیمم کو کھانے پر رہے۔ ”اب یہ کیسے پانچ بجے کر گئے ہیں۔ پانچ بجے فون کیا کیا ہے؟“ قور نے پوچھا۔

”فون میں ڈیڑھ گھنٹہ ہوئی ہے۔ اس سے پتا چل جائے گا۔“

فیمم پانچ بجے کی منٹ میں کین میں موجود پاروں پر اتر کر پکڑا لیکن وہ سب غیر متعلق لوگ تھے کیونکہ شام پانچ بجے اس آدی کی کوئی کال نہیں آئی تھی۔

”آدی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔“ فیمم نے کہا۔

”کی۔“

”آدی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔“ فیمم نے کہا۔

”کی۔“

”آدی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔“ فیمم نے کہا۔

”کی۔“

تو اسے معلوم ہو گا؟ کیا تمہارا بیٹا اس وقت تک اس کے قہقہے میں ہے گا؟“

”نہیں۔“ جواب اس نے کہا ہے کہ درمیانی بھی چلی رفت ہوئی تھی پتا چل جائے گا۔“

”اب سمجھا۔“ فم کی سگریٹ نے ایک گہری سانس لی۔ ”یعنی اس کی جڑیں ہمارے گھسے گھسے چلی ہوئی ہیں۔“

”اس سے پتا چل گیا ہوتا ہے۔“ جواب اوروہ بھت قسم لوگ ہیں۔“ قور نے کہا۔ ”یہ کوئی عام واردات نہیں ہے۔ میں نے اپنے حشر پر فون پر فم کی سگریٹ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔“

”بہت ہی اچھا ہوا معاملہ ہے۔“ سیکریٹری نے کہا۔ ”اس کا مطلب ہے ہوا کر اسے معلوم ہو جاتا ہے تو پھر اس کی جڑیں گھسے گھسے چلی گئی ہیں۔“

”جی ہاں۔ اس سے پتا چل گیا ہوتا ہے۔“

”میرا وہ بچہ جو بدھت ہو سیکر طلب کر لیا ہوں۔“ سیکریٹری نے بتایا۔ ”اس میں ہم ابھی نہیں سے کر سکتے۔“

”مجھ کو کریں۔“ جواب اچھے بیٹے سے بہت عار ہے۔“

”سمجھتا ہوں میں۔“

”جنگ میں ہوئی اور اس جنگ میں بے ملے پانچ قور کے جو کہ وہ قور سے آگے بڑھا دیا ہے گا اور یہ کوشش ہوئی کہ وہ کال ہوئی کہ اسے حشر ہو جائے۔“

”سیکریٹری نے قور سے کہا۔“ سسر قور ادا نے جو کچھ پتہ چلی ہے، وہ اس کو پتہ نہیں کہ اس پر قور کا پتا۔“

”میں ہم نے اس جنگ میں اس کے دوسرے پکڑوں پر بھی دھیان دیا ہے۔“ جواب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمہاری اس تجویز پر عمل ہو سکتا ہے۔“

”شکر ہے۔“ قور کی آنکھوں میں پک آئی۔ ”اس کا یہ مطلب ہو گا کہ اسے راجا راجا ہوا جائے گا۔“

”ہاں۔“ جواب اس کا فون آئے تو اسے یہ بتا دیا۔“

”سیکریٹری نے کہا۔“

”میرا قور کا دے اپنی پیٹی کو یہ خوش خبری سنائی۔“

”جے کے انوار کے بعد کوئی باران کے چہرے پر غرضی کا جڑ نظر آیا تھا۔ ایک امید سامنے آئی تھی کہ اب اس کے بچے رہا ہو سکتے۔“

”حومت اس کا مطالبہ ماننے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔“

”اب اسے اور کیا چاہیے تھا۔“

”جب سے جاتی انوار قور بری طرح اچھا ہوا تھا۔“

”ظہر تھا اور باتوں کو نکال کر اس کے کپڑے کی صورت میں شائع کر دیا۔ اس طرح تمہاری باتیں مجھ سے کے لیے خوب ہو جا سکی گی۔“

”جی ہاں۔“

”میں تم کو خود دیکھنا کہ اس کے بہتر کہاں سے کہاں پتہ چل جائے۔“ پروفیسر بات کر کے۔

”یہ دیکھنا پتہ تو یہ ہم لوگوں کو بھول جائیگا۔“

”جی ہاں۔“

”ایک بات اور۔“ یہ سارے شخصیات تمہارے اپنے لکھا۔ یہ سب تمہاری باتیں تھیں۔ اس لیے تم کی سرتے پر میرا نام نہیں لوگ۔ میں خود ان معاملات سے آگے رہتا چاہتا ہوں۔“

”جی ہاں۔“

”میں کئی محاذوں پر کھڑے نہ ہوں۔“

”یہ دیکھ کر۔“ تاکہ کامیابی کے امکانات زیادہ سے زیادہ ہوں۔“

”وہ تمہاری اس سلسلے کی ایک کڑی تھا۔ اس کا کچھ ہی عظیم کے لیے ہوا تھا۔ ایک قریب کا انتظام کیا گیا تھا۔“

”جہاں کا کچھ بچہ آئے تھے۔ اس کو خود اپنے انصاف سے وہ کچھ لوگوں میں تقسیم کرتا تھا۔ لیکن اس کی کویت ہی نہیں آئی۔ اس آواز سے اسے قہقہے سے گرا کر کر لیا گیا۔ کسی غلطی کی جی کے لوگوں نے اسے افسوس کیا تھا۔“

”جی ہاں۔“

”قور نے فم کی سگریٹ کو اپنے دھن میں لیا تھا۔“

”میرے بیٹے کی ذہنی کا سوال ہے۔“ جواب۔ ”اس نے ”وہ کم بخت ہے کہتا ہے کہ اس تجویز۔ جو میرا عمل میں منظور ہوتا ہے۔“

”لیکن کیوں؟ اس آدی کو اس تجویز سے کیا لگتی ہو سکتی ہے اور وہ بھی اس حد تک کہ اس نے تمہارے بچے کو انوار کیا؟“

”کیا بات تو کچھ میں نہیں آتی ہے۔“ قور وہ چاہتا تھا۔

”جی ہاں۔“

”فم کی۔“ اگر ان تجویز۔ یہ نتیجہ کی ہے میری ہوتا ہے اور اس کی حشر کی کے اشارے بھی دے جاتے ہیں۔“

نہا جاؤ۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہوگی کیونکہ میں تو پہلے ہی آپ کے لباس میں آگیا ہوں۔“

راشد سرگرا کر دیکھا۔ شہزادے ہاتر کا فون نمبر شمس کے فون کے دوسری شام کا وقت لے لیا۔ اس نے ایک عام صورت بن کر اس سے گفتگو کی۔ راشد کا حال نہیں دیا تھا۔

اس نے راشد کو بتادیا۔ ”کل شام یہ پہنچے تھے اس سے ملاقات کرنی ہے۔“

”بہت سوچ بچار کیا۔“ میں اتنی آسان فکر نہیں ہوں گی۔“

دوسری شام راشد نے خود اسے پر ویش ہاتر کے مکان تک پہنچایا۔ اس کا ڈرائیور کو روک کر کہا۔ ”راشد نے چاکرہ سے ملنے پر گاڑی کھڑی کرتے ہوئے کہا۔ ایک بات چاہئے۔ وہ سامنے والا مکان پر ویش ہاتر کا ہے۔“

”اور آپ؟“

”میں یہیں رہتا ہوں۔“ راشد نے کہا۔

”اگر مجھے دیکھ گئی تو؟“

”کوئی بات نہیں۔ اسے انداز کرنا ہوا ہوں گا۔ اب تم جاؤ۔“

لیکن شہزادے نے ابھی اس سے نہیں لگائی۔ وہ دو تین منٹ بعد ہی وہاں آگئی۔ وہ بہت بھاری ہوئی تھی۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ بیٹھتا ہوا نکلا۔

”اگر یہ اسے ہو گیا۔۔۔“ شہزادے نے کہا۔ ”تم نے اس سے ملاقات نہیں کی؟“

”نہیں، وہ آدھے گھنٹے میں نکلا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر وہاں آگئی۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔“

”پہچان لیا ہے۔۔۔ کیا مطلب؟“

”وہ رام گوپال ہے۔ راشد۔۔۔ رام گوپال۔“ شہزادے نے بتایا۔ اس نے گاڑی کے سیٹ سے لیک کر آگے نہیں بڑھ سکے۔

☆ ☆ ☆

نام۔ یا قمر۔
عمر۔ بیسٹیاں اور بچوں کے درمیان۔
شہرت۔ پاکستانی۔ پہلے ہی جس اگلی شہرت۔
دہر شہرت۔ مہر۔ پاسٹ۔ ستارہ شام۔
ایک گراؤ۔ اس بار سے اس کی جگہ نہیں مل سکتی ہو

سکا ہے۔

ڈرین معاش۔ بڑے بڑے صنعت کار اور دولت مند اس کے سامنے بڑے معاشری دیتے تھے، شام دار زندگی گزارتا ہے۔

خانہ۔ کوئی نہیں۔ اس ملک میں ایکلے ہے۔ جونی نام کی ایک لڑکی اس کے ساتھ بھی جاتی ہے۔

ایک مجلس نے ہاتر کے بارے میں بحث دی تھی۔

پریش۔ راشد نے شہزادے کو آگاہ کر دیا تھا۔

”شہزادے شام میں نہیں مل سکتے تھے۔ یہ ہاتر کو کوئی اور آدمی معلوم ہوتا ہے۔“

”مجلس میں پیدا نہیں ہوتا۔“ شہزادے نے کہا۔ ”میں رام گوپال کو کیسے بھول سکتی ہوں۔ میں نے اس کے ساتھ بہت وقت گزارا ہے۔ اس کا چہرہ، خاص طور پر اس کی آنکھیں تو میں نہیں بھول سکتی۔“

”اگر وہ رام گوپال ہی ہے تو پھر اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟“

”پھر تو اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص ادارے سے یہ سب کر رہا ہے۔“ شہزادے نے بتایا۔

”کوئی بہت بڑی بات ہے۔“ اگر آپ بڑے۔ اور وہ اچانک اچھے چہرے سے اس کی گفتگو میں ہوں گے اور وہ اس سے متاثر ہو کر کام نہ کر سکیں گے۔“

”پھر تو اس کا کوئی اور تدارک کر لیا جائے۔“ راشد نے کہا۔

”لیکن ایک بات یہ ہو سکتی ہے کہ اگر وہ صرف ہاتر ہی اور رام گوپال ہیں تو ہم جواب نہیں دے پا سکیں گے۔“

”وہ بعد کی بات ہے۔“ شہزادے نے کہا۔ ”اس سے کوئی شکی نہ ہو کہ اس کا یہی جاسکے۔“

راشد نے اپنی جگہ والوں کو فوراً ہی ہاتر کو تدارک کرنے کی بات کر دی۔ ”آدھ گھنٹے بعد ایک آفیسر کا فون آگیا۔ وہ بتا رہا تھا۔“ سر ایک بہت ہی بھاری عادت ہو گیا ہے۔“

”کیا عادت؟“

”پر ویش ہاتر کی کوئی شام۔“ شہزادے نے اس سے بتایا۔

”دوسری کوئی شام نہ کر رہا ہو سکتی ہے۔“

”وہ وہ گاؤں۔ اور خود پر ویش ہاتر؟“

”دوسری شام کو نہ کر سکتے ہیں۔ اس کی لاش اس کی جتنی گتھوں کی وجہ سے پھانسی گئی ہے۔“ ☆ ☆ ☆

تھا۔

وہ ایک قلعہ بنا رہا تھا۔ نہایت باریک بینی سے۔ پوری جزایات کے ساتھ۔ ایک ایک موڑ۔ ایک ایک ستون۔ دو دروازے۔ کھڑکیاں۔ دھاتے۔ حساس مقامات۔

سارا قلعہ اس کے ذہن میں تھا۔ وہ ہر حصے میں اس کے ساتھ اس قلعے کو کھنڈہ پر اتار رہا تھا۔ اس کا صبر ان دوست سارا اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے دن میں ایک بار اس کے پاس آ جاتا تھا۔

اس وقت بھی سارا اس کے سامنے بیٹھا تھا اور اس کی دیکھتے ہوئی آکھیں لٹا کر ہر حرکتیں۔ ”شہزادے۔“ اس نے اپنی سربراہی ہوئی اور ان میں کہا۔ ”تم بہت اچھے رہا ہے۔“

”ہاں سارا صاحب! مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کبھی میری زندگی کا سب سے بڑا دشمن ہے۔“ راشد نے کہا۔ ”اور شہزادے اس کے علاوہ مجھے اور بھوکا بھی نہیں کھاتا ہے۔“

”ہاں، اس کے علاوہ مجھے اور بھوکا بھی نہیں کھاتا۔“ سارا نے کہا۔ ”تم نے بہت کچھ کر دیا۔“

”میکھیں۔“ راشد نے جواب دیا۔ ”صرف جی سی جاتی ہے کہ میں کہاں ہوں لیکن اسے کسی معلوم کر سکیں ہیں کیا کر رہا ہوں۔“

”پھر تو اس کا کوئی کام نہ ہو سکتا ہے۔“

”جی ہاں، وہ سوچتے تھے۔ ان چار دنوں میں لٹا کر اچھا کام کرنا تھا۔“ چار دوسرے دن اس کی بیٹی ردا کر اس کے لیے کمانے نہ چاہی تھی۔

”راشد نے بتا دیا تھا کہ اس کے ساتھ ایک صاحب ہو جائے۔ بہت اچھی سی بیٹی ہوئی تھی۔ کئی اخبار والے بھی اس حوالے سے حوالے سے اس کا عذر دے لینے کے لیے پھر لگتے رہتے تھے۔“

”اگر وہ پھر اخبار والوں کو تو میں ایک چٹ مٹی میں جلا دیتا ہوں۔“

”جی جی، اس کے لیے اسے اعلیٰ افسران بھی آپ سے ملنا چاہتے تھے۔ میں نے اس کی طرح انہیں بال دیا ہے۔ آخر آپ کا کام کب ختم ہوگا؟“

”ہنس دو چار دن اور۔۔۔“ راشد نے بتایا۔ ”میں انھار سے بہت پہلے ہی اپنا کام مکمل کر لوں گا۔“

”تھکا کرے اپنی بات ہو۔“

”راشد صاحب! میں لٹا کر ساتھ دینے والی بیٹی جی جس وقت اس کی شادی ہو گئی، اس وقت راشد اپنی بیٹی سارا کی

تعمیر ہی حاصل کر رہا تھا لیکن چند دن عطل سے رہا تھا۔ اس نے حکومت سے اسے اعلیٰ عہدے کے لیے فراہم کر لیا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

تعمیر ہی حاصل کر رہا تھا لیکن چند دن عطل سے رہا تھا۔ اس نے حکومت سے اسے اعلیٰ عہدے کے لیے فراہم کر لیا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

وہ شمس کے ایک انجینئر بن کر رہا تھا۔

مکمل تھا۔

☆ ☆ ☆

دلدار دھڑکی دوجے سے ایک بھلی سی لڑکی تھی۔ ایک پاور پلانٹ کا نقشہ تیار کرنے کی ذمہ داری اس کی تھی۔ پھر اس نے اپنا کیمیا کا قہار کیا قہار ہوتا ہے اس کا اس ایک ہی مقصد ہو سکتا تھا اس نے کسی غیر ملکی طاقت کے ہاتھوں اپنے آپ کو فروخت کر دیا ہے۔

یہ معاملہ جتنے جتنے حساس تھا اس لیے خصوصی طور پر تحقیقاتی پولیس میں اس سے سوالات کر دی گئی۔ "تم قیثہ کس کے لیے بنا رہے تھے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"تمہارے کیا مقاصد تھے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"اپنی عزامت کے دوران میں تمہارے فکروں سے

تھے رہے ہو؟"

"میں نے کہا تھا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے کچھ یاد نہیں

ہے۔"

"تحقیق کرنے والے جاہل آپ کہتے تھے۔ اس کے پاس

ہر سوال کا ایک ہی جواب تھا۔ میں کچھ نہیں جانتا، مجھے کچھ یاد

نہیں ہے۔"

ڈیٹا دکان کارڈ پر داخل ہوا تھا۔ اس نے ٹیکسٹ اسکرین

میں اپنی حکیم حاصل کی تھی۔ معاشرے میں کسی سے اچھی

کامیابی سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ ایک حساس ترین آدمی تھے

ایک راز دہ تھا۔ تھا۔ اس نے یہ امید نہیں کی تھی کہ

کسی کو بھی وہ دل افروز ہو سکتا ہے۔

لیکن حقیقت سامنے آئی۔ وہ قیثہ بناتے ہوئے بڑا کام

تھا جبکہ اس قیثے کا کوئی اور جرم نہیں تھا اور اب اس کی سوتلی

ایک جگہ آرائش کی گئی کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔

میں کسی نہیں تھا کہ اس کا مقصد، یاد کرنے والا وہ تو وہاں

نہا رہی ہو سکتا ہے۔

اس کے بھائی شوکت نے اسے تسلی دینے کی کوشش

کی۔ لیکن اس کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔ "نہیں، میں کچھ

نہیں آتا۔ دلدار دہے ہوئی نہیں تھیں۔"

"میں خوشی جانتا ہوں کہ دلدار دہے ہو سکتا۔ لیکن

بد قسمی سے وہ ایسا ہی ثابت ہوا ہے۔"

"شوکت کہاں ہو سکتا ہے کہ کچھ کہتا ہے؟"

"حقیقت یہ کہ وہاں ہے۔"

"تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ فیصلہ فرما کر اس کی

خود ہے۔" راضی نے اپنے آپ سے کہا۔ "شوکت کا اندیشہ

دو بہت کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ راضی کو کچھ کہ اس کے

ہاتھوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "مرا میں نے نہ جانے کیوں

اپنے آپ کو بڑی کرنے کی کوشش کی تھی میں جانتا تھا کہ

یہ خیال میرے ذہن میں کیوں آیا تھا۔"

"خیر، وہ تو بات نہیں۔" راضی نے اسے تسلی دی۔

"اب تم ٹھیک ہو۔"

"فوسریات کچھ اور ہے۔" ایسا کہ رہا ہے جیسے میری

آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹ گئے ہوں۔" امیر نے

کہا۔ "بہت کچھ یاد آنے لگا ہے۔ وہ فیصلہ باقر سے میری

پہلے کی ملاقات ہو چکی ہے۔"

"تو وہ کہاں؟"

"میرا صاحب کے گھر ہے۔" امیر نے بتایا۔ "میں رات

صاحب کا انتظار کرتے کیا تھا۔ رات صاحب مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کے لیے بلایا تھا۔ وہ فیصلہ باقر کے ساتھ داخل

ہوا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کر دیا تھا۔ میں اس کا کچھ حیرت

کی بات ہے کہ مجھے یاد نہیں تھا کہ اس کی شہریت

مل کچھ ہو؟ میری یادداشت کہیں غائب ہو گئی تھی؟"

"اور اب تمہیں یاد آ رہا ہے۔"

"ہاں، اب آگیا ہے کہ میرے سر کی پوٹ اپنی دلی

میں وہاں سے آئی ہے۔ میں شاید کبھی اور تھا۔"

"میں یاد آ رہا ہے بات گو۔" وہ فیصلہ باقر ایک باہر

چلتا تھا تھا۔ میں اس جیسے پر پہنچا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس

کے تھکے ہوئے ذہن کو یاد آ رہا ہو۔"

"بالکل جیسی ہو سکتا ہے سر۔ اور اب مجھے ایک بات

اور یاد آ رہی ہے۔ میں اب تمام بات پر سر۔"

"ہاں جانتا۔"

"مرا رات کو میرے فیصلہ باقر تو اس ایک ہی تھا۔"

"کیا؟" راضی راضی ہو کر پوچھا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟ جیسے

ہو سکتا ہے۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں مراب میرے ذہن کے

دو پہلو مل رہے ہیں۔" باقر نے کہا۔ "رات مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کا قہار باقر کے ساتھ داخل ہوا۔ فرق

یہ تھا کہ مراب نے اس میں جیسے باقر کی ایک نہیں تھی۔ لیکن

آج بھی اور پھر سے کی بات دونوں کی ایک نہیں تھی۔

وہی آج بھی، خدا کی قسم دونوں ایک تھے۔ ایک تھا

دونوں۔"

"تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ فیصلہ فرما کر اس کی

خود ہے۔" راضی نے اپنے آپ سے کہا۔ "شوکت کا اندیشہ

دو بہت کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ راضی کو کچھ کہ اس کے

ہاتھوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "مرا میں نے نہ جانے کیوں

اپنے آپ کو بڑی کرنے کی کوشش کی تھی میں جانتا تھا کہ

یہ خیال میرے ذہن میں کیوں آیا تھا۔"

"خیر، وہ تو بات نہیں۔" راضی نے اسے تسلی دی۔

"اب تم ٹھیک ہو۔"

"فوسریات کچھ اور ہے۔" ایسا کہ رہا ہے جیسے میری

آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹ گئے ہوں۔" امیر نے

کہا۔ "بہت کچھ یاد آنے لگا ہے۔ وہ فیصلہ باقر سے میری

پہلے کی ملاقات ہو چکی ہے۔"

"تو وہ کہاں؟"

"میرا صاحب کے گھر ہے۔" امیر نے بتایا۔ "میں رات

صاحب کا انتظار کرتے کیا تھا۔ رات صاحب مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کے لیے بلایا تھا۔ وہ فیصلہ باقر کے ساتھ داخل

ہوا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کر دیا تھا۔ میں اس کا کچھ حیرت

کی بات ہے کہ مجھے یاد نہیں تھا کہ اس کی شہریت

مل کچھ ہو؟ میری یادداشت کہیں غائب ہو گئی تھی؟"

"اور اب تمہیں یاد آ رہا ہے۔"

"ہاں، اب آگیا ہے کہ میرے سر کی پوٹ اپنی دلی

میں وہاں سے آئی ہے۔ میں شاید کبھی اور تھا۔"

"میں یاد آ رہا ہے بات گو۔" وہ فیصلہ باقر ایک باہر

چلتا تھا تھا۔ میں اس جیسے پر پہنچا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس

کے تھکے ہوئے ذہن کو یاد آ رہا ہو۔"

"بالکل جیسی ہو سکتا ہے سر۔ اور اب مجھے ایک بات

اور یاد آ رہی ہے۔ میں اب تمام بات پر سر۔"

"ہاں جانتا۔"

"مرا رات کو میرے فیصلہ باقر تو اس ایک ہی تھا۔"

"کیا؟" راضی راضی ہو کر پوچھا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟ جیسے

ہو سکتا ہے۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں مراب میرے ذہن کے

دو پہلو مل رہے ہیں۔" باقر نے کہا۔ "رات مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کا قہار باقر کے ساتھ داخل ہوا۔ فرق

یہ تھا کہ مراب نے اس میں جیسے باقر کی ایک نہیں تھی۔ لیکن

آج بھی اور پھر سے کی بات دونوں کی ایک نہیں تھی۔

وہی آج بھی، خدا کی قسم دونوں ایک تھے۔ ایک تھا

دونوں۔"

"تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ فیصلہ فرما کر اس کی

خود ہے۔" راضی نے اپنے آپ سے کہا۔ "شوکت کا اندیشہ

دو بہت کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ راضی کو کچھ کہ اس کے

ہاتھوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "مرا میں نے نہ جانے کیوں

اپنے آپ کو بڑی کرنے کی کوشش کی تھی میں جانتا تھا کہ

یہ خیال میرے ذہن میں کیوں آیا تھا۔"

"خیر، وہ تو بات نہیں۔" راضی نے اسے تسلی دی۔

"اب تم ٹھیک ہو۔"

"فوسریات کچھ اور ہے۔" ایسا کہ رہا ہے جیسے میری

آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹ گئے ہوں۔" امیر نے

کہا۔ "بہت کچھ یاد آنے لگا ہے۔ وہ فیصلہ باقر سے میری

پہلے کی ملاقات ہو چکی ہے۔"

"تو وہ کہاں؟"

"میرا صاحب کے گھر ہے۔" امیر نے بتایا۔ "میں رات

صاحب کا انتظار کرتے کیا تھا۔ رات صاحب مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کے لیے بلایا تھا۔ وہ فیصلہ باقر کے ساتھ داخل

ہوا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کر دیا تھا۔ میں اس کا کچھ حیرت

کی بات ہے کہ مجھے یاد نہیں تھا کہ اس کی شہریت

مل کچھ ہو؟ میری یادداشت کہیں غائب ہو گئی تھی؟"

"اور اب تمہیں یاد آ رہا ہے۔"

"ہاں، اب آگیا ہے کہ میرے سر کی پوٹ اپنی دلی

میں وہاں سے آئی ہے۔ میں شاید کبھی اور تھا۔"

"میں یاد آ رہا ہے بات گو۔" وہ فیصلہ باقر ایک باہر

چلتا تھا تھا۔ میں اس جیسے پر پہنچا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس

کے تھکے ہوئے ذہن کو یاد آ رہا ہو۔"

"بالکل جیسی ہو سکتا ہے سر۔ اور اب مجھے ایک بات

اور یاد آ رہی ہے۔ میں اب تمام بات پر سر۔"

"ہاں جانتا۔"

"مرا رات کو میرے فیصلہ باقر تو اس ایک ہی تھا۔"

"کیا؟" راضی راضی ہو کر پوچھا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟ جیسے

ہو سکتا ہے۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں مراب میرے ذہن کے

دو پہلو مل رہے ہیں۔" باقر نے کہا۔ "رات مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کا قہار باقر کے ساتھ داخل ہوا۔ فرق

یہ تھا کہ مراب نے اس میں جیسے باقر کی ایک نہیں تھی۔ لیکن

آج بھی اور پھر سے کی بات دونوں کی ایک نہیں تھی۔

وہی آج بھی، خدا کی قسم دونوں ایک تھے۔ ایک تھا

دونوں۔"

"تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ فیصلہ فرما کر اس کی

خود ہے۔" راضی نے اپنے آپ سے کہا۔ "شوکت کا اندیشہ

دو بہت کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ راضی کو کچھ کہ اس کے

ہاتھوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "مرا میں نے نہ جانے کیوں

اپنے آپ کو بڑی کرنے کی کوشش کی تھی میں جانتا تھا کہ

یہ خیال میرے ذہن میں کیوں آیا تھا۔"

"خیر، وہ تو بات نہیں۔" راضی نے اسے تسلی دی۔

"اب تم ٹھیک ہو۔"

"فوسریات کچھ اور ہے۔" ایسا کہ رہا ہے جیسے میری

آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹ گئے ہوں۔" امیر نے

کہا۔ "بہت کچھ یاد آنے لگا ہے۔ وہ فیصلہ باقر سے میری

پہلے کی ملاقات ہو چکی ہے۔"

"تو وہ کہاں؟"

"میرا صاحب کے گھر ہے۔" امیر نے بتایا۔ "میں رات

صاحب کا انتظار کرتے کیا تھا۔ رات صاحب مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کے لیے بلایا تھا۔ وہ فیصلہ باقر کے ساتھ داخل

ہوا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کر دیا تھا۔ میں اس کا کچھ حیرت

کی بات ہے کہ مجھے یاد نہیں تھا کہ اس کی شہریت

مل کچھ ہو؟ میری یادداشت کہیں غائب ہو گئی تھی؟"

"اور اب تمہیں یاد آ رہا ہے۔"

"ہاں، اب آگیا ہے کہ میرے سر کی پوٹ اپنی دلی

میں وہاں سے آئی ہے۔ میں شاید کبھی اور تھا۔"

"میں یاد آ رہا ہے بات گو۔" وہ فیصلہ باقر ایک باہر

چلتا تھا تھا۔ میں اس جیسے پر پہنچا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس

کے تھکے ہوئے ذہن کو یاد آ رہا ہو۔"

"بالکل جیسی ہو سکتا ہے سر۔ اور اب مجھے ایک بات

اور یاد آ رہی ہے۔ میں اب تمام بات پر سر۔"

"ہاں جانتا۔"

"مرا رات کو میرے فیصلہ باقر تو اس ایک ہی تھا۔"

"کیا؟" راضی راضی ہو کر پوچھا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟ جیسے

ہو سکتا ہے۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں مراب میرے ذہن کے

دو پہلو مل رہے ہیں۔" باقر نے کہا۔ "رات مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کا قہار باقر کے ساتھ داخل ہوا۔ فرق

یہ تھا کہ مراب نے اس میں جیسے باقر کی ایک نہیں تھی۔ لیکن

آج بھی اور پھر سے کی بات دونوں کی ایک نہیں تھی۔

وہی آج بھی، خدا کی قسم دونوں ایک تھے۔ ایک تھا

دونوں۔"

"تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ فیصلہ فرما کر اس کی

خود ہے۔" راضی نے اپنے آپ سے کہا۔ "شوکت کا اندیشہ

دو بہت کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ راضی کو کچھ کہ اس کے

ہاتھوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "مرا میں نے نہ جانے کیوں

اپنے آپ کو بڑی کرنے کی کوشش کی تھی میں جانتا تھا کہ

یہ خیال میرے ذہن میں کیوں آیا تھا۔"

"خیر، وہ تو بات نہیں۔" راضی نے اسے تسلی دی۔

"اب تم ٹھیک ہو۔"

"فوسریات کچھ اور ہے۔" ایسا کہ رہا ہے جیسے میری

آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹ گئے ہوں۔" امیر نے

کہا۔ "بہت کچھ یاد آنے لگا ہے۔ وہ فیصلہ باقر سے میری

پہلے کی ملاقات ہو چکی ہے۔"

"تو وہ کہاں؟"

"میرا صاحب کے گھر ہے۔" امیر نے بتایا۔ "میں رات

صاحب کا انتظار کرتے کیا تھا۔ رات صاحب مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کے لیے بلایا تھا۔ وہ فیصلہ باقر کے ساتھ داخل

ہوا تھا۔ اس نے اپنا تعارف کر دیا تھا۔ میں اس کا کچھ حیرت

کی بات ہے کہ مجھے یاد نہیں تھا کہ اس کی شہریت

مل کچھ ہو؟ میری یادداشت کہیں غائب ہو گئی تھی؟"

"اور اب تمہیں یاد آ رہا ہے۔"

"ہاں، اب آگیا ہے کہ میرے سر کی پوٹ اپنی دلی

میں وہاں سے آئی ہے۔ میں شاید کبھی اور تھا۔"

"میں یاد آ رہا ہے بات گو۔" وہ فیصلہ باقر ایک باہر

چلتا تھا تھا۔ میں اس جیسے پر پہنچا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس

کے تھکے ہوئے ذہن کو یاد آ رہا ہو۔"

"بالکل جیسی ہو سکتا ہے سر۔ اور اب مجھے ایک بات

اور یاد آ رہی ہے۔ میں اب تمام بات پر سر۔"

"ہاں جانتا۔"

"مرا رات کو میرے فیصلہ باقر تو اس ایک ہی تھا۔"

"کیا؟" راضی راضی ہو کر پوچھا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟ جیسے

ہو سکتا ہے۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں مراب میرے ذہن کے

دو پہلو مل رہے ہیں۔" باقر نے کہا۔ "رات مجھے دریاغ دوام

میں بٹھا کر کھانے کا قہار باقر کے ساتھ داخل ہوا۔ فرق

یہ تھا کہ مراب نے اس میں جیسے باقر کی ایک نہیں تھی۔ لیکن

آج بھی اور پھر سے کی بات دونوں کی ایک نہیں تھی۔

وہی آج بھی، خدا کی قسم دونوں ایک تھے۔ ایک تھا

دونوں۔"

"تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ فیصلہ فرما کر اس کی

خود ہے۔" راضی نے اپنے آپ سے کہا۔ "شوکت کا اندیشہ

عقل مند

سلام محمد پر محمد مراد اگھتان میں رو کر آقا تودہ
توڑی بہت اگڑی لے گئے لگا دو دیکھ لوگوں کے لیے
کاٹی تھی۔ ایک دن ایک اگڑے سیاح راستہ چمک کے
اس گاؤں کی طرف نکل آیا۔ دو بولی اور بھی جانے والی
زبان سے واقف تھا۔ اس نے اگڑے کی سی میں دیکھی
لوگوں کو کھانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس موقع پر سلام
محمد کو بلا لیا گیا۔ وہ اپنی بی بی کو قلم کاٹ کر لے گیا
اگڑے زبان کی ہر بات پر "بس بس" یا "خیر تو تو" میں
جواب دیتے تھے۔ پہلے سے بھلا یا ہوا بیان مزید بھلا
کیا اور تاؤ کھاتے ہوئے سلام محمد کے ایک جھیل مار کر
وہاں سے چلا گیا۔ سلام محمد سے گاؤں والوں نے محمد
سب سے بھلا تو سلام محمد ایک سردار سے ملے ہوئے۔
"ہوتا کی ہے... اگڑے چاہے کتا ہے تو آتا
عقل مند ہوئے کی ان جاہلوں کے ساتھ رہا ہے۔"
(مرسلہ: عقلی انجم احمد دہلی سیدان کھار پان)

ضرورت ہوگی۔

"دوبہل جا رہی ہے۔ چپے بھی اور لوگ بھی۔ اس
وقت بھی خار سے بہت سے انتہی ماہن کا کر رہے تھے۔
دوبہل آپ کے پٹری میں جا رہی ہے۔"
"پٹری میں چلتی میں شکر کرتا میں سر۔"
"لیکن اس لیے ہے کہ آپ کو اپنے ساتھ گئے آدمیوں
کی ضرورت ہوئی؟"
"کسی کی گھنسی راشن پر سارے کام اکیلے کر کر رہا
گا۔" رام کو پالنے لگا۔ "میں ہر محاذ پر جنگ کی صلاحیت
رکھتا ہوں۔"
"پھر بھی آپ کو اسٹور کرنے کے لیے لوگ تو
چاہئیں۔"
"میں سر ایکنی آپ کے بھتیجی میرے کام آئیں
گے۔"

اس کے بعد بیٹھ بیٹھ ہو گئی۔ اور ایک کی تربیت کا
مرطو شروع ہوا۔ میری تربیت کی پاکستان اسٹریٹجی کے
کی سیاست، غیازی اسٹریٹجی، وہاں پڑ جانے والے
فرسے، تعلیم، زمین، مختلف برائیاں، اس پڑ جانے والے
شر۔ ہم لوگوں کے نام اور جد سے دیگر۔ دینی اور دہشت گرد

ہمارے لیے نہیں۔ ہاں، اگر آپ کے مشن کی راہ میں وہ
اقتدا آجائے تو ہر آپ جو چاہے کر سکتے ہیں۔"
"میں سر ایکنی بھڑکیا۔ میں راہی اپنی بہت کو دیکھ کر
جست پر توجہ دے رہا تھا۔"
"تو جا بیٹا۔ آپ کو کوئی اور وقت رہا کر ہے۔ جب
تک آپ اپنے ذہن سے سابقہ ڈالی دینی کو کرنا نہیں دیتے،
تو آپ سے کوئی کام نہیں سکتے۔"
اس کے بعد ایک بار پھر میری تربیت کے مراحل
شروع ہو گئے۔ یہ بھی بہت سخت مرحلے تھے۔ صرف اپنے
جائزے پر دھیان نہ دینا تھا۔ اگر اڑا کر ان مشقوں نے مجھے
بڑھ چلا کر کے دکھایا تھا اور جب میں نے یہ محسوس کیا کہ میں
بیوقوف نہیں رہتا ہوں تو ایک بار پھر زور کے سامنے تھا۔
"میں جا رہے ہوں گا۔" اس کے ساتھ ہی مجھے
بتایا گیا۔ "میں کو پال آپ اپنی پوری طرف تیار ہو جائے
گیں۔ لہذا آپ کو ایک نئے ادارہ دی جا رہی ہے۔"
"میں حاضر ہوں جناب۔"
"یاد رکھئے کہ آپ ایک خاص نام کی طرح
بھارت سے اگھنڈ جا رہی ہیں۔ وہاں آپ کا قہار ایک
چانک کے ذریعے آہستہ آہستہ مسلمانوں اور اسلام کے
قریب ہوتے جا رہی ہے پھر آپ کو ان کی جان بچانے کے
مولانا کے سامنے اسلام قبول کر لینے۔"
"یہ تو میرے لیے بہت مشکل ہو گا۔"
"یہ تو آپ کو کرنا ہو گا۔ یہ صرف بات نہیں ہو گا۔ اور
آپ اپنے ہر کام پر رہیں گے۔ پھر آپ خود کو سترہ
شکس اور پانچ دھند کے طور پر مشغور کریں گے۔ ہمارے
ایجنڈے آپ کی اس خدمت کو ہوا دینی کے پھر آپ پر بھلائی
سننے کیے جا رہی ہے۔"
"وہ کیوں؟"
"آپ کے کس کو مضبوط بنانے کے لیے۔ اس
سے کیا گیا۔" پھر آپ پاکستان کی خدمت حاصل کر رہی ہیں
ہم نے اس کے بھی انتظامات کر لیے گئے۔ آپ کا اصل کام
پاکستان کی خدمت ہو گا۔"
"وہ کیوں ہو گا؟"
"آپ کے کس کو مضبوط بنانے کے لیے۔ اس
سے کیا گیا۔" پھر آپ پاکستان کی خدمت حاصل کر رہی ہیں
ہم نے اس کے بھی انتظامات کر لیے گئے۔ آپ کا اصل کام
پاکستان کی خدمت ہو گا۔"

"میں حاضر ہوں جناب۔"
"یاد رکھئے کہ آپ ایک خاص نام کی طرح
بھارت سے اگھنڈ جا رہی ہیں۔ وہاں آپ کا قہار ایک
چانک کے ذریعے آہستہ آہستہ مسلمانوں اور اسلام کے
قریب ہوتے جا رہی ہے پھر آپ کو ان کی جان بچانے کے
مولانا کے سامنے اسلام قبول کر لینے۔"
"یہ تو میرے لیے بہت مشکل ہو گا۔"
"یہ تو آپ کو کرنا ہو گا۔ یہ صرف بات نہیں ہو گا۔ اور
آپ اپنے ہر کام پر رہیں گے۔ پھر آپ خود کو سترہ
شکس اور پانچ دھند کے طور پر مشغور کریں گے۔ ہمارے
ایجنڈے آپ کی اس خدمت کو ہوا دینی کے پھر آپ پر بھلائی
سننے کیے جا رہی ہے۔"
"وہ کیوں؟"
"آپ کے کس کو مضبوط بنانے کے لیے۔ اس
سے کیا گیا۔" پھر آپ پاکستان کی خدمت حاصل کر رہی ہیں
ہم نے اس کے بھی انتظامات کر لیے گئے۔ آپ کا اصل کام
پاکستان کی خدمت ہو گا۔"
"وہ کیوں ہو گا؟"
"آپ کے کس کو مضبوط بنانے کے لیے۔ اس
سے کیا گیا۔" پھر آپ پاکستان کی خدمت حاصل کر رہی ہیں
ہم نے اس کے بھی انتظامات کر لیے گئے۔ آپ کا اصل کام
پاکستان کی خدمت ہو گا۔"

"دوسری خاص بات یہ تھی کہ وہ جہاں رہتا
تھا۔ جس کی ایک آدھ گھنٹے کے لیے آ جاتا تھا لیکن غیر
مجھے اس سے کیا لیتا رہتا۔"
"یاد رکھئے کہ وہ بچہ کب کر گیا تھا؟"
"میں نہیں جانتا۔ آپ چانک ہی چلا گیا۔ اس کے پاس
مسلمان بھی کی خاص بات تھی۔"
"آپ لوگ زیادہ کرنا سنے گا یا میں نہیں سمجھ
کر کس کو مکان دینا چاہے اور اس کو کوئی دینا چاہے۔"
شوکت نے کہا۔ اس کی پوچھ گچھ کا یہی تھی۔ اس آدمی کا
کوئی سر نہیں تھا۔ جس کا جس کا ہمارا کیا تھا۔
☆ ☆ ☆

رام کو پال کی لازمی۔
"میرے استادوں نے مجھے اپنے جہز میں لے کر دیا
تھا۔ وہ سب سے بڑی بات تھی کہ خود مختار رہنا
تھا۔ جس میں میں صرف لیکن مشقوں کی بند اور کھانا بہت
کم۔ اس پر دینا پھر کی رہی تھی۔"
میری زندگی صرف ایک ہی مقصد تھا۔ ان علوم پر
عمل و حشر اور ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے انتقام
لینا۔
ایک سال کی لڑائی صحت کے بعد مجھے اس سے قبل قرار
دے دیا گیا کہ شہر راہی اپنی طاقت سے ہر کام کے سکا
ہوں۔ مجھے ایک دور کے سامنے میں ہوا پڑا۔ اس لڑائی
میں ہمدانی اگھنڈ کے لوگوں کے علاوہ غنی اداروں کے
لوگ بھی شامل تھے۔
مجھے سے کیا گیا۔ "میں رام کو پال ایک آپ اپنی
ذستہ دار بن رہا ہے۔" پھر چلے گئے۔
"میں ہی پوری طرح۔"
"آپ کو پال آپ کے ذہن میں فطرت کا کیا معیار
ہے؟ یعنی آپ کی سے کس کو فطرت کر سکتے ہیں؟"
"میں ہی انتقام۔" میں نے جواب دیا۔
"میں فطرت کو پھر آپ کی فطرت کا ہر گھنٹہ کون ہے؟"
"راشٹرا اور اس سے وابستہ اس کا گھ
پاکستان۔" میں نے بتایا۔
"میں اس میں سے مسلمان کو پال کی پھر آپ اپنے
مک کے سے نہیں کر رہی ہیں کہ آپ کی فطرت سے اپنے
طور پر دل لہنا چاہتے ہیں اور ہمارے کار کے لیے یہ جہ
خطرہ ہے۔ آپ صرف آپ کے مک کے دشمن کے سے
جلا لیتے ہیں۔ آپ کا فطرتی دشمن آپ کے لیے اہم ہو گا۔"

"اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ دریا، کھنڈ، اگر وہ
بچے نہ ہوتا تو ہر بچہ کو سامنے آ جاتا۔"
"ایک بات پر غور کریں۔ اگر وہ مجرم ہوتے تو ہر ماں
پر کھانا نہ ملتا ہوتا؟"
"ہاں، یہ بات غور طلب ہے اور اس کی ایک ہی وجہ
تھی کہ آپ نے کبھی ان سے کام نہ لیا ہے۔ ہاں
صرف خوف زدہ کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ وہ اپنے کام میں
تجری پیدا کرے۔"
"اور وہ ان کو قتل نہیں لے انہیں پناہ دیتی تھی؟"
"وہ کوئی بھی نہ ہو۔ اگر وہ بھی کوئی تو نہیں بتا دے گا
کہ اس نے ایک آدمی کو ہتھی کر اور یہ کوئی جرم نہیں
ہے۔"
"آپ اس آدمی سے تو نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ
چلتا ہو۔"
"تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟ وہ آدمی کیا جانتا ہو گا؟"
"آپ جا چکی تھیں۔ میری خاطر۔"
روا کے کہنے پر شوکت نے خود ہوا اس میں اس جگہ پہنچ
گیا جہاں کے بارے میں رائے اسے بتانا تھا۔
"راشٹرا نے روا کے وقت کرنے کے اس بات کی
پوری کہانی روا کو سنائی تھی اور وہ چاروں کے بغیر روا اس
آدمی کا خطرہ اپنا کرنے کے لیے رائے کے ساتھ وہاں پہنچ
تھی لیکن وہ آدمی سے نہیں مل سکا۔
شوکت نے اس پر ہراساں آدمی کے بارے میں
چند دہائیوں سے بات کی لیکن کوئی بھی اس میں جاتا تھا۔ پھر
ایک آدمی نے اسے مشورہ دیا۔ "صاحب آپ ایسا کریں۔
مالک مکان سے نہیں۔ وہ آپ کو کبھی صورت حال بتا دے
گا۔"
"یہ مشورہ معقول تھا۔" کہاں رہتا ہے مالک مکان؟"
"وہ دہلی چھوڑ کر۔" میرے ساتھ ہاں اور مکان ہے۔
مالک مکان سے مل کر شوکت کو کہیں ہوا چھوڑ دے
سب کچھ بتا دینے کے لیے چھوڑ دیتا ہوں۔" اس نے جواب ا
کیا تو شوکت وہ دیکھا آدمی تھا۔ اگر اس نے دیکھا کہ نہیں دیا
ہوتا تو میں بھی اس مکان میں رہتا۔
"کیوں۔ کیا خاص بات تھی اس میں؟"
"خاص بات تو کوئی نہیں تھی صاحب! اس میں اس کی
آکسیجن بہت خوف کی تھی جس کی وجہ سے چار دہائیوں سے اس
میں نے اس کی پھینک دی تھی۔" میں نے کہا۔
"اور کوئی خاص بات؟"

فرینک کے دوران مجھے پاکستان جیسے مچھلی کرچا دیا گیا تھا۔
پھر میں اس کو پاکی کے نام سے لندن آ گیا۔
میری حیثیت طالب علم کی تھی۔ یہاں آ کر میں نے
حالات کا جائزہ لیا۔ پاکستانیوں سے دو اچانک میں اور میں ظاہر
کیا کہ میں اسلام کی طرف راجب ہوتا جا رہا ہوں۔
میں نے خود کو آئسن ولور اور پیسٹ مارکس کا لند
میں میرے انجس میری خوش گوئیوں کو چار کرنے کا کام کرنا
کرتے تھے۔ پھر پانچک کے تحت میں نے اسلام قبول کر
لیا۔

اب میرا نام محمد باقر تھا۔ نام کی تبدیلی کے ساتھ ہی
میں نے پھر ظاہر کا شروع کر دیا کچھ بہت جلد ہی ڈاڈا جابر
ہے۔ طرح طرح کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ پانچ ایک
دن انہیں کے قہقہے جھجھجھنے سے حواس مل گئی ہو گئی۔ اس بار سے
پچھلے میں نے ایک کتاب بھی قری کر لی تھامیں کا عنوان تھا۔
"میں ایک مسلمان ہوا"۔

وہ عمل اس کتاب کے بعد ہی ہوا تھا۔ میں نے
مسلمانوں اور خاص طور پر پاکستانیوں کی تعداد میں حاصل کر
لی تھی۔ لندن ہی میں تھے جو بی سے ملوا یا گیا۔ ایک خوب
صورت اور ذہن لڑکی جس کی وجہ سے میرے مسائل کم
ہوتے رہے۔ پھر کچھ عرصے میں پاکستان آ گیا۔ مجھے پاکستان کی
شہر بہشت کی تھی۔ میں اب یہاں ایک مسافر تھیں۔

اب میری اصل وجہ یہاں سے شروع ہوتی ہے۔
یہاں کے دو اچانک تک رسائی، دوستانوں، ان کو اپنے
سے محب کرنا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے پاکستان کے
مختلف شعبوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر

دیا۔

میرے پاس دو ان کی کوئی کی نہیں تھی۔ لیکن اب بھی
کچھ کام تھا اور اس کے لیے میری کارنامہ صاحب پر
تھی۔ ایک مشہور سماجی شخصیت۔ جاگیردار۔ والدین نے
بچپن ہی میں خیم کے لیے ملک سے اپنا بیج دیا تھا یہاں
انہوں نے خیم حاصل کی اور اس کے بعد بھی میں برسوں تک
باہر رہا رہے۔ والدین آئے سے پچھلے والدین کا انتقال ہو چکا
تھا۔ مزے دار کوئی نہیں تھا۔ شاہی بھی نہیں کی تھی۔ بار
باقی قسم کے آ رہے تھے۔ اسی لیے پاکستان آئے تھے ایک وسیع
علاقہ احباب کے مالک ہو گئے تھے۔

میں سے کہا گیا ہے کہ میرا زمانہ صاحب کا قہر و خیم
میری طرح تھا۔ جسے بے توشی بھی بہت تھے۔
صرف انہیں مختلف نہیں تھیں انھوں پر کتنا اکتا دھیان دیتا

ہے۔

رانا بہت آسان فلاحیت ہوا۔ میرے آدمیوں نے
انہیں کھانے کو دیا۔ پھر اس کی لاش بھی غائب کر دی تھی۔
اب میری دو حیثیت تھیں۔ میں ایک طرف باقر تھا دوسری
طرف رانا بھی تھا۔

اس کی طرح میں دوستوں کو بھی اعزاز دیتا ہوں اس کا کرنا
کے روپ کو ملتی اور ہے۔ میری بے پناہ ذہنی قوت تھی یہاں
میرے کام آ رہی۔

میں نے باقر کے روپ میں احمد اور قارہ خاں میں
لیا۔ وہ عرصے کا ایک قارہ قارہ کا نثر ہے۔ یہ شخص تھا۔ رانا
کی حیثیت سے میں نے ڈیڑھ لاکھ اپنے انٹر میں لیا۔ وہ اسے
کی خریداری کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ اور اور، میری ایک
تیری حیثیت تھی۔ میری۔ ساحری۔ دلائل دہم سے میں ساحری
حیثیت سے ملتا تھا۔

ان سب پر ہڈا ہڈا بڑھانے کے لیے میں نے مختلف
جھگڑے استعمال کیے۔ دلائل دہم پر حملہ کرنے ہی کر دیا
قادر اسے کچھ گردن میں معائنہ کی طرف لیا گیا۔
قادر کے بچے کا انور بھی میری سی جلاشی کی اور یہ
سب اس لیے کیا جا رہا تھا کہ میرا اعزاز سے باز ہو کر رہے۔
لیکن نہ جانے کیوں باڑی چلتی گئی تھی۔

سب سے پچھلے مجھے باقر کو ہارنا پڑا۔ اس کے لیے
میرے آدمیوں نے ایک آدمی کا کل کر کے اسے میری
انگوٹھیاں پیرا دی تھیں۔ اب نہ جانے کس طرح ہوش میں
آ گیا تھا۔ اس کی نشان دہی پر ماساں ادارے نے باقر کی طرف
توجہ دے دی تھی۔

پھر ساحر کو دوسری ہوجا پڑا۔ ایک دلائل دہم کے
حالے سے لوگ ساحر تک پہنچ گئے تھے۔ صرف رانا زادہ رہا
تھا۔

اسی انداز... باقر اور ساحر کے علاوہ میری ایک اور
شخصیت بھی تھی۔ اور وہ بھی رام گوپال کی۔
رانا، باقر اور ساحر کا مسئلہ دور، ابھرو ڈیڑھ لاکھ
انہم دیا رہے تھے۔ لیکن رام گوپال کا مسئلہ صرف ایک تھا۔
باقی... صرف باقی... اور رانا... خود راجہ ملتا تھا۔

☆☆☆☆

ڈیڑھ لاکھ رانا کی قید میں تھے۔ رانا بہت
آسانی سے ان دونوں کو اس خست پرے میں سے نکل گیا تھا
جس کی طرف نہ جانے تھے برسوں سے کیا دھانچا نہیں کیا
تھا۔ لیکن رانا اب اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر رہا

تھا۔

یہاں ایک زندہ خاندان تھا۔ ان دونوں کو اس زندہ خانے
میں لایا گیا۔ رانا کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ یہ دونوں
رانا یا رام گوپال کی ایک تھے۔

"رانا صاحب! آخر یہ سب کیا ہے؟" ڈیڑھ لاکھ نے
پوچھا۔ "آپ کب یہاں کیوں لائے گئے؟"
"اپنی ناکامی کا ماتم کرنے۔" رانا نے کہا۔
"کیوں ناکامی؟"

"میری قصوری قتل ہو گئی۔ میری برسوں کی محنت بیکار
گئی۔ اب چاہتا ہوں کہ انسانی ذہن کو باڑہ دونوں تک قابو
میں نہیں رکھا جا سکے۔ اس پر چنانہ عر کے نوٹی ملو پر تو اس
سے کام لے سکتے ہیں لیکن وقت کرنے کے ساتھ ساتھ وہ
اس اثر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جس طرح مرقم ہوتا ہے ہمارے
ہو۔"

"رانا صاحب! آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر
تھیں۔"

"کہانی یہ ہے کہ ایک راجہ سے ملنے آئے تھے۔
رانا نے بتایا۔ "میں جانتا تھا کہ تم کو اور اور حکومت کی
لوگوں میں تمہاری ہی اہمیت ہے۔ اس لیے میں نے تم سے
دوستی کر لی اور میرے کہانے ایک دن تمہیں اس محنت میں
لے آیا۔"

"اوہ اب سمجھا۔" ڈیڑھ لاکھ نے ایک مہر کی راسخالی
"نہیں اس لیے وہ خوب بات ہے۔" تھے۔
"ہاں کیونکہ میں اس معذرت کو اپنی طرح چھوڑا
یادداشت سے تپ نہیں کر سکا تھا۔" رانا نے کہا۔ "تمہارا
راستہ خوب میں نہیں اس معذرت کی جھلکیاں دکھانا چاہتا
وہی تھے۔ تم بھول گئے تھے کہ تمہیں یہاں کو لایا جا رہا
تھے۔ تم نے کیا کہا تھا۔ تمہیں کیا بھاری تھی۔"

"تمہیں یاد کہ اب کیا چاہتے ہو؟" ڈیڑھ لاکھ نے
پوچھا۔
"اس منصوبہ کے کامیابی جس کے لیے میں تم پر
محنت کی ہے۔" رانا نے کہا۔
"لیکن کیوں؟ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟"
"مجھے فائدہ ہو جاتا ہے۔ میرے دس کو ضرور فائدہ ہو
گا۔"

"رانا! تم دس کی بات کر رہے ہو تم کو تو اس ملک
کے ہو۔" ڈیڑھ لاکھ نے کہا۔
"نہیں، میں اس ملک کا نہیں ہوں اور میں رانا بھی
نہیں۔"

"اس کے بعد ہم آئے آزاد کر دیں گے۔" رام
گوپال نے کہا۔

نہیں ہوں۔" اس نے اپنی منگیوں اپنے چہرے سے ہٹا
دیا۔
محفل نے بڑی سختی کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ کا ہاتھ قہر کیا
تھا۔ دونوں بہت حیرت سے اس آدمی کی طرف دیکھ رہے
تھے۔ جو مشہور سماجی اور سیاسی شخصیت رانا کی طرح تو تھا لیکن
رانا تھا۔

"خیران ہو گئے تھے دیکھ کر؟" اس نے کہا۔ "خیر،
اب یہ تو کہیں رام گوپال نہیں ہوں۔ اور میرے نام
سے تم نے اعزاز دیا کہ میرا نقش ملک سے ہے۔"
"ڈیڑھ لاکھ نے کہا۔ "ڈیڑھ لاکھ نے کہا۔
"تو اس کو کٹھن کر کو کہیں سے تمہارے ذہن میں جو
کچھ فی کس قہر ہو گا۔ پھر انھوں کے معاہدے پر ماساں ہو
جائے گا۔"

"رانا یا رام گوپال، تم چاہے جو بھی ہو... میں
تمہارے طرائف میں آ کر دوسری جگہ رہتا رہا جس کی تم نے
ہدایت دی تھی۔ لیکن اب میں تمہارے ٹراس سے نقل آیا
ہوں۔ اس لیے میں اب کیا کیوں کروں گا؟"

"میں جگہ لگائے ہوئے ہر جگہ اور ہر جگہ سے کواہے
ساتھ دیکھا تھا۔" رام گوپال نے کہا۔ "مجھے اعزاز تھا کہ
ہو سکتا ہے میں آزاد ہوں ذہنوں تک ڈیڑھ لاکھ کی جگہ ان کو
قہر میں نہ رکھ سکوں۔ اس لیے میں نے دوسری طرف کیا
دھیان دیا تھا۔ اور میرا جو کچھ میرے سامنے تھا۔ اور وہ میرا
ہے تمہارے ساتھ نہیں ہوئی تمہاری تھی۔"
"کیا؟" ڈیڑھ لاکھ نے انگریزوں کی طرف دیکھا۔ "تم
کیا کیا نہیں کر رہے ہو؟"

"میری بات غور سے سنا۔" رام گوپال نے اپنی ذہنی
ہوئی انھیں ڈیڑھ لاکھ پر ہر کو کر دی۔ "تمہی کرو کے جو میں
کہاں گوں کہ میری کی بات سے انکار نہیں کر سکتے۔
اسی وقت محل نے ایک جھگڑے کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ کی
گردن پھڑک کر کے چہرے کا رخ اپنی طرف کر لیا۔ ڈیڑھ لاکھ
جیسے ہوئی کیا کیا تھا۔

"اور وہ کیا نہیں۔" رام گوپال دانت پینے لگا
تھا۔ "میں نے کہا تھا کہ دوسرا رخ میرے پاس ہے۔
چھوڑا یہ اس کی بات تک میری قیہ میں رہے گی جب تک
ایک جگہ نہیں ہو جاتا۔"

"ابھرو ڈیڑھ لاکھ؟"
"اس کے بعد ہم آئے آزاد کر دیں گے۔" رام
گوپال نے کہا۔

”کیس میں دنیا کیوں بتادوں کہ تم کو ہوا جہاں کی کا اصلیت ہے؟“

رام کو بال میں پس پڑا۔ ”یہ وقف انسان... جب یہ چاہے کہ تم نے جان بوجھ کر تار و تھکڑوں کے سوسے سے لپٹا تو اس وقت جہاں کی کہا جائیں جو ہوگی؟ کیا تم نے اس کو دیکھا ہے؟“

”یہ راکھ میں پرست کر رہا جاؤ گا۔ میں اسے ایک کے خدا اور جرم بکھاؤ گا۔“

”جہاں کی اسی ذات ہوگی کہ تم جس کا طور پر نہیں کر سکتے۔“

”ذیشان کانپ کر رہ گیا۔“ اگر میں جہاں کی بات نہ مانوں تو؟“

”تو جہاں کی خوب صورت، یہی ذوقہ حالت تم سے بھی نہیں مل سکتی۔“ رام کو بال نے کہا۔ ”یہ اقوام کی لاش دھوکے کے پا پھر یہ جہاں کے کیا باز آسٹن میں دوسروں کے کا آدمی ہوگی۔“

☆☆☆

شہناز سے اپنے شوہر کی حالت میں دیکھی جا رہی تھی۔ رام صرف اس کا شوہر نہیں بلکہ اس کا محبوب بھی تھا۔ اس کا دوست بھی تھا۔

بہت دنوں پہلے وہ شہناز کیس جاتی تھی۔ رام کو بال کی محبت... اس نے رام کو بال کو پا کر یہ سمجھا تھا کہ دنیا میں اس آ کر تم ہو چکی ہے۔ اب رام کو بال کے علاوہ اس کا نکات میں اور کوئی نہیں ہے۔

یہ باترے لیے کتنی آئی تھی، رام کو بال کے ساتھ۔ دونوں بہت خوش تھے۔ رام کو بال تو جہاں کے ساہواریں اور جوگیوں سے متاثر رہتا۔ اس کا شوہر کچھ اس قسم کا تھا جبکہ باقی پر ہے کتنی کی سر پر جہاں کی۔ اسے یہ بہت بہت پسند آتی تھی۔ ہر طرف کون ہی سونو نہ۔ یہ جگہ بہت خوب صورت تھی۔ پھر اس مضر فوب صورت و مزاج اضافہ ہو گیا۔

یہ راکھ... ایک نوجوان فوجی جو خود ہی کتنی آئی کی سر لیے آتا تھا۔ باقی کی اس سے پہلی ملاقات بھی کتارے کی ہوئی تھی۔ اور پہلی نظر، رکھی ہی دفعہ اس کے دل سے اپنے آپ کو راکھ کے آگے سرزد کر گیا تھا۔ یہی کیفیت راکھ کی بھی ہوئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ہو گئے تھے۔

اس طوفانی اور آجائیک مٹش کی مثال ذرا سی ملتی ہے۔ اس کی غیبی نہیں رہا تھا کہ دونوں کا بھی خطرہ کتنا عظیم ہے۔ کتنی جلد ہی وہ راکھ سے راکھ کے بدلے آگ کی ہوئی تھی۔ اس کا ایک محبوب اس کے ساتھ تھا۔ اس کے

باوجود اس نے راکھ کو اپنی دھوکوں میں بہا لیا تھا اور یہی دھوکے راکھ کی تھے۔ وہ مسلمان تھا۔ راکھ کی قادیان کے تعلق ایک حساس ادارے سے تھا۔ اس کے باوجود اس نے باقی کا یہ سب سمجھ لیا تھا۔

دونوں ایک دوسرے سے ملنے رہے۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کا لپٹ لکڑیا۔ دھواں اس کی راکھ کو جلیج آئی جس کی نگہ وہ حساس ادارے سے دلالت کا طریقہ طرح کے سواتات ہو رہے تھے۔ باقی کیس جہاں سے دیکھیں اس کا تعلق جہاں کی کسی تنظیم یا جگہ سے نہ ہو۔ جہاں اس دھواں کی باتیں۔

اس کے علاوہ باقی جہاں کی شہرت رکھتی تھی۔ اس کو پاکستانی بتانا۔ یہ ایک اور دھواں رطلہ کا نہیں محبت کا سبب ہوئی تھی۔

باقی نے اپنی محبت کے لیے اپنے دل میں چھوڑ دیا۔ اپنا دھرم چھوڑ دیا۔ اپنے باپ کا اور خاندان کا کچھ نہ دیا اور اپنی پہلی محبت رام کو بال کو چھوڑ لی۔

محبت کا سبب ہو گیا۔ باقی اپنی شہناز ہو گئی تھی۔ راکھ علاوہ اب ایک اترین جہاں سے تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ وہ قادیان اور جہاں کی مثال قائم کر دی تھی۔

ایک ہی تھا جو اپنی قسم کا سر لہا تھا۔ باقی یا شہناز کے لیے زندگی بھر سے ہوئے پہلی کی طرح پر سکون کی۔ اب ایک ہی آواز تھی کہ اسے محبوب ملنی راکھ کی یا نہیں میں اسے خود جہاں کے لیے زندگی سے سب کچھ حاصل کر لیا تھا کہ ایک ناک۔ باجائیک۔ رام کو بال اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے دیکھ کر باقی کی صرف ایک جھلک دیکھی تھی۔ صرف ایک جھلک اور اسے سمجھیں ہو گیا تھا کہ یہ رام کو بال کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ دیکھ کر باقی کی موت کی خبر آئی لیکن وہ ذوقہ تھا۔ راکھ اس نے بتایا تھا کہ یہ دھواں راکھ اور ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

راکھ ان دنوں بہت الجھا ہوا تھا۔ ابھی صرف ابھی کہ اس سامنے آتا تھا جس کی برین داغ کر دی تھی۔ خدا جانے اس قسم کے اور کتنے لوگ ہو چکے تھے اور کتنوں کے جسموں میں ہو چکے تھے۔

دوسرا کیس اس کے سامنے دھواں راکھ کا آیا تھا۔ جو اتنا کم بات و گفت نہ تھے کہ پڑا کیس تھا اور دھواں کیس کا پھر تھا کہ وہ کیس ابھی کے اعداد کا کیس ہے۔

راکھ اس لیے بہت مصروف تھا۔ یہ یونیورسٹی کا جاکر دیا جا رہا تھا۔ یہ دیکھا جا رہا تھا کہ رام کو بال نے کہاں کہاں ضرب لگا کر ہوگی۔ شہناز نے یہ خیال تھا کہ رام کو بال اس نظام میں انعاما ہو کر لینے کے لیے چلا آئے۔ رام کو بال اس نظام میں آئے ہیں اس کا کہنا جڑیں مضبوط کر لی گئیں۔ باقی کی صورت میں اور راکھ کی صورت میں۔ باقی کو تو اس نے مصروفی موت دے دی کیس کی رانا کیا تھا؟

اب وہ اپنے شوہر پر رانا کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ رانا کا کوئی پتا نہیں تھا۔ وہ پراسرار طور پر غائب ہو گیا تھا۔ اس کی شان دار گلی میں اس کے سلاز رختن سے نہیں خود اپنے ناک کے غائب ہونے سے یہ پتہ چلی ہوگی۔

شہناز نے رانا کے دوستوں سے ملاقات کیا۔ لیکن انہیں بھی کچھ نہیں معلوم تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ رانا جاکہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ ان کو تو یہ سب تک رانا کا دوسرا تیسرہ محل بھی نہیں تھا تھا۔

شہناز نے رانا کی ایک کمرن اس کے سامنے آ گئی۔ وہ رانا کی کوئی پر کام کرنے والا جھوٹا دوست ان کا تھا۔ شہناز نے اس سے بھی رانا کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ پھر اس نے شہناز کو راجہ بات بتائی اس کے شہناز کو راجہ کا کرکھ گیا۔

”بی بی بی! رانا صاحب کالی کے مندر کے پاس دیکھا ہے۔“ اس نے بتایا۔

”کالی کے مندر کے پاس؟“

”ہاں بی بی، میں نے یہ بات کی کوئی بات بتائی۔ مگر یہ آدمی ہوئی۔ نہ جانے کون کیا کیجے۔ پھر یہ بات بھی کہ یہ پتا نہیں میں نے جس کو دیکھا۔ وہ رانا صاحب جیسے ہو گئی اور تھا۔“

”تم مجھے یہی بات بتاؤ۔ کہاں دیکھا تھا کون؟“

”کالی کے مندر میں۔“ اس نے بتایا۔

”اور یہ مندر کہاں ہے؟“

اس نے پھر ایک خوشی داستان چھیڑ دی جس کا لب لباب یہ تھا کہ خود کو کسی بھی اس مندر کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا۔ وہ مندر جب کے راستے میں ایک ویران مقام پر ہے۔ اب وہ ٹھنڈا جیسا ہو گیا ہے۔ سونے لال سیل دور سے دیکھ کر چلا آتا ہے۔ کچھ دنوں پہلے وہ دین کے لیے گیا تھا۔ رانا صاحب کو اس مندر کے پاس دیکھا تھا۔ اس نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا کیس کی کوئی اس کی بات کا شافی ڈالنے۔ پھر رانا صاحب کا کسی مندر میں کیا کام؟ لیکن شہناز جاتی تھی کہ یہ ٹھنڈی ہو سکتا رانا

آفت ناکہ پاس صاحب رام کو بال ہیں اور رام کو بال مندر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اب اس کے سامنے دورا تھے... تو اپنے شوہر کو بے اطلاع سے دے دے یا پھر خود ہی اس مندر کی طرف روانہ ہو جائے۔ لیکن جتنی فکر کرے گا ہے کچھ بھی ہو جائے رام کو بال اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

لیکن وہ رام کو بال سے مل کر کیا کرے گی؟ کیا یہی کی اس سے؟ کیا یہ کہ وہ اس کے گلے سے چلا جائے۔ اس کی وجہ سے اس کا شوہر بہت پریشان ہے۔ وہ اس گلے کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور خود شہناز جیسی باقی کیس کی بات پسند نہیں کی۔

تو پھر اسے خودی جانا ہے۔ یہ فیصلہ کرتے ہی اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ کچھ ضرور کر کر رہے گی۔

☆☆☆

ذیشان ایک بار پھر اپنے آدمیوں کے درمیان حلقہ میں مشعل کے بیچر۔ اب اس کے حواس پوری طرح کم کر رہے تھے۔ وہ ایک طرح جاتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے جو بات کی ہے، وہ ملک کے خلاف کسی خطرے کا ہے۔ اگر باجائیک سب ہو گئی تو نہ تو تھکڑوں کے صابری جگہ جگہ اس طرف وہ بھی جاتا تھا کہ اس کی جیتی ہوئی مشعل رام کو بال کے ہتھے میں ہے۔

وہ رام کو بال کے سر سے کش تو آتا تھا لیکن مشعل کی وجہ سے مشعل ہو کر رہ گیا تھا۔ رام کو بال نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کے لیے خود اس کے گتے میں ہی موجود ہیں اور وہ اس کی ہر دھڑکی کی ہر دھڑکی سے رام کو بال کو دیتے رہے۔ اس کی ایک مثال خود کتنی آجیسر تھا جس کا کل رام کو بال کے آدمیوں نے کر دیا تھا تھا۔

ذیشان ذاتی طور پر بہت الجھا ہوا تھا۔ اس نے خاندان والوں کو کش کے بارے میں کچھ بتا کر کوئی طور پر مطمئن تو کر دیا تھا لیکن کب تک؟ وہ کب تک یہ چھپا سکتا تھا؟ اپنے خطرے کی گتے میں اس باہر کو لب کا ہوا دھوکے کے ساتھ جاتے آتا تھا۔ یہ پیرامون تھا کہ ذیشان نے اس ماہر سے بات کی تھی۔

”میں سخرم آپ کو مطمئن ہے نا کہ آپ کو کیا کرنا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”میں سخرم میں یہ جانتا ہوں۔“ باہر سخرم کہہ رہا تھا۔

”آپ سخرم میں۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہی

ڈیٹان کا پی چاہا کہ وہ کدو سے۔ جس، ہم، جس سب کدو کے۔ تم کا دہن بھرا دلوں کو نیکیت کر دو گے۔ یہ ایک غریب ملک ہے۔ یہ ملک ایک بڑا نقصان برداشت نہیں کر سکتا، تم یہی بھتیخار خریدو گے کہ جرم کا دہن ہوں جرمی فونی قوت پر تھامیں۔

لیکن وہ نہیں کہہ سکا۔ اس کی مشعل کی کے قبضے میں تھی۔ دوسرا خوف بھی تھا کہ قریب تھا کہ یہ باہر بھی رام گپال کا آدمی ہو۔ اگر ڈیٹان نے رام گپال کی توقع کے برعکس کوئی بات کی تو رام گپال کو پاؤں پانا چاہئے گا۔

اس لیے اس نے اپنے سینے پر ہار لیجے ہوئے کہا۔ ”میں ہی اس سفر میں آپ کو سارا کام بہت ہتھیاری سے ادا کیا ہے کرنا ہے۔“

”فکر نہ کریں سراسر میرے ذہن میں پوری پلاننگ ہے۔“

”اے آگے آپ جائیں۔“

باہر کے چاہنے کے بعد اس نے اپنے سر میں چمکی سی محسوس کی شروع کر دی۔ جو چمک ہو یا تھا وہ بہت غلط تھا۔ اس نے انعام پر نہ کافی کے لیے کہا۔ اور یہی کہہ کر ڈیٹان اگلی سی گھسیٹے گا اور نہ کوئی کا انڈیکر کرے گا۔

اس کی پیچھے پر ایک انڈیکر بڑا تھا۔ یہ آج ہی کا انڈیکر تھا۔ وہی محسوس کی تھری۔ عام انداز کی۔ سامت کی، پنجابوں کی، گھیلن کی اور ان ہی کے درمیان ایک چھوٹی سی تھری۔ بہت عام انداز کی۔ لیکن اس تجربے نے ڈیٹان کو پوری طرح اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ اس نے اس تجربہ کو کوئی بار پڑھا۔ پھر اس نے کیا ہی فیصلہ کر لیا۔

وہ تجربہ ایک ہی تھی۔ اسے غور کر لیا تھا کہ غور کرنے والوں نے تادان وصول کرنے کے باوجود اس کا غون کر دیا تھا۔

”مجاہد کے باوجود رانا نے مٹھن کو نہیں چھوڑا۔ بار دیا اس کو۔“ مجاہد کے باوجود کوربا نہیں کیا گیا۔ تادان کے باوجود بچے کا غون ہو گیا تھا۔ مجاہد کے باوجود رانا کی قدس رہی تھی۔

”جیت کی۔ اس نے جیت کی قربانی دینے کا فیصلہ کر لیا۔“

اس نے انعام پر نہ ہدایت دی۔ ”فوری طور پر فطری اگلی چلنی سے بڑھ کر رانا۔“

اگلی چلنی کا ڈائریکٹر پر یکے بعد دیگرے فرقان اس کے دوستوں میں شال تھا۔ ڈیٹان کی آواز میں اس نے چپکے ہوئے کہا۔ ”خیر تو ہے جہاں آدمی... کیا آج بھر کوئی پارٹی ہے؟“

”فرقان! تم اپنے دو چار آدمیوں کو لے کر فوری طور پر میرے پاس آ جاؤ۔“ ڈیٹان نے کہا۔

”کیوں بھائی خیریت؟“

”تم آؤ کہ تادانوں کا... لیکن جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ سیر اور اوپر چل جائے۔“

”اے آگے! ہم ابھی آ رہے ہیں۔“

ڈیٹان نے سیرور دکھ دیا۔ وہ بہت تھکا تھا سا اور یوز خانظر اور چاہتے وہاں بیٹھے چمکے پھر تازگی ہوں۔ چیتہ دوتے سے ان کے تھکا اور حال کر رہا ہوں۔

فرقان اپنے آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ ان میں سیرور شکت بھی تھا۔ ڈیٹان نے بہت چمکی کر اس کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

”بہت بری ہے۔ سر۔ اسے اب کچھ بھی یاد نہیں ہے۔“

”شکت نے بتایا۔“ لکھ ہے اس کی یادداشت کھٹ طور پر تائب ہوئی ہے۔“

”خیر... تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں فوری طور پر رانا پر ہاتھ ڈال دینا چاہیے۔“ فرقان نے کہا۔

”ڈیٹان! تم نے بہت اچھا کیا جو میں خبر کر رہی۔ اب اس معاملے کو ہم منتہیل نہیں کیے۔“

”خیر! میں بھی تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ میری بی بی اس شخص کے قبضے میں ہے۔“

”تو بھر میں جلدی کرنا چاہیے... بہت جلدی۔“

”فرقان! تمہاں اس نذر ہے کہ جس کی بکریاں مٹھتی بھرتی اس مندر کے چمکے چمکی گئی ہیں۔“

”ساگو اس علاقے کا رہنے والا ایک غریب شخص تھا۔ اس کے بچوں میں چھ بیٹیاں بھی تھیں۔ بچوں کی ایک سب سے خود سے گھاس پھوس کی چھتیاں بنائی تھیں۔“

”فرقان! اسے اپنی برادری میں شادی بھی کر رکھی تھی۔ وہ بچوں نے بھی گئے تھے اور وہ سب اس کی طرح خیریت کر رہے تھے۔ اس نے اپنی زندگی کو قوت سے گزارا یہ سیکھا تھا۔“

”خیر! یہ سیکھتا ہے وہی کرتا ہے۔ اس کے علاقے کی طرف بھی کبھی کوئی کاڑی اٹھتی تو وہ جہاں ہو اس کی طرف دیکھ جاتا۔“

”آفت ناکہ پاس۔“

روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ چٹانیں سے کسی روشنی کی بکریاں نے اپنی بکری کی آواز سن لی۔ وہ شاید اس روشنی کے پاس تھی۔ ساگو لی دی والی میں خوف زدہ ہوتا ہوا روشنی کی طرف بڑھتا رہا۔ اگر اس کی بکری کا معاملہ نہ ہوتا تو وہ کیا انداز لے کر جیتے کرتا۔

پھر اس نے خود کو ایک خانے میں پناہ لیا۔ وہ بچہ کچھ رہا تھا۔ وہ بہت جہاں اور خوف زدہ کرنے والا تھا۔ اس نے خانے کی طرف دھڑکے پاس ایک ہولناک صورت کا تھکا اور اس بات کے پاس ایک عورت دسیوں سے بندھی ہوئی تھی۔ ساگو کی بکری اس عورت کے پاس ٹکری شروع کر رہی تھی۔

”عورت ساگو کو بچہ کر پوری نہی۔“ بھائی اٹھے یہاں سے تھکے۔ یہاں سراسر بھول گئی۔

”کون ہے؟“

”ایک عظیم عورت ہوں۔ مجھے ڈاکو اٹھ کر لائے تھے۔“

”بھائی! جلدی کرنا چاہیے۔“ جلدی کر رہا تھا اور وہ ٹوک آ جا رہی تھی۔

”ساگو ایک غریب اور بڑوں قسم کا انسان تھا۔ اس نے سوچا کہ کس سے بھدوری اس کے گئے تے پڑ جائے۔ اگر ڈاکو اس نے پکڑا تو وہ اس کی ساری بکریاں بھی کھینک لیں گے اور اسے کس جان سے مار دیں گے۔ اس کے لیے یہی سچا تھا کہ وہ چھپ چاہا۔ وہاں سے اٹھ جائے۔“

اس نے اپنی بکری کے کان پڑے اور اسے کچھ بتا دیا اس طرف سے اس کی طرف سے آئے چھ طرف سے آئے چھ چھوڑ کر اس نے عورت کی آواز سن لی۔ خانے کے لیے بھائی اٹھ چھوڑ کر اس جاؤ۔ تم میری بچہ چڑیاں سے لو۔ سب سونے کی گھا۔ بس مجھے یہاں سے نکال دو۔“

”ساگو جاتے جاتے پلٹ آیا۔ سونے کی چڑیاں نہ جاتے نہ تھیں۔ بھائی اس کے تھوکانے میں چل جائیں گے۔ بھائی ان چھ چھوڑ کر اس کی بکری کی کان بھول گئے گا۔ پھر میں نے زندگی نذر سے کی۔“

دولت لٹائی بھی تھے۔ ایک میں اس کے ہاتھ سے گھسی ہوئی
 وصیت تھی اور یہ وصیت اس نے اپنی موت سے صرف دو دن
 پہلے لکھی تھی۔ وصیت پھر اور چھاپ گئی۔
 "میں سجاد خان ولد ابرق خان، وصیت کرتا ہوں کہ
 پاکستان میں تمام کے دوران اس کی وصیت میں مجھے
 میرے آجی بھتیجے میں دین کر دیا جائے۔ میری بیٹی اور
 وارث میں خان کو اس کی اطلاع دی جائے لیکن اسے
 پاکستان آنے اور میری وصیت میں شرکت کی اجازت نہیں ہو
 گی۔ وہ دینی بعد میں یہاں آئے۔
 "سجاد خان ولد ابرق خان۔"

میں نے کہا کہ یہاں ان کا اتفاق نہ ہوا۔ وہ اپنے باپ کی بیوی
 راتنگ بیٹی تھی۔ اسے ذرا دینی پیشین تھا کہ یہ اس کے
 باپ کی تحریر نہیں ہے لیکن اس نے وصیت کیوں کی؟ اصل
 کی کیا ہے؟ میرا خود ہے اسے ۱۱ سال پہلے جواب نہیں دیا۔
 سارا معاملہ بہت پر اسرار لگ رہا تھا۔ اس نے مانگو سے کہا تو
 اس نے دل کی بات سنا کر کہی۔ "میں اس کوئی۔۔۔
 پراسراریت نہیں ہے۔ اگلے آرتھ سے بعد اپنے وطن گئے
 اور اپنے گھر والوں سے اس کے وہ بھائی ہو گئے جو
 انہوں نے یہ وصیت کر دی۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس کے
 قوراء بعد ان انتقال ہو گیا۔ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔"
 "لیکن پاپائے مجھے اس سے یہ سن کر کیا؟"
 "آج کل میں پاکستان کے حالات دیکھ کر نہیں کہتی۔
 خاص طور سے شمالی علاقے میں تحریک جنگ میں لڑی ہے۔
 اسی وجہ سے انہوں نے نہیں وہاں آنے سے منع کیا ہوگا۔"
 مانگو، مضامین قابل قبول ہیں لیکن نہ جانے کیوں

اس کے دل کو کھینچ گئی۔ دل نے اس کی سلیب میں مزید بحث نہیں
 کی۔ اس نے دوسرا دور میں کھانا دیا جس پر اس کا نام کھانا
 تھا۔ اس کے بجائے اس نے کال کر کے ان کو اس سے سہاوی
 شریعہ یاد کیا۔ انہوں نے کال کر کے ان کو اس سے سہاوی
 عزت کی تھی۔ اس نے دفتر کا کر کے اطلاع دیا کہ اب وہ
 جی کے دن پڑھنے کی ہے اس کے پاس انہیں سننے سے اسے
 ہٹنے کی پہلی کی پیشکش کی لیکن اس نے سنا کر کہی۔ "میں
 جان اور دل کی کچھ نہیں میں نے قرض کا اٹھانے کے لیے لی
 ہے وہ میرے متعلق میں دفتر میں نہ زیادہ اچھا نہیں
 کروں گی۔"

"میرا دل نہیں چاہتا۔"
 "جس قسم کی شام آ جاہا۔۔۔" دل نے تجو نہ پیش
 کی۔ "لیکن اس کی قبر پر اور ان کا تھکان ہو چکا ہے۔"
 مانگو کو کچھ چھوڑ کر وہ اپنی آئی کو رو کر بے لیے
 اسے اٹھا کر کھانے کو دھڑکنے لگا۔ یہاں کے بعد باپ بھی اس
 کا ساتھ ہو کر گیا تھا۔ اب وہ اپنی بیٹی۔ اس میں اس نے
 باپ کا تمام آؤٹس سے ملنا۔ جب اس کی طبیعت ذرا
 سنبھل گئی تو اس نے اپنے بچے جانے۔ اسے کئی دفعہ پیشین
 تھی اس لیے جانے پہنچنے کی جگہ ہوا کہ اس کی پہنچ گئی
 امریکا آئے۔ اس کے بعد اس نے ایک بار بھی جانے نہیں لی تھی۔
 وہ باپ کے پیڑم میں اپنی اور سزا پر لیٹ گئی۔ جیال میں
 باپ کی غیبت اور اپنی بیٹی۔ ایک لمبے کال کا دل پر بھرا گیا
 اس نے پورا پورا کھانا دیا اور وہ فاقہ کھانے پر اس کا نام کھانا
 تھا۔ اندر سے ایک صفحہ کھانے پر بھرا دیا تحریر میں اس کے
 لیے تھا تھا۔ اس نے لکھا تھا۔

"دل میری جان۔۔۔ میری بیٹی! تم یہ یاد پڑ رہی
 ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں نہیں ہوں۔ میں آج
 ہوئی کہ میں نے نہیں اپنی موت کی صورت میں پاکستان
 آنے سے کیوں منع کیا ہے۔ میری بیٹی! یہ ایک ہی کہانی
 ہے۔ میں یہ سچ نہیں میں جانتا۔ میں خود کو یہ گھاسے
 خانا کی بد قسمتی ہے۔ آج سے پچیس سال پہلے میرے دور ہے
 سامعیت کا سلسلہ شروع ہوا آج تک جاری ہے۔ کوئی جا
 ہے یا بد قسمتی ہے یا پھر ہمارے ایمانوں کی سزا ہے جیسا کہ
 ایک کہہ کر اس خانا کو کوئی کہی۔ اس بد قسمتی سے
 جتنے کے لیے میں ستر سال پہلے وہ چھوڑ کر امریکا
 آیا۔ میرا لگہ بگہ ہے کہ آؤ اس نے مجھے کچھ کہیا ہے
 لیا ہے۔ اگر میں مل کے بعد بھی زندہ رہا تو ہمارے پاس
 وہاں آ جاؤ گا اور اپنا دوسرا تو تم اپنے باپ کو ملو گا

رج اور اس کے لیے دعا کرتی۔ ہوتا آخری بات۔۔۔ تم جانتے
 کی خوش نصیبی کرو گی اور دینی پاکستان آؤ گی۔ میں جانتا
 ہوں کہ خوش رہو۔ میں دینی بھی تکلیف ہوئی تو میرے
 بعد میں سکون سے نہیں رہوں گا۔
 تم جیت کر آؤ۔۔۔ جیسا تھا۔
 میں رات بھر نہیں رہی۔ یہ کیا تھا؟ اس کے باپ
 نے اسے یہ بات کیوں نہیں بتائی اس لیے نہیں کیوں پھوڑ
 دینی آؤ بہت دیر ہو چکی تھی لیکن اس سالوں کا کوئی جواب
 اس کے دین میں نہیں آیا۔ اس نے خدا اور باپ کی چیزیں
 سنبھال کر رکھ رکھ رہی۔ قانونی کارروائیوں کے کرنے میں
 چند پہنچے گئے۔ اس کے بعد امریکا میں سجاد خان کے تمام
 اثاثے اور ایک اکاؤنٹ میں لکھ گیا۔ مکان اس کا اپنا تھا۔
 وہ گاڑیاں بھی۔ ایک اس کے استعمال میں رہتی تھی اور
 دوسری سجاد کی۔ باپ اور گاڑی اس نے نکالی کے طور پر
 رکھ لی تھی۔

وقت گزر رہا، دل نے اپنے شے سے متعلق مزید
 کو سزا کے اور اسے ترقی میں تھی۔ اب وہ جان کے بعد
 دوسرے گھر پر بھی تھیں جس سے اس کی تعلیم اور دیگر بہت
 رہے تھے۔ مانگو کی شادی ہو گئی تھی۔ اس کا لڑکا پاکستان
 کے متعلق رکھتا تھا اور مانگو سے کھانا کے بعد وہ امریکا
 آ گیا تھا۔ مانگو اس کے ساتھ خوش تھی۔ دل سے اس کا کھانے
 پر راجہ کر دینوں طرف مہربانیت کی وجہ سے سب ملالقات
 ہم ہو گئی تھی۔ سجاد اب اس پر زور دینے کی کراسے
 شادی کا فیصلہ کرنا چاہے مگر دل کو کال میں شادی کی طرف
 نہیں لگتا تھا۔ دوسرے اس کی فکر میں کوئی اپنا دیکھنا تھا جو
 اسے پر زور کرتا اور وہ اس سے شادی کے لیے تیار ہو جائی۔
 چوتھے تھا کہ وہ کسی مسلمان سے شادی کرے گی۔۔۔

☆ ☆ ☆
 مانگو نے دو بیگ میں کچھ کے ساتھ اپنی کوئی تھا۔
 اس کا بہن چلا اور کچھ چھوڑ کر آ لیکن دل کی طرف سے
 وارنگ تھی کہ اس نے کچھ کے بغیر آئے کی خوشی کی تو
 دہراؤ دیکھیں لگے گا۔ آج دل نے مانگو کو زبردستی دیا تھا۔ اس
 کا شوہر اسلام آباد کی طرف سے ان کا لگا ہوا تھا۔ وہ
 دونوں جیل میں تھے اور دونوں نے لاؤنج میں بگڑ کر آم آتی
 میں مصروف تھے۔ انہوں نے پورے لاؤنج کا سطر خراب کر
 دیا تھا۔ جب بگڑا رہی لاؤنج وہ بھی تو مانگو کا اٹھنا تھا کہ
 گدار اور کر کے گی اور دونوں کی سب کچھ کیوں کے بعد
 بہتے ہوئے دیکھی آئی۔ اس لیے تم سب کچھ دانی ہو کر ایک

رنگون کا کہنے لگے تھے؟
 میں۔۔۔ "کون سے کہہ کہ جوت اس گھر میں گزار
 کر جاتے ہیں، وہ اسے دانے کی دلوں میں میری کہانی کے
 اس کا کچھ کرتا ہے۔"
 "میں نے بھی اس کو شادی کرلو۔"
 "نہیں۔۔۔" دل نے سوال کیا۔
 "کسی راہ چلنے کو
 بکڑ کر لوں؟"
 "میں جیل میں نہ تو کر۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ جہاد
 بیت ہی نہیں ہے۔ کسی سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن مسلمان
 میں باپ کے واقعہ کا۔۔۔ جہاد ہی نہیں ہے۔ کچھ نہیں
 ہے، باپ کے بعد اس کے سوا کچھ۔۔۔ میں نے رش سے مل کوئی
 مسئلہ نہیں ہوگا۔"
 "میں کسی ایسے فرد سے شادی نہیں کر سکتی جو میرا گھر یا
 جاب دیکھ کر شادی پر آؤ۔ وہ۔۔۔" دل نے دھڑکے میں
 کہا۔ "پاپائے کر کے تو ایک بات بھی جان لی ہے لیکن نہیں
 ہے۔"

مانگو نے ہماری سامنے۔ "لی بی! انہیں باقی نہیں کر رہی
 ہو۔ اب تو خاص بہت کی شادی ہے جو سے کسی نہیں کرتے۔
 دیکھ جیال کر رہی کرتے ہیں وہ اس کے بھری گزار
 کرتے ہیں۔"
 "جب میں شادی کے بغیر ہی نکلی۔" دل نے بات ختم
 کرنے کا اشارہ کیا۔
 مانگو نے مزید۔ "میں نے کچھ نہیں کرنا چاہتی اس لیے
 اس نے موضوع بدل دیا۔ باتوں کے دوران میں مانگو کی
 نظر کچھ نہیں گھمکھم رہتی۔ جیال کا آؤ تھا۔ کچھ
 آگت کا سبب کیا ہو جوتا۔ اس نے دل سے پچھا۔ "اس
 بار کال کی برقی پر جہاد کیا مارو ہے؟"
 دل نے سے سناؤ کیلٹر کی طرف دیکھا۔ سجاد کا
 انتقال 2004ء میں ہوا تھا اور 2010ء میں جیال کی شادی
 پہلی ہی ہوئی۔ "میں جو پر سنا رہی ہوں۔" دل نے بے
 خیالی میں جواب دیا۔ اسے کیلٹر میں کوئی بات جھپ کی تو
 اس کی نظر اس وقت اس کی گھم گھم کی گئی۔ وہ ہر گیارہ
 آگت والے دن کا شکر اور چند دوسرے افراد کو گھر کا کر
 قرآن پڑھاتی تھی اور اہل باپ کے لیے دعا کرتی تھی۔
 کا سجاد جوتا تھا اس نے وہ سب کہا نہیں کہ اس کی سب
 گئے۔ بڑی مشکل سے مانگو کے دونوں طرف سے جیل
 کھانا کھاتا اور اس کے زیادہ ان دونوں کا گھر یا کچھ نہیں
 ان سے بہت خوش ہوئی تھی اور وہ دل آئی سے خوش تھے

☆ ☆ ☆
 مانگو نے دو بیگ میں کچھ کے ساتھ اپنی کوئی تھا۔
 اس کا بہن چلا اور کچھ چھوڑ کر آ لیکن دل کی طرف سے
 وارنگ تھی کہ اس نے کچھ کے بغیر آئے کی خوشی کی تو
 دہراؤ دیکھیں لگے گا۔ آج دل نے مانگو کو زبردستی دیا تھا۔ اس
 کا شوہر اسلام آباد کی طرف سے ان کا لگا ہوا تھا۔ وہ
 دونوں جیل میں تھے اور دونوں نے لاؤنج میں بگڑ کر آم آتی
 میں مصروف تھے۔ انہوں نے پورے لاؤنج کا سطر خراب کر
 دیا تھا۔ جب بگڑا رہی لاؤنج وہ بھی تو مانگو کا اٹھنا تھا کہ
 گدار اور کر کے گی اور دونوں کی سب کچھ کیوں کے بعد
 بہتے ہوئے دیکھی آئی۔ اس لیے تم سب کچھ دانی ہو کر ایک

کیونکہ وہ بھی ان کی ہی بات یا ضرورت کا پڑا نہیں مانتی تھی۔
 ڈنر کے بعد وہ بھی اصرار دھرتے ہوئے قہر میں سے پہلے کھر
 سمیٹا جو پوری طرح بکھرا ہوا تھا۔ چارہ دھن جتنی صرف ہو
 گئی۔ برتن جتنے ہوتے تھے ان کی پھر کیلنڈر کی طرف کی
 اور اسے وہی جیب سا بھیج دیا۔ ڈنر کے علاوہ اس کا کام
 فٹنارہ وہ جن کی لاٹھ بند کر گئے تھے۔ کیلنڈر سوچا پورے کے
 پاس ہی تھا۔ جب اس نے دیکھا کیونکہ آست کی تاریخ بدھ
 کے دن کی۔

سہارا کے بعد مل اس کی دہشت کے مطابق اس
 معاملے کے نظر انداز کر دی گئی۔ شروع میں اسے بہت مشکل
 چلی آئی اور کئی بار اسے خیال آیا کہ وہ کھڑے سے اس سے
 کے بارے میں جاننے کی کوشش کرے۔ روز در روز وہ بھولنے
 لگی۔ سب چال کے باجی کا قصہ وہ تو یاد نہیں آتا تھا۔
 سال بعد اس کیلنڈر نے اسے چھٹا یاد کیا۔ چھ سال پہلے جب
 سہارا کا انتقال ہوا تو وہ بھی کیونکہ آست اور بدھ کا دن تھا۔
 پاکستان سے جاوے کے لیے آئے والے خط میں بھی اس
 تاریخ کا معاملہ تھا سہارا کے پاس آتا تھا کہ تاریخ
 اور بدھ کا دن ان کے خاندان کے لیے سنا سنا تھا۔ یہاں
 ہے۔ وہ سوئے کے لیے نکل تو گھس کے باوجود ٹیڈ اس کی
 آکھوں سے دھڑکی۔ اس کے ذہن میں سرورہ دھروہی پھر مل
 پرانے سے اہل گردش کرنے کے تھیں وہ اپنی داستان میں
 بھول گئی تھی کیونکہ صرف ایک بار سب سے سبب یاد ملا وہ
 تھا۔ وہ بھولی بھول گئی تھی۔ وہ سوچتی رہی کہ کیا اسے بھی معلوم
 نہیں ہو سکتے گا کہ اس کے باپ پر کیا کرئی؟ وہ پہلے سے
 اپنی موت کی بات نہیں کر رہا تھا اور اس تاریخ کو دنیا سے
 گزر رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

مبارے سے دن دن سے چھوڑا تو اس نے پہلی بار اس
 سر زمین کو آکھوں سے دیکھا جہاں اسے کیا خیر تھا۔ یہ
 اس کے باپ کا ملک تھا کہ اس کے دل میں کوئی جذبہ پیدا
 نہیں ہوا تھا۔ یہ ایک فطری بات تھی۔ وہ اس کا پیش پیدا نہیں
 اور وہی بنی رہی۔ یہ سب اس نے مسلم اقتدار کے مطابق
 بدلتی تھی جس کی اور اس کے مطابق زندگی گزار رہی تھی
 لیکن وہ اس کا کوئی انداز نہیں سمجھتی تھی۔ پاکستان اس کے آباؤ
 اجداد کا ملک ضرور تھا مگر اس کا ملک نہیں تھا۔ وہ یہاں
 اس کی شری کی حیثیت سے آئی تھی۔ وہ سب کی حالتوں کے
 باوجود یہاں آئی تھی۔ سب سے پہلے جائے سکونت کی
 تھی۔ اس نے کہا کہ آست کے بعد وہ جگہ جگہ بھی تو

اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ ممکن ہے اس کے دکھ میں اضافہ ہو
 جائے۔
 پھر اس نے برسوں بعد پہلے لاہور خان سے رابطہ کیا اور
 اس نے دل کی بات سنتے ہی اس کی حفاظت کی۔ وہ اسے
 کے لیے کمرے سے اٹھانے کی کوشش کرے۔
 "اگلے ماہ میں جانا چاہتی ہوں کہ پاکستان کی حالات میں
 موت کا فائدہ ہوئے۔"

"مجھے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لاہور خان کے
 لیے میں تھی۔" اور چھوٹی اگلی اولاد ہوا اور اس نے
 تھماری بہتر کی خاطر میں منع کیا تھا۔
 "میں باپ کا احترام کرتی ہوں لیکن حقیقت جانتا ہوں
 حق ہے۔ میں اس لیے کال کی ہے کہ آپ میری مدد کر
 سکتے ہیں یا نہیں؟"
 لاہور خان نے اس کے لیے سے اعزازہ کر لیا کہ وہ اس
 کی یا کسی کی بات نہیں مانتے گی۔ "ٹھیک ہے تمہاری
 مرضی۔ مگر جو میری حیثیت ٹھیک نہیں ہے۔ کروں یا نہ کروں
 اسے ضرور جانے دوں گا۔" اور اس نے اپنے بچے کے پاس
 حاضر تھا۔ مگر وہ نہیں دیکھ سکا۔ "ابتر میرا مشورہ ہے کہ
 یہاں آنے سے پہلے ایک بار میری کال کرلو۔"
 دل نے اسے مشورہ پر عمل کیا۔ وہاں کا دل دیر سے
 رہی۔ یہی سب سے زیادہ خوف رکھتا تھا وہ کبھی نہ سہارا
 ہوئی۔ "میں یہاں کی زندگی نہیں کر سکتی ہوں۔"
 "میں پاکستان آنا چاہتی ہوں اور آپ کو کوئی سے ملنا
 چاہتی ہوں۔"
 "کیوں؟"
 "میں باپ کی موت کے حالات جانتا چاہتی ہوں۔"

اس کے نہیں بڑے وقت۔
 "اس کی ضرورت نہیں ہے۔" زید بولی۔ "اب
 یہاں کال مت کرنا۔"
 "کیونکہ؟" دل نے تیز لپکے میں کہا۔ "میں نہیں
 جانتی کہ آپ کی بات میں کیا بات ہے۔" اور اس نے میرے پاس
 جا کر کے اداوں میں سے ایک میں اور اس کی اگلی بیٹی
 ہوں۔ اس حیثیت سے مجھے کوئی بھی وہاں آنے سے نہیں
 روک سکتا۔

دل کی بات نے زید کو خاموش کر دیا۔ اس نے کچھ
 دیر بعد کہا۔ "تم جانتی ہو؟"
 "میں جانتی ہی نہیں۔"
 "مگر میں انکار کرتا ہوں؟"

"میں آپ کو صرف نام سے جانتی ہوں۔ آج تک
 آپ کا نہیں تھا۔ میرا سہارا ہے۔"
 "میں سہارا کے چچا میرا خان کی بیٹی ہوں۔"
 "اس لحاظ سے آپ میری بھینجی ہوئیں۔" کو آپ
 شناخت کر سکتی ہیں کہ آپ مجھے وہاں آنے سے کیوں روک
 رہی ہیں؟"
 "تمہارے باپ۔۔۔"
 "میں ان چھ سال پہلے انتقال ہو گیا تھا اور میں اب تک
 اپنی قبر میں دوڑتی رہی اور میری جان کی ہوں کہ ان کا انتقال
 کن حالات میں ہوا۔"
 "اس کے باوجود میں جیسا میں آئے اسے مشورہ نہیں
 دوں گی۔"

"اس صورت میں مجھے امریکی سفارت خانے کی مدد
 سے مقامی انتظامیہ سے رابطہ کرنا ہوگا اور میں اس میں کوری
 اہل کرانوں کی۔ اپنی رفاقت کے لیے عہدیت میں وہاں
 کی۔" دل نے دوسری صورت سامنے رکھ دی۔ اسے سمجھنا تھا
 کہ اس کے بعد اسے انٹرنیشنل ہوگا اور اپنی ہی ہوا۔ پھر
 اسے حوصلے آنے کی اجازت دے دی لیکن ہرگز بڑے سے
 اسے خبردار کیا تھا کہ یہ بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔
 لیکن دل نے اس وارننگ پر کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ
 بصورت جانے کا فیصلہ کر چکی تھی اور اب وہ پاکستان میں تھی۔
 زید بہت سے بار اپنا دل لڑائی میں ایک شخص سے اس کا نام
 کر رہی تھی۔ دل نے اسے کوئی مشورہ نہیں دیا۔
 "میں اس کے پاس پہنچی اور وہاں میں بولی۔

"میں میں چاہتا ہوں۔"
 "زید نے فی نے کہا ہے۔" ڈیوید نے
 فائنل کیا۔ "آپ کا سامان کہاں ہے؟"
 دل سخت سہارا کے ساتھ آئی تھی۔ ایک ٹھکانہ تھا
 جس میں اس کا لباس تھا۔ اس کا ایک دروازہ سارے کے
 ڈیوید کی بیٹی میں اس کا سامان موجود تھا۔ وہ چھڑے سے
 لے کر آئی تھی۔ زید نے فائنل اٹھا سامان دیکھ کر حیران
 ہوا۔ وہ خاصے پرانے ڈال کی لکیری لاک کا رہا تھا۔
 ہرانی ہونے کے باوجود وہ بہتر حالت میں تھی۔ وہ اتر
 ہو کر سے لے کر دل نے زید سے پوچھا۔ "حوالی تک
 جاننے کے لئے؟"

"میں ایسا آباد سے ذرا پہلے جا چکا ہے۔" فضل اللہ
 نے بتایا۔ "تقریباً چار گھنٹے پہلے۔"
 دل نے کہا کہ میری روٹ کر کے آئی تھی۔ اس نے

سب سے پہلے اس کو کال کر کے پتہ کیج دیا۔ احمد علی
 "میں حوالی کی طرف جا رہی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مجھ کو
 میں مسئلہ حل ہو جائیگا۔ اس لیے اب تم سے حوالی سے
 بات کروں گی۔"

فضل اللہ خاموشی اور توجہ سے ڈرائیجنگ کر رہا تھا۔
 فضل اللہ اس سے اس کی طرح واقف تھا۔ اسے معلوم
 تھا کہ اس کا گڑبگڑا رشتہ جو میری ہے اور کہاں تھا وہاں
 ہے۔ تقریباً ساڑھے چار گھنٹے بعد وہ حوالی کی وادی میں
 داخل ہونے سے اسے آواز میں ایک شخص سا گونگا تھا اور
 آخری بار سے اسے آواز میں حوالی کی۔ اس کے بعد بلند
 ہوتے پھارے دھن گھٹا تھا۔ فضل اللہ نے بتایا۔
 "یہاں ساری زمین آپ کے خاندان کی ملکیت

ہے۔"
 "تو یہ لوگ؟" دل نے گاؤں کی طرف اشارہ کیا۔
 "یہ بیٹھوں پر کام کرتے ہیں۔"
 یہاں اپنی ملک کی ہر گاؤں سے ہوتی ہوئی جو کچھ
 طرف جا رہی تھی۔ وادی کی بڑے سے پہلے ہوتی تھی
 اور دل نے سوچا کہ یہاں کے خاندان کا یہاں کا خاندان
 لاہور کے گاؤں سے کس گھر میں ہے۔ فضل اللہ نے کہا
 سو فرار ہے۔ جو یہاں زمین پر کام کرتے تھے۔ زری
 رقبہ بہت وسیع تھا۔ اعلیٰوں پر چل رہا اور فضل اللہ کا باغات
 تھے۔ اور وہاں سے اس کے گھر میں تھے۔ اس کا کاش کی جاتی
 تھی۔ اور وہاں سے اس کے گھر میں تھے۔ اس کا کاش کی جاتی
 تھا۔ باغات میں شہد کی مکھی کے بس رہتے تھے اور
 گاؤں پر شہد کے کے گھر روخت گئے تھے جن سے
 ملازمین سے توڑ رہے تھے۔ فضل اللہ نے بتایا۔ "یہاں
 ریشم کے بڑے سے کپڑے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ
 مویشیوں، مرغیوں اور کچھ کے قدرتی گھر ہیں۔"

دل حیران ہوئی۔ یہ سب بڑے سے جاتے ہے پھر ہوا تھا
 اور چار طرف سے کپڑا جا رہا تھا۔ اس نے فضل اللہ سے
 پوچھا۔ "ابن سب کاموں کو کون دیکھتا ہے؟"
 محمد خاں تھا۔ وہی سارے کاموں کی دیکھ بھال کرتے
 تھے۔ اب وادیوں میں آپ کے علاوہ وہی نہیں ہیں۔
 دل نے سب سے ایک اور حیرت انگیز بات کی کہ
 اسے انداز تھا کہ جو خاندان کے یہاں تھے۔ "ابا کے کتے
 بھائی ہیں؟"
 "ابن سمیت پانچ بھائی تھے۔" فضل اللہ نے بتایا۔

[illegible]

دوسری چیزیں بکھری ہوئی تھیں اور ان میں سے اکثر لوگ بچی تھیں۔ ایک طرف چائٹر آف ہیں سے چلے گئے کا سر جوڑ سے آگ ہو کر گر رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی شراب کی بوتلی ہوئی ہوئی سے سرنگ سیال بہہ کر پھیلا ہوا تھا۔ مرد اور عورت کی آوازیں آ رہی تھیں لیکن وہ اب تک سامنے نہیں آئے تھے۔ ریل ریلو ریلو کر کے کے سامنے پہنچ گئی اور اب وہ چوڑے کمرے کا خطرہ رائج دیکھ کر کئی کئی گھبراہٹ کر کے میں کوئی خطرہ نہیں آیا۔ مرد اور عورت کے لانے کی آوازیں بدستور آ رہی تھیں لیکن وہ خطرہ نہیں آ رہے تھے۔ آواز میں بالکل سامنے سے آ رہی تھیں۔ ریل گاڑا میں شدت سے چکارتے لگا۔

چائٹر اسرار معاملہ اس کی کچھ سے ابڑھا۔ اس کمرے میں کوئی نہیں رہتا تھا لیکن اب یہاں سے آواز میں آ رہی تھیں اور کراہی کراہی نکلا ہوا تھا اور اسے کوئی خطرہ نہیں آ رہا تھا۔ آواز میں قریب آتی محسوس ہو رہی تو ریل سے سامنے راہدار کی کے آ طرف میں رو رو سے چنگ کئی۔ دو سامنے کمرے سے نکلے اور پھر اس نے اسی عورت کو دیکھا۔ وہ اسی سٹیڈ لہاس میں تھی۔ اس کے چہرے اور سر سے خون بہہ رہا تھا اور دھول کے لٹا ہوا تھے جیسے اس کے ساتھ مار پیٹ کی گئی ہو۔ اس کا سٹیڈ لہاس بھی جابجا اور کچھ ہورہا تھا۔ وہ جیسے کسی سے ڈر کر پیچھے ہٹ رہی تھی مگر ریل کو دوسرا شخص نظر نہیں آ رہا تھا۔ عورت کی آنکھیں مسامحت تھیں اور ان سے اتنا زیادہ خوف جھک رہا تھا کہ ریل نے اس سے پہلے بھی کسی کی آنکھوں میں اتنا خوف نہیں دیکھا تھا۔

”لگا کے لے۔۔۔۔۔ لگا کے لے۔۔۔۔۔ عورت کے منہ سے درد بھری آواز نکلی۔ درد بھار کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹ رہی تھی۔ وہ کسی سے ڈر رہی تھی اور کسی سے بات کر رہی تھی۔ ریل کو کوئی خطرہ نہیں آ رہا تھا۔ وہ سرزد رہی عورت کو دیکھ رہی تھی۔ اچانک عورت الٹ کر گئی جیسے کسی نے اسے جھڑپا مارا ہو۔ آواز میں دیکھی ہی آئی تھی۔ وہ سامنے اور کھینچے ہوئے فرش پر چاروں ہاتھوں پر ریل کے مل رہی تھی۔ پھر کسی نے اس کی کمر پر وار کیا اور وہ دوبارہ گر گئی۔ کچھ دیر ساکت چلی رہی۔ پھر بہت کر کے دوبارہ اٹھ اٹھی۔ کھڑکی ہو گئی پھر اس نے راہداری میں مخالف سمت میں موجود پہلا دردازہ دیکھا شروع کر دیا۔ وہ پہنچ چکا کہ پتا ہو گیا کہ وہ بھی۔ پھر وہ اس کمرے کے برابر والے کمرے تک آئی جس سے وہ خود بھی تھی۔ یہ ریل کے کمرے سے پہلے والا کمرہ تھا۔ وہ اس کا دردازہ پہنچے گی۔ اس کی درد بھری آواز پوری راہداری میں گونج رہی تھی۔

ریل کو تھب ہوا، اس کے سوا کوئی نہیں لگا تھا۔ یہاں زور پڑا اور بڑی خاتم کے کمرے سے اتر رہی خاتم کے ساتھ مستقل رہتے والی خاتم مٹی گئی۔ کسی نے اس عورت کی پیچھے اور فریاد نہیں سنی تھی۔ ابھی عورت دردازہ چیل رہی تھی کہ عقب سے خطرہ آنے والے شخص نے اس پر دوبارہ وار کیا۔ اس بار اس کے سر پر کچھ مارا تھا۔ عورت کا سر پھٹ گیا اور وہ قحط کر دیوار سے گر پڑی پھر دیوار کا سہارا بنے کر آگے چلی گئی۔ اب وہ ریل کے کمرے کے دردازے سے تھی۔ وہ ہاتھ مار کر اپنی کمرہ ہو جانے والی آواز میں پتا کے لیے اٹھا کر رہی تھی۔ اچانک وہ مڑی اور اس نے قحط مار کر جھکا لی وہی جیسے کسی وار سے قحط رہی ہو اور پھر پلٹ کر مخالف سمت کے دوسرے کمرے کے دردازے تک آئی اور اسے بھانپنے لگی۔ خوف سے اس کی آواز چیل رہی تھی۔ اب اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ ریل سوچ رہی تھی کہ یہ عورت آگے کیوں نہیں جا رہی ہے؟ خالی کمروں کے دردازے سے چیل رہی ہے، اسے زور پڑا بڑی خاتم کے کمرے کی طرف جانا چاہیے۔

اس دردازے سے خاتم ہو کر عورت اس سے آگے دردازے تک پہنچی۔ اس کی بے تابی سے لگ رہا تھا کہ اگر اسے پتا نہ ملے تو پھر شاید موت ہی اسے پتا دے گی۔ وہ اب ریل کے کمرے سے آگے والے دردازے کو کھنچ رہی تھی۔ یہ راہداری میں پہنچ کر تھا۔ اس کے مخالف میں بڑی خاتم کا کمرہ تھا۔ پھر وہ بڑی خاتم کے کمرے کی طرف مڑی۔ اس کمرے کا دردازہ بھیا تھا تو ریل نے سکون کا سانس لیا۔ اب اس عورت کو پتا چل جاتی کہ وہ اس خطرہ آنے والے شخص کی دست برد سے بچ چکی تھی۔ مگر مسلسل دردازہ بھانپتے رہ گئی کوئی ریل نہیں ہوا۔ کسی نے دردازہ نہیں کھوئے اور نہ ہی کوئی آواز آئی۔ عورت اب سسکیں لے کر رو رہی تھی۔ مسلسل چیلنے سے اس کی آواز بچھ گئی تھی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے پیچھے ہٹتی تھی کہ کچھ کچھ کر کے گری اور پھر کوئی اسے ریلوں سے پکڑ کر چیلنے لگا۔ عورت قحط رہی تھی اور خود کو پھلانے کی کوشش کر رہی تھی مگر کچھ وہ شخص اسے پوری قوت اور پوری سوجھ بوجھ سے کھینچتا ہوا آگے لے کر تک لایا اور جیسے ہی وہ اٹھ کھڑے، دردازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں بے پتا ہونا چھا گیا۔ ریل سوچ رہی تھی کہ ابھی وہاں سے دیکھا تھا کہ کیا وہ کچھ تھا پھر اس نے کوئی خواب دیکھا تھا؟ اس نے کسی نے اس کے کدے دیکھنا شروع کر دیے۔ ریل نے حذر کر دیکھا تو اس کے سامنے وہی عورت تھی۔ ریل دلم چڑا اور آنکھوں کی کچھ دیر تک گڑھے تھے۔ ریل کے منہ سے بے

ساتھ چلی آئی اور پھر اسے ہوش میں لایا۔

☆ ☆ ☆

خیرہ خاندان کی میں کوئی بار بار ہانکا جیسے لوگ اس کے پاس بول رہے ہوں، اس کے بارے میں بات کر رہے ہوں۔ وہ ان کی باتیں سن رہی تھی لیکن اس کا ذہن انہیں گرفت کرنے میں بصر میں ڈھک تھا۔ اس کی آنکھ ملتی تو وہ اپنے کمرے میں بستر پر ایک چاکل اس کے ہتھ تک سوچتا تھا اور اس کا کسم پوئی میں اور کڑور ہوا چاہیے وہ نہ جانتے تھے۔ ذہن کی خیرہ کے بعد اسے اب سب سے پہلے اس کی فکر کا تئیں پر ہر گھنٹہ غشی کی طرف تھی۔ پھر اس نے ڈرپ اسٹینڈر دیکھا جس پر ڈرپنگ ہوئی تھی اور اس سے غلہ غلہ وارپ لگ کر اس کے بازو میں لگی ہوئی ہے جسم میں داخل ہو رہی تھی۔ وہ سمجھا کہ اس کا بیٹا ہوا اس نے سر تھما کر باہر کی طرف دیکھا تو اسے باہر تھما دیا۔ وہ کھائی دی۔ اسے جب ہوا کر بھی تک رات کی کچھ باتیں نہیں ہوئی تھیں۔ وہ جوتے پہنے ہوئی تھی اور ایک کراں کے پاس آئی۔ وہ جوتے پہنے ہوئی۔ لیکن اس نے غلہ غلہ وارپ کو ہوش آگیا۔ سب پر پڑنا ہو گئے تھے۔

”مجھے کیا ہوا تھا؟“ دل نے اچھے کی کوشش کی۔
”ابھی نہیں، دل نہیں آتی۔“ اس نے کہا۔ ”ابھی

ڈاکٹر آپ کو دیکھ کر کیا ہے۔ ایک منٹ میں اسے پانی ہوں اور چھوٹی خانم کو ہوں۔ آپ سب مل جائیں۔“

”ڈاکٹر کو کبیر مطلق شک ہوا ہے، پہلے مجھے پانی دے۔“

گل نے اسے سہارا دے کر پانی پلا یا پھر وہ باہر چلی گئی۔ دل کی توانائی رفت رفتہ بحال ہو رہی تھی لیکن ڈرپنگ کی ڈرپ کی وجہ سے وہ اٹھ نہیں سکی۔ باغ صفت بھڑور رہا تھا اور آبی اس نے جھک کر دل کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور بولی۔

”حکمران بن کر آ گیا۔“
”تجھے کیا ہوا تھا؟“

”ابھی میں رات کو کمرے سے نکلے تو تم راہداری کے آگے لیٹے ہوئے تھی جس میں اور بھی بہت چیز تھیں ہوتی تھیں۔“

”آج رات؟“

”آج تو چورنگ کی رات ہے اور ابھی دن ہے۔ تم سات تاریخ کی رات بارہ بجے مجھے راہداری میں بے ہوش لٹائی تھی میرا اور میں گرجا باورڈن لکھ ہوئے آئے۔“

دل نے جھانک کر دیکھی۔ ”دورن ہوا۔“

زیرینہ نے سر ہلایا۔ ”غالب بہت شیعہ تھا اور بار بار چار ہزار بار قلم بردہ حال ڈاکٹر منظر دیکھتا رہا اور آج وہ پھر بھی راہداری کیا۔ کڑوری سے بچانے کے لیے مجھیں ڈرپ اور طاقت کی دوا دی دیتے رہے۔ اب تم کچھ کسوٹی دیکھو۔“

”کبھی کی کڑوری ہے۔“ وہ آہستہ بولی۔
”تم اپنی رات کے باہر کی کھلی تھی اس کے راہداری

محیطت کو رہی؟“ زردینہ نے کچھ گھٹیں جانتے۔
”مجھے نہیں یاد کہ میں کب باہر گئی۔ میری طبیعت ضرور

غراب میں تھی اس لیے مجھے اتنا درد ہے کہ میں لپٹ کر سو گئی۔“
دل نے اصل بات گول کرتے ہوئے کہا۔ ”میں نے نائٹ

سوٹ پہن کر بیٹھا تھا۔“
”پس تم ہی ایس میں تھیں اور جب راہداری

میں بے ہوش ہو گئے تو کچھ نہیں ہوئی کبھی۔“
اس دوران میں گل ڈاکٹر کو لے آئی۔ اس نے دل کا

حصہ دیکھا اور بولا۔ ”ہیکم تھا وہیں کڑوری ہے۔ ایک وہ دن کل تھا تو اس وقت کے حصے میں اسے احتیاج نہ تھی۔“

الان لپٹا ہے کہ گر کر پڑی۔ اس گرم پانی میں تو کیا بیکور استعمال کرتی تھی۔ دل چندہ منٹ سے زیادہ کے لیے بستر

سے اٹھا۔
ڈاکٹر بات کے ساتھ گولیاں دے کر دھست

ہو گیا۔ اس نے ڈرپ نکال دی تھی کہ اس کی ضرورت تھی کہ اس کی جگہ اس کے ساتھ ملانے لگی۔ اسے

ہوئے ہی زردینہ نے کہا۔ ”کی کوئی مضمون ہے کہ تم راہداری میں بے ہوش پائی تھی۔ اس لیے کی کو تھکا بھی مت۔“

”میں تمہارے سوا کچھ نہیں ہوں۔“
دل اس سے پریشان پانچ کی کرکھا اور پھر بڑی خانم

اسے دیکھنے آئے تھے لیکن وہ بچھڑ گئی۔ زردینہ بھی۔
بیکور سے گل کی اول اس کی دوسری راہداری میں

واضح تھا کہ وہ کسی صورت اسے خواب تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی۔ وہ سوچ میں آگئی کہ دورانے پر دھک ہوئی۔ اس نے اجازت دی تو صومرا آ گیا۔ دل جلدی سے اٹھ کھڑی اور اس نے دوپٹا لپٹا۔

”اب طبیعت کیسی ہے؟“ صومرا کے پاس آکر بولا۔

”ہیکم ہو لیکن آپ کو کیا؟“ دل نے شکوہ کیا۔
”اب دیکھنے کے ہیں۔“

”اب؟“ وہ بولا۔ ”کلی سارا دن میں تمہارے پاس

ہی رہا ہوں، صرف کھانے کے لیے جاتا تھا۔ رات کو کی جا تا لیکن مجھے اچھا نہیں لگا اس لیے کچھ کھانا آج تک

سے یہاں تھا، دوپہر میں جانا پڑا۔ قادم میں ایک سترے آگیا تھا اس سے صحت کبھی آ کر باہر آئے

شرعہ دے ہو گئی۔“ صومرا۔ ”میں بھی کراپ آئے

ہی نہیں۔“
”صرف میں نہیں۔۔۔ بڑی خانم کی بھی جسمی حالات

الین کی طبیعت تھک نہیں گئی۔ بڑی مشکل سے تھیں، اب اس کے دل کا

کے رگڑا تھا۔“
دل کا چہرہ چمک اٹھا۔ ”ج۔۔۔ دای جان آئی

تھیں۔“
صومرا نے اسے دیکھ کر ہانک کر اس کے آہستہ سے کہا۔

”دل ابھی یہاں نہیں ہیں لیکن یہاں صومرا جو بگم

”ج۔۔۔ کون؟“ دل نے بے چارہ

”اب۔۔۔ بڑی خانم، چھوٹی خانم اور۔۔۔ میں بھی۔“
آخری الفاظ سے جھک کر۔۔۔ دل شرمائی۔ اسی باتیں

گل جانے لے آئی۔ اس نے صومرا کو دیکھ کر جلدی سے

سلام کیا۔ چائے کا گچھا۔

”ہاں لے آؤ لیکن اس سے پہلے ایک کرسی لے

آؤ۔“

”میں نے یہ وعدہ

کیا تھا کہ مجھے اتنا وقت کے بارے میں بتا دے۔“

”ہاں، تو کچھ لیکن تمہاری طبیعت غراب ہو گئی۔“

ابھی بھی جیسے آرام کی ضرورت ہے۔“

”میں میں بھل چک ہوں۔“ دل نے جلدی سے

”اور دورانے آرام کی ضرورت کی۔“

”پھر بھی آرام کی ضرورت تو ہے۔“ صومرا نے سوجے

ہوئے کہا۔ ”مجھے بتاؤ کہ تمہاری کبھی میں چھوٹی خانم

بتا رہی تھی کہ جیسے کچھ یاد نہیں ہے۔“
”ہاں، ان کو میں نے بھی کہا ہے۔“

صومرا نے سر ہلایا۔ ”میں آپ سے کچھ نہیں بھانسی گی

لیکن پہلے آپ مجھے بتا دیں کہ میں کب کب اس رات سے کس نے

تمہارے خاندان کو کچھ کر کے دکھایا ہے۔“

صومرا میں پریشان ہو کر دو اوقات دین میں تازہ کر رہا

ہو۔ پھر اس نے کہا۔ ”واقعات ناقص تھیں تھے۔ غور مجھے

کبھی نہیں تھا آپ کا جب تک میں نے خردان کا کاشا نہیں

کر لیا۔“

☆ ☆ ☆

آکبر خان اور صومرا خان اپنے آپ کے دوئی وارث

تھے۔ یہ سارا علاقہ گجراتوں کے دور میں اسے الٹ ہوا

تھا۔ پھر اس نے پہلے اس کے لڑکے کو بھڑا کر کاشا

حصہ امیر خان کا ہوگا اور جونی حصہ آکبر خان کا ہوگا۔

خان کے باغ تھے۔ آکبر خان خود معمولی طور کا تھا

خان اس کی خواہش تھی کہ اس کے بیٹے پڑھیں۔ اسے اپنی

غریبی کی قدرت نے اس کے عقدر میں صرف بیٹے

لکھے تھے۔ اس لیے جب امیر خان کے گھر پانچ بیٹے آوا

ہائی کی صورت میں ہوئی تو اس نے بھائی سے اسے مانگا

زیرینہ، سہارو سے باغ مانگا چھوٹی تھی۔ زردینہ سے بڑی

چھوٹی تھی اور خان کی تنگ کی کمر آکبر خان کو یہ سب

پہنے ہوئی تھیں گلیں گلیں۔ اس کی وجہ راہداری کا

اور غلہ تھی۔ وہ اپنے آپ کو بھائیوں کے برسر غلہ کا

مالک تھا۔ خود خوش، تنگ نظر اور۔۔۔ بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

سچ سے اسے دوروں کا ذات ہے کہ کوئی بات سنا کر

اس نے بھی اٹھ کھڑا کہ کچھ ایک بار کراڑی بڑی غام سے مل گیا اور گرد و باطن سے چاہے کچھ نہ کھنکھاتا پھر سے ظاہر ہو اگست کے پہلے ملتے ملتے کھینکے گا۔ پھر اس نے دایں جانے لگا۔ اٹھ کر گرد و آبرو کیا رگست کی رات اسے ہاتھ درم کے لب میں مردہ پاؤں کیا۔ ڈاکٹر کے مطابق اس کی موت لڑھکتے سے واقع ہوئی تھی۔ پست بدم، پست کے مطابق بعد سے ایک خواب اور دور کے اڑنے کی شکل ملے۔

☆ ☆ ☆
 دیکھ کر مجھ میں اور اس کی آنکھوں کے سامنے وہ دن پہلے والا دکھ گھبراہٹ کا تھا۔ اب اسے کوئی شب نہیں تھا کہ اس نے رخسار اور زانو کو دیکھا تھا۔ جانے سے کیا ہو چکا تھا؟ آخر نے والوں کی دیکھ کر پھر اس شخص تارخ کوئی تھا اور چلی والوں کے سامنے اس واقعے کی سچائی کے دکھائی گئے کہ اس کے بعد بھی بے کونوں میں سے کسی ایک کی تصاویر آتی تھیں۔ دل نے صدمے کے خاموش ہونے کے بعد اسے کھیل سے بتایا کہ اس نے کیا دیکھا تھا۔ صدمے کیا۔ "اس سے جوت ہوا ہے کہ رخسار کی روح جی کے کونوں سے اقام لے رہی ہے۔"

"میں اس بات کو نہیں مانتی کیونکہ جتنا عرصہ ہے کہ زندگی موت کا اختیار صرف ایک کے پاس ہے۔"

"اختیار کو چلن کچھ بھی ہے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر دے۔ روح کا کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کی جان لے سکے تو اسے اس کے کرنا سے اس کے مقدر میں گھبراہٹ ہو۔"

"میں اس بات کو نہیں مانتی کیونکہ جتنا عرصہ ہے کہ زندگی موت کا اختیار صرف ایک کے پاس ہے۔"

"اختیار کو چلن کچھ بھی ہے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر دے۔ روح کا کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کی جان لے سکے تو اسے اس کے مقدر میں گھبراہٹ ہو۔"

"میں اس بات کو نہیں مانتی کیونکہ جتنا عرصہ ہے کہ زندگی موت کا اختیار صرف ایک کے پاس ہے۔"

"اختیار کو چلن کچھ بھی ہے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر دے۔ روح کا کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کی جان لے سکے تو اسے اس کے مقدر میں گھبراہٹ ہو۔"

زورینہ اور صومہ موجود تھیں۔ وہ دونوں ہی عجیبہ دکھا کر دے رہے تھے۔ کھانے کے بعد وہ بڑے اس سے کہا۔ "نکل گیارہ گارے میں، میں اور سب چاہتے ہیں کہ تم بھی کچھ کھاؤ۔"

"میں اس بات کو نہیں مانتی کیونکہ جتنا عرصہ ہے کہ زندگی موت کا اختیار صرف ایک کے پاس ہے۔"

"اختیار کو چلن کچھ بھی ہے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر دے۔ روح کا کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کی جان لے سکے تو اسے اس کے مقدر میں گھبراہٹ ہو۔"

دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آئی اور اس نے خود غافل کی کرکٹ بازی میں بدل لی۔ اس نے ان پاورسٹ کے کھیلوں کو اور اس میں سادہ اس کے بیٹے سے لگا۔ بڑی غام کے وجود سے اس کی خوشحالی اور وہ سادہ دے لگا۔ بڑی غام اس کی سرسبز ساری میں اور اپنی قاتلی گم زمان میں چمک رہی تھی۔ صومہ نے آہستہ سے کہا۔ "بڑی غام کبھی جیت رہی ہے، وہ انہیں تکلیف دہی ہے جیسے دے رہے۔"

"میں اس بات کو نہیں مانتی کیونکہ جتنا عرصہ ہے کہ زندگی موت کا اختیار صرف ایک کے پاس ہے۔"

"اختیار کو چلن کچھ بھی ہے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر دے۔ روح کا کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کی جان لے سکے تو اسے اس کے مقدر میں گھبراہٹ ہو۔"

مہربان ہو کر کہہ کر اسی لیے اسے یہاں بلایا تھا۔ بڑی عالم نے مجھ سے نہیں کہا تھا۔ اسے بار کر میرے اندر برسوں سے مسکنا اظہام اب پورا ہوا ہے۔ لیکن نہیں... ابھی اس خاندان کا ایک نذر دانی ہے۔ کل تک وہ نہیں رہے گا جب یہ جاگیر اور یہ حویلی میرے ہاتھوں اور بچوں کو ملے گی۔ میرا اظہام تب جا کر پورا..."

غیر یہاں تک پہنچ کر کہ مٹی تھی۔ شاید موت نے جو دشمنی کی دوری کی صورت میں آئی تھی، اسے مہلت ہی نہیں دی کہ وہ اپنی غریب اور اپنا اظہام پورا کر سکتی۔ دل نے ڈائری دوپٹے سے لے کر لی تھکر ڈاکٹر آگیا تھا اور زبرد کو کچھ دیا تھا۔ مجاہد کے بعد اس نے باجی سے سر ہاتے ہوئے کہا۔ "نکی اپنے بدلہ پا چکا۔ بدھو نے سے موت داغ ہوئی ہے۔"

"اگر میں اپنے جانی لے جاؤں تو..."

"لے جا چکی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "بہ خاص موت نہیں ہے۔"

اور اسی دور میں اور پید کی موت کی خبر جاری حویلی میں پھیل چکی تھی۔ ملازمین بھی اپنی جگہیں چھوڑنے اور چھان کی حویلی کال کر کے اطلاع دی۔ بڑی عالم کو دل بے تپا۔ وہ صدمے سے اوجھا رہا تھا۔ دل نے ڈائری اور اس کی غریب کے بارے میں کئی کئی باتیں بتا دی۔ وہ چاہتی تھی کہ کچھ نہ کی تدبیر کا کام نہ لے جائے کہ وہ صدمہ کو ڈائری دکھانے کی ادویہ کی فیصلہ کرے گا کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ بکھوڑ میں دل پر کے بہن بھائی آچکے تھے۔ امیر خان اور اس کی بیٹی کا برسوں پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ موصوفے کہا کہ زبرد کو کچھ حویلی کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا لیکن اس کے بہن بھائی نہیں مانے اور اگلی صبح وہ زبرد کی لاش اپنی حویلی کے ساتھ موجود قبرستان میں دفنانے لے گئے۔ موصوفے ساتھ گیا تھا۔ دل بڑی خام کا بھارت کر کے رک گئی۔ بے شک قدرت نے اس کے باپ کی قاتل کو سزا دے دی تھی لیکن وہ اس کی تدفین میں شرکت نہیں کرنا چاہتی تھی۔ موصوفے شام تک آگیا تھا۔ رات کے کھانے کے بعد دل نے اسے زبرد کی ڈائری دکھائی تو موصوفے کے میں رو گیا۔ صرف آخری غریب ہی نہیں بلکہ زبرد نے کئی ایک غریب پر یہاں پہلے ہی لکھی تھیں جن سے پتا چل رہا تھا کہ وہ سہاوردہ اس کے خاندان سے شہرے غریب کرتی تھی اور صرف اظہام لینے کے لیے یہاں رہی ہوئی تھی۔ جب گیارہ اگست بدھ کے دن حویلی کا کوئی فرد دنیا سے رخصت ہوا تو زبرد اپنے کمرے میں خوشی سے دھس کر رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ دشمنی کی دوا اسے کچھ نہیں کہے گی کیونکہ اس کا منہ اس

خاندان سے برابر دست نہیں تھا۔ اگر اسے بھی خطرہ تھا تو وہ اظہام کی خاطر اسے مول لینے کو چاہتی تھی۔ چوری ڈائری دیکھ کر موصوفے کو یہی ساہمیں ملی۔

"میں نے بھی سوچا بھی نہیں تھا کہ چھوٹی عالم ایسی نکلیں گی۔"

"خاتم آزاد ہو گیا اور اظہام کی خواہش اسلانی کو اس مقام تک لے جاتی ہے جس کے بارے میں اس نے بھی خود بھی نہیں سوچا ہوتا۔" دل نے تلخ لہجے سے کہا۔ "بہر حال ان کی موت کے ساتھ ہی یہ معاملہ بھی ختم ہو گیا ہے۔"

"نکی اب اسے کی اور کو تانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ہاں، میرا بھی مطلب ہے۔ لیکن یہ صرف زبرد خواتن ہو۔ اس صورت میں بات مکمل تو بلا وجہ دلوں میں کھو رہی تھی آ جا رہی گی۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔" موصوفے اس کی تائید کی اور ڈائری نشست گاہ کے آخری دان کی بھڑکی آگ میں ڈال دی۔ "میرا خیال ہے کہ اب میں گیارہ اگست کے آسیب سے بھی بچا ہوں۔"

"شاید۔" دل بولی۔ "دشمنی کی دوا دھارنے کے بعد بے چین تھی کہ کوئی تو اس کے حق میں ہو سکے۔ اس پر ہونے والے حمل کو روکے۔"

"تم نے یہ کام کر دکھایا۔" موصوفے نے پرجوش لہجے میں کہا۔ "مجھے تم پر فخر ہے اور اس حویلی میں رہنے والوں پر اس میں ہے۔ اگر وہ ڈائری اظہام کی برائت کا مظاہرہ کرتے تو آج یہ حویلی آباد ہوتی۔"

"حویلی اب بھی آباد ہو سکتی ہے۔" دل بولی۔ "آپ کتاب شادی کر سکتی ہیں۔"

"میں چاہوں۔" موصوفے نے کہا۔ "بھریک زبرد کی بھی مان ہے جس سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کون ہے وہ لڑکی؟" دل نے انجان ہی کر کہا۔

موصوفے کی آنکھوں سے صاف جھک رہا تھا۔ "اور وہ کیوں نہیں مانے گی؟"

"یہ ایک لڑکی جو یہاں سے بہت دور جاتا چاہتی ہے۔"

"اگر کوئی اسے بندہ کے تواسے جانا ہی ہوگا۔"

موصوفے اس کا ہاتھ ختم کیا۔ "اور اگر میں اس سے کہوں کہ بیٹھ کے لیے یہاں رک جائے تب...؟"

دل نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے چہرے پر بکھرتے رنگوں نے موصوفے کے سوال کا جواب دے دیا تھا۔